مدخل الدراسات روایت ورواۃ

عرض ناشر:

مطلع کتاب حاضر کے عنوان دیکھنے کے بعد بہت سے علماء میرے گناہوں کی بخشش کا کام کریں گے وہ کم کم اجتہاد کے میدان میں داخل ہو رہا ہے یا عنقریب دعویٰ اجتہاد کریں گے لیکن ان کی یہ سوچ ظن وگمان ہوں گے اور ظنی وگمان رکھنے والے کبھی حقیقت سے نزدیک نہیں ہوسکیں گے وہ سمجھتے ہیں علم رجال کا علم مخصوص مجتہدین کیلئے ہے، جیسا آج کل اسناد احادیث سے باقر مجلسی وباقر شرف الدین کہتے ہیں ایسا نہیں بلکہ یہ کام ہمیشہ اجتہاد سے دور یا کم درجے کے افراد کرتے تھے کیونکہ اس میں زیادہ غور وخوص دقت کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی اس میں پیچیدہ اصول نہیں ہوتے یہاں سادہ سادہ شخصیات کے نام کو درج کر پھر ان کے بارے میں ان کے جانے والوں سے حال و اوضاع پوچھتے ہیں بلکہ یوں ہوگا رجال موضوع عامۃ الناس ہے کسی عالم کے بارے میں عوام سے پوچھتے ہیں ان کی دین داری کیسی ہے زر پرست اقتدار پرست ہے یا ان کے بارے میں لکھی گئی کتابوں سے رجوع کرتے ہیں چنانچہ نجاشی مجتہد نہیں تھے اس طرح صاحب رجال برقی مجتہد نہیں تھے، چنانچہ اللہ نے اسی بنیاد پر عوام یہود کی مذمت کی ہے۔ معلومات جمع کرتے ہیں وہ کیسے ہیں معلومات جمع کرنے کے بعد اپنے پاس ایک رائے قام کرتے ہیں یہ کام یہاں کے جوان لڑکے ہمیشہ کرتے ہیں، چنانچہ میرے بارے میں عادل نے محفل مرتضیٰ کے امام قبلہ رئیسی سے پوچھا تھا تو انہوں نے فرمایا تھا کہ وہ فقہ نہیں جانتے اس طرح اقبال لالچی نے قبلہ مولانا شیخ عباس رئیسی سے پوچھا تھا کہ انہوں نے فرمایا تھا اس کو کچھ بھی نہیں آتا اس رح ان دونوں نے شبیر کوثری کو مطمئن کیا تھا اس کو علم رجال کہتے ہیں۔

اس کے علاوہ تنظیمی جوان نفاق پھیلانے، تجسس کرنے کیلئے ایک دوسرے سے پوچھتے آئے ہیں اس سے وہ فرسودہ غالی لوگوں کو اوپر لے جاتے ہیں ان کے ناپسند کو نیچے گراتے ہیں اس بحث کو کتاب کی شکل میں لانے کی ضرورت اس لئے پڑی ہمارے ہاں علمائے غلات جنہیں قرآن سے چیڑ تھا لیکن وہ حدیث کی رٹ لگاتے تھے چنانچہ قبلہ محمد باقر مجلسی نے فرمایا ہمارے پاس نص موجود ہے تو ہم نے عرض کیا آپ کی حدیث سرآنکھوں پر لیکن سند کو ٹھیک کر کے لائیں اس کے راوی کون ہیں پتہ چلے گا کہ ہماری دھاندلی کھل جائے گی تو انہوں نے کہا راوی کی کوئی حیثیت نہیں ہے راوی شمر بھی ہو کوئی حرج نہیں ہم اصالت المتن کے قائل ہیں اس کا مطلب یہ ہوگا جوان کی سمجھ میں آنے والی بات ہے وہ سب صحیح ہوں گی جو ان کی سمجھ میں نہ آئے وہ غلط ہوں گی اس طرح کا فرمشرک مجوس حکماء ادباء کے جو قول ہیں ان کی تجرباتی منقولات ہیں جس سے حدیث سازوں نے حدیث قدسی یا انہوں نے اللہ یا رسول آئمہ طاہرین سے نسبت دیا ہے وہ ان معقولات کو رسول اللہ کی معقولات سمجھتے ہیں۔

منہل الدراسات روایات والراوی:

منہل: یہ مادہ نہل ن ھ ل سے بنا ہے "نهل الشارب نهلا" یعنی پانی سیراب کرنے کو کہتے ہیں: رجل منهال "كثير الانهال" یعنی

زیادہ پلانے والا'' ابل نھال ''یعنی زیادہ پیاس والے اونٹ اس کو کہتے ہیں جہاں جا کر پانی پیتے ہیں پانی پینے والی جگہ کو منہل کہتے ہیں۔
دراسات جمع درس ہے اس کے معنی مٹنے کو کہتے ہیں درس'' **ربع دارس و مدروس** ''ہوا نے اس کے آثار کو مٹایا ہے درس مٹنے کو کہتے ہیں چلتی ہوئی ہوا نے اس کے اثر کو مٹایا ہے اسی سے کہتے ہیں:

درست الریاح درسا گندم پاوں کے نیچے روندنے کو کہتے ہیں دبانے کو کہتے ہیں رجل مدرس یعنی مدرس تجربہ کار ماہر کو کہتے ہیں درس ''**الکتاب للحفظ** ''یعنی کتاب کو بار بار حفظ ہونے تک کے لئے پڑھتا کہ ذہن سے نہ مٹ جائے کہتے ہیں دارستہ الکتاب مدارسہ یعنی اس کو بار بار تکرار کر کے یاد کیا کہتے ہیں **اجتمعت الیھود فی مدارسھم** یعنی یہود اپنے مدارس میں اتفاق کیا ہے یعنی مدارس وہ گھر ہے جس میں توریت کو پڑھایا جاتا ہے درس ثوب یعنی کپڑے پرانے ہوگئے پھٹ گئے۔'' **درس الدار معناہ** ''یعنی اس کے اثر باقی ہیں یعنی اس کی نشانی مٹنی چاہیے لیکن اثر تھوڑا باقی ہے قرآن کریم میں یہ کلمہ ان سوروں وآیات میں آیا ہے اعراف ۱۶۹ آل عمران ۷۹ سباء ۴۴ انعام ۱۰۵۔

روایت: [اساس البلاغہ ص ۳۰۹]

روی۔'' **ھو ریان وھی ریا وھم رواء** '' روایت مادہ روی سے بنا ہے روی سیراب کرنے کو کہتے ہیں۔
''**روی من الماء ریا**'' یعنی وہ پانی سے سیراب ہوگیا۔
''**ماء رواو روی**'' پانی پینے کے لئے آنے والا۔
''**عندہ راویۃ من ماء**'' ان کے پاس پانی کا ایک مشک ہے۔
''**ولہ راویۃ یستقی علیہ**'' اس کے پاس ایک راویہ ہے راویہ اونٹ کو کہتے ہیں دریا سے جو پانی مشکیزہ میں بھر کر اونٹ پر لاد کر لاتے ہیں اس شک اور اونٹ دونوں کو راویہ کہتے ہیں اسی مناسبت سے وہ احادیث جو کچھ اسلام سے ہم تک پہنچا ہے اس کو روایت نقل کرنے والا کو راوی کہتے ہیں راوی کہتے ہیں جس طرح اونٹ پانی ادھر سے ادھر لے جاتا ہے اسی طرح راوی بھی یہی کرتا ہے اس کی جمع'' روایا '' ہے یہیں سے کہتے ہیں روایت یعنی حدیث کی نقل ہے حدیث مروی بھی کہتے ہیں یا کہتے ہیں'' **ھو روایۃ اللحدیث** '' کہتے ہیں'' **روی علیہ الکذب** '' یعنی اس پر جھوٹ باندھا یا کہتے ہیں'' **فلاں لا یروی علیہ کذب** '' یعنی اس پر جھوٹ نہیں باندھ سکتے ہیں۔
کتاب قاموس مترادفات میں آیا ہے روایت یعنی نقل' بیان' اظہار' کہانی' قصہ' سرگوشت ذکر حکایت کہانی حدیث خبر کو کہتے ہیں۔ روایت حدیث کو ایک جگہ سے دوسری جگہ ایک طرف سے دوسری طرف منتقل کرنے کے عمل کو روایت کہا جاتا ہے حامل کو راوی کہتے ہیں اس میں صحیح 'غلط صدق' جھوٹ کی کوئی تمیز نہیں ہے ایک چیز کو دوسری طرف نقل کرتے ہیں ایک چیز کو دوسرے سے نسبت دیتے ہیں اس کو روایت کہتے ہیں روایت کے معنی سامنے آنے کے بعد ایک انسان عاقل سمجھ دار کو خاص کر دین و دیانت پر ایمان رکھنے والے اللہ اور اس کے رسول اور

مرنے کے بعد حساب وکتاب پر ایمان رکھنے والے کو چاہیے جس چیز کو وہ نقل کرتے ہیں وہ دین وشریعت کی حدود کے اندر ہو اس کی روایت دین وشریعت سے بغاوت نہ ہو روایت کے معنی ومفہوم واضح ہونے کے بعد ہم آتے ہیں اپنے معاشرے میں تین قسم کی روایات چلتی ہیں یا عمل کرتے ہیں۔

۱۔ایک روایت ہم اپنے آباواجداد کے بوسیدہ' فرسودہ' مٹے ہوئے یاد کو زندہ رکھنے کیلئے کرتے ہیں اگر ان سے پوچھیں آپ یہ کیوں کرتے ہیں تو کہتے ہیں' بزرگوں کے' احترام ان کے ذکر کی تجدید کرتے ہیں اس کو عقل اور شریعت کے ترازو میں تولنے کی ضرورت ہے انسان اشرف مخلوقات اس لئے بنے ہیں وہ حامل عقل ہے جو دوسروں کو حاصل نہیں ہے لہٰذا اس کے گفتار کردار عقل کے مطابق ہونا چاہیے خلاف عقل حرکات وسکنات سرگرمیاں اگر عقل کے ترازو سے غلط نکلا تو اس کو فعل عبث کہا جاتا ہے دیکھئے عقل کیا کہتی ہے۔

زاویہ عقلی یہ ہے جو عمل ہم کرتے ہیں مال ودولت خرچ کرتے ہیں ہمارے قومی بجٹ میں اس کے لئے بجٹ بناتے ہیں بے ہودہ بلکہ اپنے لئے نقصان دہ نہ ہو اس سے ہمارے گزشتہ گان کو کوئی فائدہ پہنچتا ہے نہ ہماری زندگی پر اثر انداز ہوتا ہے' تو جواب ہے کچھ بھی نہیں ہوتا زندوں کو نقصان تو زندہ رہنے والوں کا ہوتا ہے مردے برائے نام ہیں اس سے مردہ زندہ نہیں ہوتا ہے یہ تو جواز کے لئے کرتے ہیں کیوں کرتے ہیں کہتے ہیں کہ مردوں کو یاد کرتے ہیں ایسے مردوں کو یاد نہ کرنے سے نہ ہمیں کوئی نقصان ہوگا نہ مردوں کا کوئی نقصان ہوگا اس قسم کی یاد بے منطقی' بے نتیجہ بے مقصد اس کو عقل اور وجدان کے خلاف گردانا جاتا ہے قرآن نے شدید الفاظ میں رد کیا ہے منع کیا ہے ایسا کام مت کرو کہا ہے ایک مسلمان انسان' ایمان بہ قرآن' ایمان بہ اسلام' ایمان بہ محمد لانے کے بعد ایسی روایات آباؤ واجداد بزرگوں کی روایت کو زندہ رکھتے ہیں یہ عقل ونقل وشرع ووجدان کے منافی ہے۔

۲۔دوسری روایات وہ ہیں جو ہمارے طلب علم کے نام سے' ترقی وتمدن کے نام سے مغرب سے ہو کر آنے والے یا مغرب کے حالات واقعات وہاں گزشتہ احوال' وہاں ترقی وتمدن' آزادی سننے والے اور ان سے گرائش رکھنے والوں کا کہنا ہے جو کچھ وہاں وہ کرتے ہیں ان روایات کو اگر ہم یہاں کریں گے تو ہم بھی ترقی یافتہ والوں میں شامل ہونگے ہم بھی متمدن ہونگے پیش رفت والے ہونگے اور ہم بھی مہذب قوموں میں شامل ہونگے اس حوالے سے ہمارے پڑھے لکھے روشن خیالوں نے ہمیں جو روایات بتاتے ہیں وہ درحقیقت ایک نہیں دو نہیں اس کی لمبی فہرست ہے۔

وہ سالگرہ ہے مردہ ہو برسی کرتے ہیں یہ بھی بے ہودہ حرکت کرتے ہیں بے معنی کرتے ہیں مسخرہ کرتے ہیں وہ سب جانتے ہیں کہ سالگرہ جو ہم کرتے ہیں گھر سے لے کر سربراہ مملکت' امام سے لے کر الاماشاءاللہ کوئی حد نہیں۔

جامع رواۃ تالیف حاج ابن علی اردبیلی غروی صاحب کتاب ذریعہ ج۵ ص۵۴ پر لکھتے ہیں ہمیں ان کی تاریخ ولادت ووفات نہیں ملی ان کے اجازت نامے پر موجود تاریخ ۱۰۹۸ھ کو ۴۰ سال کے تھے وہ علامہ مجلسی کے شاگردوں میں سے تھے جامع رواۃ میں ۵۰ ہزار راویوں کا

ذکر ہے اس میں انہوں نے راویوں اوران کے آباء کوحروف تہجی کی ترتیب سے درج کیا ہے حرف ی کے بعد انہوں نے جن کا مام کنیت تھے شروع ہوئے ان کو بھی حروف کی ترتیب سے لکھا ہے اوراس کے بعد القاء وہ بھی حروف کی ترتیب سے لکھا ہے اس کے بعد فوائد عشرہ لکھی ہے ان کی اس کتاب پر علامہ مجلسی اور دیگران نے دستخط کئے تھے علم رجال وہ ہے جس میں روایات واخبار اوران کے اوصاف والقاب جوان کی روایت کوقبول کرنے یا رد کرنے دخل رکھتا ہے صاحب ذریعہ اپنی کتاب کی ج ۱۰ ص ۸۰ پر لکھتے ہیں یہ علم احکام شرعیہ کواستباط کرنے والے کیلئے ضروری ہے ادلہ تفصیلی میں عمدہ روایات اہل بیت اطہار سے مروی ہیں ان سے مروی روایات کوحجت تسلیم کرنے کیلئے ضروری ہے ان راویوں کے حال احوال سے واقف وآشنا ہوجائے یہاں تک مطمئن ہوجائے کہ ان پر اعتماد صحیح ہے ان سے روایات اخذ کرسکتے ہیں اوران کی احادیث پر عمل کرنا اورفتویٰ دینا متوقف ہیں شناخت راوی سے لہٰذا علمائے شیعہ نے صدراول سے اس باب میں تصنیف تالیف شروع کی ہے اوررراویوں کے نام اوران پر وارد اعتراضات ان کی لکھی ہوئی کتابوں کوجمع کیا ہے ان بعض کواصول رجال کہا ہے صاحب کتاب ذریعہ لکھتے ہیں اس کا اغاز پہلی صدی کے دوسری نصف میں عبداللہ بن ابی رافع نے آسمائے صحابہ کوجمع کیا تھا جوآپ کے ساتھ آپ کی جنگوں میں شریک ہوئے تھے پھر دوسری صدی تیسری صدیوں میں لکھتے رہے یہاں تک جب پانچویں صدی کے آخر کو پہنچے تو علماء کی ایک فہرست شیخ طوسی نے لکھی جن کتب سے انہوں نے لیا ہے ان میں سے ایک احمد ابن غضائری نے بھی ایک کتاب لکھی ہے پھر اصول اربعہ رجالیہ ان فہرستوں کودیکھ کر لکھی ہے ان سے پہلے کتاب کشی فہرست شیخ طوسی نجاشی اور منتخب الدین معالم العلماء ابن شہرآشوب ساتھویں صدی کوابوالفضائل احمد ابن طاوؤس علی نے لکھی ہے علم رجال گذشتہ زمان میں علمائے اعلام اوردانش دان ملت کے نزدیک انتہائی اہمیت کے حامل تھے یہ اعتماد الی یومنا ھذا تک جاری وساری ہے علم رجال لکھنے کیلئے فکروسوچ سے زیادہ تک ودو تلاش وجستجو سوال استفسار کی ضرورت ہے آپ اس افراد سے پوچھ کے یا خطوط ومرسلات کے ذریعے یا گذشتہ لکھیں گئے کتابوں دیکھ کر لکھ سکتے ہیں اس میں فوائد جلیلہ ہے ضرر جسیم وکبیرہ بھی ہے یہاں مؤلف ایک فاسق جھوٹے نالائق کواوپر اٹھاتے ہیں اورکوئی بڑا عالم وفاضل خدمت گزار دین وشریعت کو معمول یا حامل ذکر یا نظر انداز کرکے ذکر کرتے ہیں یا مذہبی تعصب میں آکر بہت سی غلطیاں کرنے والے کواعلیٰ قدسیت پر لے جاتے ہیں رجال ابن غضائری صاحب ذریعۃ ج ۱۰ ص ۸۷ پر لکھتے ہیں ابوالحسین احمد بن ابی عبداللہ ابن غضائری نے دوکتابیں علم رجال پر لکھی ہے ایک میں علمائے کی تصنیفات لکھی ہیں دوسری میں فہرست رواۃ لکھی ہیں شیخ طوسی نے اپنی کتاب میں ان کا ذکر کرکے کہا ہیں لیکن ان دونوں کتابوں کوکسی نے نسخہ گیری نہیں کی بعض وارثین نے ان دو کتابوں کوختم کیا ہے ابن غضائری کیلئے تیسری کتاب کا ذکر بھی کرتے ہیں اس کتاب کا نام ضعفاء ہے لیکن یہ کتاب ساتویں صدی تک کسی نے نہیں دیکھی ہے ساتویں صدی کواس کا ذکر سید ابن طاوؤس نے اس کا ذکر کیا ہے اوراس کے بعد ان کے شاگرد علامہ حلی نے ذکر کیا ہے۔

رجال بحر العلوم مؤلف سید محمد مہدی بن سید مرتضٰی طباطبائی متولد ۱۱۵۴ھ متوفی ۱۲۱۲ھ اس کتاب کا آغاز آل سے کیا ہے جیسے آل ابی رافع

آل ابی شعبہ۔ رجال محدث قمی شیخ عباس ابن محمد رضا متوفی ۱۳۴۹ ان کی چندین کتاب رجال پر فوائد رضویہ تحفہ احباب غایۃ المنی الاحباب کنیٰ والقاب والقابر رجال کشی ذریعۃ جلد ۱۰ ص ۱۴۱ پر اصول رجالیہ میں سے ایک ہے تالیف ابوعمرو محمد ابن عبدالعزیز کشی شاگرد عیاشی استاد جعفر قولیہ و شیخ مفید اصل کتاب کا نام معرفۃ الناقلین انل ائمہ صادقین رجال کلینی تالیف ابی جعفر محمد ابن یعقوب بن اسحاق الکلینی ۳۲۹۔ تنقیح المقال فی علم رجال تالیف شیخ عبداللہ بن محمد حسن بن عبداللہ ممقانی متولد نجف ۱۲۹۰ متوفی ۱۳۵۱ صاحب۔ ذریعہ ج ۴ ص ۵۴۶ پر لکھتے ہیں علم رجال میں مسئولت و مفصل کتاب ہے جس میں تمام صحابہ تابعین واصحاب آئمہ وروات چوتھی صدی تک اور بہت سے علماء محدثین پر مشتمل ہے دین ضخیم کتاب تصنیف کی ہے اور اتنی بڑی کتاب کی تصنیف دو سال کم سے کم میں مکمل ہوئی ہے آغا بزرگ تہرانی لکھتے ہیں کتاب کی تصنیف میں جلد بازی کی وجہ سے بہیت اعتراضات اور انتقادات کا نشانہ بنے ہیں اور ان اعتراضات کو شیخ جعفر شوشتری کے پوتے شیخ محمد تقی نے ایک مکمل جلدی تصنیف کی ہے اس کا نام تالیفات تنقیح المقال رکھا ہے سب سے زیادہ زیادہ تنقید وہاں آئی ہے جہاں شخصیت کچھ مجہول کہا ہے۔

قرآن:

کسی بھی کلام کی قابل ولائق فہم وادراک ہونے کے لئے علماء معانی وبیان نے چند شرائط لگائی ہے۔

۱۔ فصاحت کلمہ: کلام کلمہ سے ترکیب پاتے ہیں کلمات مستعملہ اپنی جگہ فہم عام ہو۔

۲۔ فصاحت کلام: کلمات ایک دوسرے کو اسناد کرتے وقت عربی قواعد کے مطابق ہو۔

۳۔ فصاحت متکلم: متکلم تکلم کرتے وقت مخارج حروف سالم ہو ہر حرف اپنے مخرج معین سے نکلتا ہو اس طرح بلاغت میں بھی ان کا کہنا ہے کلام بلیغ ہو متکلم بھی بلیغ اب آتے ہیں قرآن کریم عربی زبان میں ہے عربی میں بھی فصیح ترین بلیغ ترین فصاحت و بلاغت میں اعلیٰ نمونہ مثالی بن کر نازل ہوا ہے کلام اپنی جگہ اپنی اوج فصاحت و بلاغت میں تھے لہٰذا وہ اس کے نامفہوم ہونے کے تمام تصورات کو رد کرتے تھے کہ مثلاً یہ کلام غیر عربی نہیں بلکہ فصیح ترین عربی ہے لہٰذا مشرکین مین سے جن لوگوں نے یہ کلام غیر عربی سمجھ کہہ کر رد کیا ہے وہ کدورت کی بنیاد پر تھے۔ ہم کلام اپنی جگہ مفہوم واضح رکھتا ہے اس میں کسی قسم کی اجمال وابہام گوئی کا شائبہ بھی نہیں رکھتے ہیں یہ کھلے کھلے حقائق بتاتے ہیں یا اس بات پر آیات نازل ہوئی ہے' اگر کوئی مسلمان ابھی بھی یہ نہیں قرآن سمجھے گی کتابت نہیں وہ کدورت پر مبنی ہے۔

قرآن سند مصدر دوم ہے کیونکہ قرآن اپنی جگہ قطعی الصدور ہے چونکہ قرآن نے مخالفین محمد ومخالفین قرآن کو دعوت مبارزہ مقابلہ دیا ہے اگر یہ قرآن کلام اللہ نہیں کلام محمد یا کسی اور بشر کا کلام ہے تو اس جیسا کوئی کلام لائیں قرآن نے تحدی کیا ہے یہ کلام بشر کلام محمد نہیں' بلکہ اس تحدی انس وجس میں خود محمد بھی شامل ہے خود بھی نہیں لا سکتے ہیں بلکہ یہ کلام اللہ ہے لذا کلام اللہ مقدم بر کلام رسول ہے۔

قرآن:

مصدر اول اسلام ہے لہٰذا قرآن کو سمجھنے یا اس کو حجت تسلیم کرنے کے لئے کسی اور چیز کی نیاز احتیاج نہیں ہوگا ورنہ دور لازم آئے گا یا قرآن اپنی مصدر اولیٰ سے گر جائے گا جبکہ اخباریوں حدیثوں کا کہنا کہ قرآن ظنی الدلالہ ہے یعنی اس کے مفاہیم ومعانی مخاطبین کے لئے مبہم وغیر واضح ہے وہ اس مدعی کے لئے عدد رکعات مقدار زکوۃ سے مثال دیتا ہے' مثلاً قرآن میں اقیموا الصلوٰۃ آیا ہے لیکن نماز کی دیگر عناصر ترکیبی جیسے تعداد رکعات کا ذکر نہیں آیا ہے یا قرآن محتاج اخبار احادیث ہے یہ ایک دھوکہ فریب تدلیس ہے۔

قرآن سمجھی آسان ہے:

حضرت محمد جو کہ نبی عالمین مکانی وزمانی ہمگانی ہمیشگی کے لئے مبعوث ہوئے ہیں آپ کے نبوت کے دلیل کو آپ کے شریعت بھی بنا کر بھیجا اس کتاب کا تعارف زبان عربی سے کیا گیا ہے' جیسا کہ ان آیات میں آیا ہے کہ ہم نے اس کتاب کو عربی زبان میں بھیجا ﴿﴾ فصلت ۴۱ آیت ۲ ﴿﴾ یوسف ۱۲ ﴿﴾ ابراہیم ۱۳ جو کہ اپنی جگہ لمحہ سوالیہ ہے متکلم اپنے کلام کا تعارف اس کی لغت سے نہیں کرتا ہے کوئی خطیب یا مصنف مولف کتاب یہ نہیں لکھتا ہے کہ میں اس کتاب کو اردو میں لکھ رہا ہوں کسی کو غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے یا میں آپ سے اردو زبان میں خطاب کر رہا ہوں میں آپ سے عربی زبان میں بات کر رہا ہوں کیونکہ زبان والے جانتے ہیں کہ آپ کس زبان میں بات کر رہے ہیں بلکہ یہ ایک قسم سامعین کے ساتھ اہانت جسارت ہوگی کہ آپ نہیں سمجھ رہے ہیں نہیں سن رہے ہیں جبکہ میں آپ ہی کی زبان میں بات کر رہا ہوں یہ خطاب عربی نہ جاننے والوں سے بھی نہیں کہہ سکتے ہیں جو زبان وہ نہیں جانتے ان سے خطاب کریں نہیں چلتا ہے وہ کس زبان میں بات کر رہا ہے لہٰذا معلوم کرنے کی ضرورت ہے کہ اللہ نے کیوں فرمایا میں نے کتاب کو عربی زبان میں نازل کر رہا ہوں۔

۲۔ یہ تعریف اس حوالے سے اشکال آور ہے کہ آپ دعواء کرتے ہیں ہم عالمین کے لئے مبعوث ہوئے ہیں جبکہ آپ کی کتاب عربی میں نازل کیا ہے۔ ان دونوں سوالوں کا جواب علماء نے اس طرح سے دیا ہے۔

۱۔ کوئی بھی نبی مبعوث ہونگے' وہ اپنی دعوت کا آغاز کس بھی جگہ سے کرنا پڑے گا اس جگہ کی زبان میں بات کریں گے کیونکہ دعوت کا آغاز اس قوم سے کرنا ہے چنانچہ اللہ نے فرمایا ابراہیم ۴ میں فرمایا۔

۲۔ نبی کا شریعت ایک ہی زبان میں ہوگا' دوسرے علاقوں میں رہنے والوں کے لئے یہ دعوت اس علاقہ کے زبان میں ترجمہ ہوگا اللہ کی یہ آخری اور ہمگانی نظام کے لئے جو اصلی زبان انتخاب کیا ہے وہ عربی زبان ہے کیونکہ یہ زبان دنیا کے تمام زبانوں میں سب سے بہتر زبان ہے وہ عربی زبان ہے۔ جو حقائق ومعارف رسالت اس وقت سے قیام قیامت تک مترقی ومتمدن قرون وسطیٰ سے لے کر آخری قرون تک کے لئے انتخاب کیا ہے اتنی اس زبان میں گنجائش تھی نہ آئندہ آنے والے بقول آج کل کے مہذب زندہ زبانوں میں گنجائش نہیں تھے یہ اعزاز افتخار شرف صرف عربی زبان وہ بھی قریش کی زبان کو حاصل تھی یہ زبان مشکل بیان کو اشکار آسان طریقہ سے جاہل نادان پڑھ عاقل سے لے کر دنیا کے اعلیٰ استاد اسکالر والوں کے لئے آسان بیان میں پہنچا دیا ہے۔

دنیا میں کوئی متکلم اپنے دورانیہ کلام میں گفتگو کے تمام ملابسات فی البدایہ فی الوقت واضح نہیں کرسکتا ہے بعض کلمات عطف ماسبق ہوتا ہے جو سابقہ بیانات سے واقف نہیں ان کے لئے غیر واضح ہے چنانچہ عربی زبان میں اس کے لئے حرف الف لام لگایا جاتا ہے یعنی اس کا ذکر پہلے کرچکے ہیں کبھی یہ بھی کہتا ہے یہ بات تکرار سے کہہ چکا ہے اس کا ایک وضاحت ملکی آئینوں میں لکھے گئے دفعات ہے اس کی وضاحت کسی اور جگہ ملتا ہے قرآن گرچہ کلام خالق کل شئی قادر کل شئی کا ہے لیکن اس کا مخاطب تو یہی حضرت انسان ہے لہٰذا کلام کے مفہوم واضح نہ ہونے کے بارے میں فیصلہ یک طرفہ نہیں ہوسکتا ہے بلکہ یہ کلام کے نہ سمجھنے کے عوامل واسباب اور سمجھنے کی اسباب کو بھی واضح کرنا ضروری ہے گرچہ یہ بحث علوم عربیہ کے ماہرین نے علم معانی وبیان میں بطور واضح بیان کیا ہے یہاں اس کا بیان کرنا کتاب کو طوالت میں پہچانے کا قطرہ بن سکتا ہے کسی بھی کلام کو سمجھنے کے لئے مخاطب سامع دونوں کی آمدگی ضروری اور ناگزیری ہے سامع سمجھنے کیلئے تیار ہی نہ تو اس صورت میں اس کا مخاطب اللہ ہی کیوں نہ ہو سمجھنے کے آثار مرتب کرنا ناممکن ہے وہ پورا سننے کے بعد کہہ سکتا ہے کہ میں نہیں سمجھا تو کیا کرسکتے ہیں ' چنانچہ زمان نزول سے الیٰ یومنا ھذا قرآن سے اعراض یا روگردانی کی ایک بنیاد قرآن کے ناسمجھی کو گردانا ہے۔

﴿ وَمِنْهُمْ مَنْ يَسْتَمِعُ إِلَيْکَ وَجَعَلْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا وَإِنْ يَرَوْا كُلَّ آيَةٍ لَايُؤْمِنُوا بِهَا ﴾ انعام ۲۵

﴿ وَجَعَلْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا ﴾ اسراء ۴۶

﴿ وَإِذَا تُتْلَى عَلَيْهِ آيَاتُنَا وَلَّى مُسْتَكْبِرًا كَأَنْ لَمْ يَسْمَعْهَا كَأَنَّ فِي أُذُنَيْهِ وَقْرًا فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴾ لقمان ۷

﴿ وَقَالُوا قُلُوبُنَا فِي أَكِنَّةٍ مِمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ وَفِي آذَانِنَا وَقْرٌ وَمِنْ بَيْنِنَا وَبَيْنِکَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ إِنَّنَا عَامِلُونَ ﴾ فصلت ۵

﴿ وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَلْ لَعَنَهُمُ اللهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَا يُؤْمِنُونَ وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَلْ لَعَنَهُمُ اللهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَا يُؤْمِنُونَ ﴾ بقرہ ۸۸

﴿ وَقَوْلِهِمْ قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَلْ طَبَعَ اللهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَايُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴾ نساء ۱۵۵

انبیاء کرام حضرت شعیب ہود وصالح حضرت محمد کو ایسے لوگوں کا سامنا تھا اس طرح ان کے نقش قدم پر چلنے والے روشن خیال یا مذاہب باطلہ کے نمایندے مرزائی بابی قرمطی غرب نواز ابھی بھی یہی سلسلہ جاری رکھا ہوئے میں چنانچہ اس حقیر' کے ساتھ یہی سلوک روا رکھا ہوا ہے۔

شریعت مقدس اسلام کے مصادر:

ہر فرد مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن کریم اس کا پہلا مصدر و مآخذ شریعت نیز اس کی اساس اور بنیادی ہی کتاب چنانچہ چندین آیت میں اللہ نے فرمایا ہے کہ اس میں ہر چیز کی تفصیل ہے اس میں ہر خشک وتر کا حکم ہے تیسری آیات میں آیا ہے ہم نے دین کو اتم واکمل کیا ہے۔

معانی قرآن واضح وروشن ہے:

قرآن پر عمل کرنے کے لئے قرآن کا سمجھنا ناگزیر ہے قرآن ناسمجھی کی دعواء کر کے قرآن پر عمل روکنے کی حکمت عمل کا آغاز پہلے مشرکین نے یہ کہہ کیا ہے قرآن کی زبان عربی نہیں بلکہ عجمی زبان ہے چنانچہ ان آیات میں آیا ہے:

۱۔زبان قرآن عجمی ہے۔﴿ وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ لِسَانُ الَّذِي يُلْحِدُونَ إِلَيْهِ أَعْجَمِيٌّ وَهَذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُبِينٌ ﴾نحل ۱۰۳

﴿ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا أَعْجَمِيًّا لَقَالُوا لَوْلَا فُصِّلَتْ آيَاتُهُ أَأَعْجَمِيٌّ وَعَرَبِيٌّ قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي آذَانِهِمْ وَقْرٌ وَهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى أُولَئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ ﴾فصلت ۴۴

﴿ وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَى بَعْضِ الْأَعْجَمِينَ ﴾شعراء ۱۹۸

۲۔ہم سنتے ہی نہیں تا کہ سمجھنے میں آجائے یا سمجھنے کا فیصلہ کریں ہماری کانوں میں کپاس آنکھوں پر پردہ دلوں پر مہر لگا یا گیا ہے۔

۳۔مخاطبین قرآن اس دنیا سے چلے گئے ہیں جو قرآن سمجھ سکتے تھے ہم تو اس کے مخاطبین ہے ہی نہیں۔

۴۔قرآن ایک کتاب مجمل ومبہم ہے جس میں اشارہ کنایہ پر اکتفاء کیا ہے اصل میں دین کا بنیاد اخبار وں احادیث ہے اگر قرآن سمجھنا چاہتے ہیں تب بھی حدیث کے ہی ذریعے سمجھنا ہوگا، یہ تمام حیلے بہانے اسرائیلی ہے قرآن کریم نے بار بار رد کیا ہے آئے دیکھتے ہیں۔

۱۔﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَلِكُمْ فِسْقٌ الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ فَإِنَّ اللهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴾مائدہ ۳ اس آیت کریمہ میں حرام ماکولات کی تفصیل بیان کرنے کے بعد فرمایا ہے اب دین اسلام اپنے تکمیل وتتمیم کو پہنچا ہے اس میں کسی قسم کی نقص اجمال وابہام نامی کوئی چیز نہیں ہے۔

۲۔﴿ قَدْ جَاءَكُمْ بَصَائِرُ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ أَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ﴾انعام ۱۰۴ میں آیا ہے﴿فَالِقُ الْإِصْبَاحِ وَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ النُّجُومَ لِتَهْتَدُوا بِهَا فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴾(۹۶۔۹۷ انعام) میں آیا ہے اس آیت کریمہ میں تورات جو اللہ نے موسیٰ پر نازل کیا ہے وہ احکام کے لحاظ کامل اتم احسن وتفصیل تھے اس طرح اس کے بعد نازل ہونے والی کتاب یہ قرآن بھی کامل ہے۔

۳۔﴿وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَوْعِظَةً وَتَفْصِيلًا لِكُلِّ شَيْءٍ﴾(اعراف ۱۴۵) اس آیت میں بھی توارت میں احکام کی تکمیل غایت وتفاصیل کا ذکر کیا گیا ہے۔

۴۔﴿وَمَا كَانَ هَذَا الْقُرْآنُ أَنْ يُفْتَرَى مِنْ دُونِ اللهِ وَلَكِنْ تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِنْ

رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴾ (یونس ۳۷) اس آیت خاص خود قرآن کا ذکر کیا ہے جس میں ہر چیز تفصیل سے بیان کیا ہے۔

۵۔ ﴿وَلَكِنْ تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴾ (یوسف ۱۱۱) اس میں بھی قرآن کی تفصیل گوئی کا ذکر ہے۔

۶۔ ﴿﴾ شعراء ۱۲ قرآن میں ہر چیز تفصیل سے بیان کی گئی ہے۔

۷۔ یہ قرآن اپنے پہلے، مرحلے میں نزول سے پہلے محکم صورت میں انسانوں تک رسائی ممکن نہیں رکھتا تھا پھر اللہ نے اس کو تفصیل کیا۔

۸۔ ﴿حم تَنزِيلٌ مِنْ الرَّحْمَانِ الرَّحِيمِ ﴾ (فصلت ۱۔۲) ان تمام آیات میں صاحب کتاب اللہ سبحانہ وجلت عظمتہ نے فرمایا اس میں ہر چیز کی تفصیل موجود ہے تو وہ کون ہے جو بیان اللہ کو مسترد کر کے کہتا ہے نہیں گونگ ہے ناقص ہے۔ آئیں ہم عملی طور پر دیکھتے ہیں اس میں کتنی جگہ گونگ ہے اور کتنی جگہ تفصیل سے ہے۔

﴿ وَلَكِنْ تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ الْكِتَابِ لارَيْبَ فِيهِ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴾ یونس ۳۷

﴿ثُمَّ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ تَمَامًا عَلَى الَّذِي أَحْسَنَ وَتَفْصِيلًا لِكُلِّ شَيْءٍ ﴾ انعام ۱۵۴

﴿ وَلِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنَاهُ تَفْصِيلًا ﴾ اسراء ۱۲۔

﴿ إِنَّهُ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ﴾ طارق ۱۳

﴿كِتَابٌ فُصِّلَتْ آيَاتُهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴾ فصلت ۳۔

﴿قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴾ انعام ۹۷۔۹۸

﴿وَلَقَدْ جِئْنَاهُمْ بِكِتَابٍ فَصَّلْنَاهُ عَلَى عِلْمٍ هُدًى وَرَحْمَةً لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴾ اعراف ۵۲۔

مردے کے نام سے جو کرتے ہیں سوئم چہلم پندرہویں ششماہی ہے برسی ہے اس کی بھی کوئی حد نہیں ہے ہمارے لئے۔

یوم خواتین منا کر حقوق خواتین کی بحالی کے نام سے خواتین کو عریان کرنا ہے حقوق خواتین کے نام سے ان کی عزت وناموس کو تباہ کرنا ہے حقوق خواتین کے نام سے ازدواج کو معطل کرنا ہے موخر کرنا ہے ان کے عمر بھر شوہر بغاوت کراتا ہے غرض حقوق خواتین کے نام سے ان کو اسلام کے خلاف ورغلانا ہے یہ ہماری مغربی روایات ہیں۔

یوم مادر: ماں کا دن قرآن کریم میں اس میں ماں باپ کا کوئی فرق نہیں ہے قرآن نے والدین کا ذکر کیا ہے ماں کا کوئی ذکر نہیں لہٰذا جو روایات یہاں گھڑی جاتی ہے کہ جنت ماں کے پاوں کے نیچے ہے ماں کی دعا قبول ہو جاتی ہے دعا قبول ہونے میں ماں کی عدا کر خاص اہمیت نہیں نہ باپ کی اور نہ کسی اور کی اس کی اپنی الگ شرائط ہے اولاد کو حکم دیا ہے جس دن وہ اچھے اور بہتر حال میں ہو اس کے ماں باپ کو برے حالات کا سامنا ہو ان کی رحم وشفقت کے نیازمندی کی صورت میں ہو ان کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم ہے یہ ساری عورتوں کو

یرغمال بنانے اور عورتوں کو بغاوت کرنے کی چیزیں گھڑی ہوئی ہیں اسلام میں ماں الگ اور باپ الگ نہیں ہے اس کو عقل و منطق اور قرآن وسنت کی روشنی میں بحث کرنے کی ضرورت ہے یہ بھی ہمارے اجتماعی ڈھانچہ خلاف ہے لیکن بدقسمتی سے تقاریر میں اخبارات میں اس کو حدیث سے جوڑتے ہیں کہ حدیث اپنی جگہ ایک طرف توجہ کر کے دوسری طرف سے توجہ ہٹانے کی مذموم کوشش کی ہے جو کہ اپنی جگہ ظلم فاحش ہونے کے علاوہ قرآن کے خلاف ہے یہ مغربی روایات یہی جو مسلمان کرتے ہیں مسلمان ملک میں رہتے ہوئے مملکت اسلامی میں رہتے ہوئے مسلمان کی ثروت و دولت کو داو پر لگا کر مغرب کی ان بے ہودہ روایت کو ہم زندہ کرتے ہیں۔

روایات اسلامی:

اسلام میں مصنوعی، جبری خوش کرانے کی اور جبری رلانے کی کوئی روایت نہیں ہے' لہٰذا ہمارے ہاں رائج اعیاد وقائم ہمارے اجتماع ترقی و تمدن سعادت نیز دین و دیانت کے لئے یہ دو روایات اور بھی بہت سے گھڑے ناسور ہے اسلام میں مال و دولت کو بے جا' بے ہودہ اسراف وتبذیر کرنے کی کوئی روایت نہیں ہے لے دے کر کچھ روایات عیدین کے بارے میں ہیں ان' اس کے بارے میں تحقیق کرنے اور روایات کو اصول روایات شناسی سے جوڑنے کی ضرورت ہے کہ کیا یہ روایات اور جو کچھ اس وقت ہمارے ہاں جاری وساری ہے وہ اسلام کے اصول سے مطابقت رکھتا ہے یا یہ رویات مسیحوں اور مجوسیاں نو مسلم لشکر کو خوش کرنے کیلئے رواج دیا ہے دیکھنا ہوگا آئیں دیکھتے ہیں۔

آغاز ضرورت راوی شناسی:

کچھ عرصہ دور تابعین میں چندان راوی شناسی کی ضرورت پیش نہیں آئی تھی کیونکہ اصحاب واتباع اصحاب ایک دوسرے کو جانتے تھے ضرورت نہیں کہ پوچھیں فلاں کیسا ہے آغاز دوسری صدی سے شدت محسوس ہوا جہاں راویان ناشناسی بلکہ مشکوک حاملان افکار ونظریات الحادیہ وانحراف زیادہ ہو گئے ساتھ ہی جعلی روایات میں روز افزون اضافہ ہوتے گئے یہاں سے ضرورت محسوس ہوا کہ اس حدیث کا راوی کون ہے پھر انجان غیر معروف مجہول راویوں کے بارے میں توثیق وتائید کی بھی ضرورت پڑی گویا ۱۵۰ تک سے یہ ایک مستقل علم کی شکل اختیار کیا گیا ہے یہاں سے دو قسم کی کتابیں منظر عام پر آئی۔

۱۔ تمام راویوں کی تراجم پر مشتمل کتاب یہ راوی جس کا ذکر کرتے ہیں کوئی حقیقی نام ہے یا یہ ایک فرضی ٹالنے کی نام ہے۔

۲۔ تعدایل وجرح کی کتاب صحیح راوی کون ہے جس سے حدیث اخذ کیا جاسکے یہاں توثیق تعدیل شدہ راوی اور قدح شدہ راوی کے بارے میں کتابیں بھی آئی ہے راویوں کی تعداد اوران کی ثقہ اور ضعیف کے بارے میں کتاب لکھا ہے ہمارے لیے ممکن نہیں ہماری عمر اس کی اجازت نہیں دیتی اس وقت میری عمر ۷۵ سے زیادہ ہو چکی ہے ہر آن موت یا کسی معذوریت کی آمد کا انتظار رہتا ہے لہذا ہر کام تکمیل نہیں آتا ہے دوسری طرف اگر یہ لکھ لیں بفرض مکمل بھی ہو جائیں تو یہ تیس چالیس جلد کی کتاب ہوگی جسے کوئی خریدنے کیلئے تیار ہونا دور کی بات کیونکہ یہاں کے بعض علماء اور دانشوروں سے سنا ہے کتاب خرید کے پڑھنا حرام ہے بعض ہمارے خاص الخاص دوستوں کا کہنا ہے کتاب ہم نہیں

پڑھ سکتے ہیں کتاب لیتے ہی نیند آ جاتی ہے بعض کو تو ہماری کتابیں آنکھوں کا دھند بن جاتی ہے۔لہٰذا یہ صورت حال ایک دوسری طرف سے بعض کا بارہا اصرار ہے کوئی علم رجال پر کوئی کتاب آ جانا چاہیے یا آپ لکھیں کا تکرار کے ساتھ اصرار ہے لہٰذا ہم اللہ پر توکل کر کے علم رجال کے بارے میں ایک اجمالی آمادگی پیدا کرنے یا اصل صورت حال سے واقف کرنے کیلئے ایک کتاب بنام مدخل روایت وراوی شناسی ترتیب دی ہے۔

دین اسلام کے عقائد واحکام اخلاقیات معاملات سیاسیات اقتصادیات اجتماعیات کا پہلا مصدر قرآن کریم ہے قرآن کریم ان تمام مذکورہ بالا کا اساس اولیٰ ہے جس کی سند خود اپنے آپ ہے کیونکہ اس نے جن وبشر سے تحدی دعوت بمقابلہ ومبارہ ومناظرہ کیا ہے کہ یہ کتاب صنع یا مقولہ نبی نہیں بلکہ کلام اللہ ہے جو کہ وحی کے ذریعے نبی اسلام حضرت محمد پر نازل ہوئی ہے لہٰذا یہ ایک مفروغ منہ متسالمہ بہ ہے جہاں تک اس کی متن ہے اس حوالے سے قرآن نے از خود اپنے متن کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے آیات محکمات جس کی دلالت میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں دلالت واضح وروشن ہے دوسرا حصہ متشابہات ہے جس کے اکثر وبیشتر آیات محکمات کی طرف پلٹانے سے معنی واضح ہو جاتا ہے یا بیان وتفسیر نبی کریم سے۔

۲۔سنت پیغمبر اکرم ہے اس کی سند یعنی نسبت رسول اللہ سے قطعی نہیں ہے ایک روایت ہم تک پہنچتے ہیں ایک سو قریب واسطہ پڑا ہے اور اس جیسا کلام بنانے میں کوئی مشکلہ نہیں ہے چونکہ سنت نبی تحدی شدہ نہیں بلکہ آپ کے فرمان کو راویوں نے اپنے الفاظ میں بھی پیش کیا ہے نیز اتفاق خود سنت میں خود ساختگی حد سے زیادہ ہوگی ہے لہٰذا بات کی سند میں تحقیق کو ضرورت محسوس کرتے ہوئے علمائے اعلام نے اس کیلئے ایک اصول سند ومتن دونوں حوالے سے کیا ہے سند جاننے کے طریقے کار کو علم رجال کا نام دیا ہے ہماری حاضر صفحات اس باب میں ایک ناقص کاوش ہوگی جو کہ کچھ نہ ہونے سے بہتر ہوگا چونکہ اردو میں یہاں خاص فرقہ شیعہ کے پاس کوئی کتاب دیکھنے میں نہیں آیا ہے تو ہم نے ایک کاوش پیش کیا ہے علم رجال اب تک ہماری کتنی کتب رجال ہے ان کی نوعیت کیفیت مقبولیت افادیت کتنا ہے متعارف کرایا ہے۔

۲۔راویوں کی شرح تفصیل سے بیان کریں۔

۳۔ایک راوی کی قول کو تسلیم کریں قبول کرنے کی کیا شرائط ہے۔

۴۔نقد وتنقیح چند راویوں کی کتب رجال میں ذکر ہوا ہے ان پر نقد وتنقید ہوا ہے۔

عقائد امامیہ کے مشکل اور پیچیدہ عناوین پر مدلل اور واضح آسان انداز میں پیش کرنے کی کوششوں کے دوران محسوس یا معلوم ہوا کہ بعض عقائد کے حصے صرف اندھیرے میں رکھنے اور ناقابل تحقیق رکھنے کے لئے عمدا دشمن کی طرف سے جعل ہو گیا ہے یہ اصطلاحات اپنی جگہ رکھ کر تحقیق ممکن نہیں بطور مثال امام معصوم ہونا چاہیے منصوص من اللہ ہونا ضروری ہے امام زمین میں اللہ کی حجت ہے جو کبھی بھی زمین سے خالی نہیں ہو سکتی ہے امام اصول عقائد میں سے ہے بلکہ امام محصور ومرکز تمام فروغ واصول حتیٰ توحید ونبوت کا بھی مرکز ہے عقیدے کا یہ حصہ ایک ہزار

سال سے زائد عرصے ناپید ہے آئندہ کب آئیں گے وہ بھی معلوم نہیں ہے گرچہ جلد تشریف آوری کی مخبری کرنے والے یا خوشخبری دینے خود یہاں سے رخصت ہو گئے خوش خبریاں بھی ختم ہو گئیں یہاں سے مزید بحث وتحقیق مطالعہ میں اضافہ ہو گیا بہت سے دخل اندازیاں کشف ہوئیں میرے گرد تجسس کرنے والوں نے یا بعض کتب سے ان کے ذمہ دار افراد نے پیش گی روکنے کے لئے ایک دکا خائرتک شروع کیا گراد جنگ کیا میری کتابوں پر چند اعتراضات کی سرخ لکیریں۔ کھینچ کر لوگوں کو تنہا خریدنے سے نہیں اگر مفت میں میسر آتے ہیں نہ پڑھنے کا فتویٰ صادر کیا دوسری طرف سے انہوں نے بہت سی بدعات قرآن اور سنت نبی کریم سے متصادم احکامات مسلمات مذہب کے نام فروغ دیا جیسے متعہ، توسل، اختیارات مجتہدین وغیرہ پھر اپنے خود ساختہ مسلمات کی پاسداری کی خاطر ہمیں تبراء سے شعبہ نہیں ہے شیعہ کی بارش برساتے ہیں علماء حوزات ومدارس کے اساتید وطلاب اور ان سے وابستہ افراد تہمتوں الزامات کی بارش برساتے ہیں یہاں سے ہم نے التماس سماجت مراعت کی درخواست کی وہاں سے گالی مذہب سے اخراج کی فتاویٰ آئی ہے چونکہ یہ حضرت قرآن کو یہ کہہ کر مسخ کیا ہے یہ سمجھنے کی کتاب نہیں سنت رسول کو یہ کہہ کر مسترد کیا ہے اسے اصحاب نے نقل کیا ہے۔ وہ قابل قبول نہیں ہے حجت صرف احادیث ائمہ طاہرین حجت ہے تو میں احادیث ائمہ کی تلاش میں نکلے اور احادیث کی حجت کی شرائط کو تلاش کرتے کرتے دروازہ علم پر پہنچا احادیث کی حجیت کیر یڑھ کی ہڈی راویان حدیث ہے وہ صحیح ہونا ضروری ہے۔

نبی آئمہ اصحاب سب پر جھوٹی احادیث باندھنے کا سلسلہ ابتدائی دنوں سے شروع ہو گیا تھا جہاں نبی کریم سے جھوٹی احادیث جو آپ نے نہیں فرمایا ہے آپ سے نسبت دی گئی ہے جنہیں علماء نے مکثر روایات کا لقب دیا ہے۔ جن میں عبداللہ بن عمر، عائشہ ام المومنین۔ ابن عباس ابا سعید خدری، ابو ہریرہ، جابر بن عبداللہ انصاری آتے ہیں حدیث جعل کرنے والے اور ان احادیث کو بازار احادیث میں تھوک پر چوں ریٹ پر فروخت کرنے والوں نے ان سے نسبت دے کر کہتے ہیں احادیث کی سند میں جائے شک وتردید نہیں ہے کیونکہ ام المومنین سے ہے یا صحابی جلیل سے ہے سامع بے چارے کو پتا ہی نہیں ہے ان سے نقل کرنے والے کون ہیں وہ جوں ہی ابا سعید خدری جابر بن عبداللہ انصاری ابن عباس عبداللہ عمر ام المومنین کا نام سنتے ہیں خاموش ہو جاتے ہیں اصحاب کے بعد سلسلہ جعل یا نسبت تابعین پر آئی ہے تابعین کے بعد تابع تبع تابعین کو پہنچتا ہے تو جعلیات اکاذیب کا دانش ور سے تخرج ہو گیا ہے تو یہاں سے جعلی احادیث کو یکا یک نشان دہی کرنا دشوار ہو گیا ہے علمائے نے حدیث کی چھنی کیلئے بھی موضوعات بنائے ہیں بعض نے اس سلسلے میں لکھی گئی کتابوں کی نشاندہی کی ہے یہ کتاب مجہول الحال بلا پدر وما در کتاب ہے ان کی ایک فہرست دی ہے۔

۱۔ ان احادیث کو جمع کیا جو اپنی جگہ جعلی اور خود ساختہ ہیں۔ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل کتابیں قابل ذکر ہیں۔ کتاب موضوعات تالیف عبد الرحمٰن بن جوزی متوفی

۲۔ الموضوع فی معرفۃ الحدیث الموضوع تالیف فقیہی محدث علی القاری الحروی المکی متوفی ۱۰۱۴۔ الدرائع الموضوعات احادیث موضوعہ جلال

الدین عبدالرحمٰن سیوطی متوفی ۹۱۱

۳۔راوی جن راویوں نےجعلی احادیث کے پیشے کواپنایاہےان کے نام کویکجا جمع کر کےضعفاءحدیث کے نام سےنشر کیا ہےاس سلسلے میں قابل ذکر کتاب معرفۃ الحدیث تالیف شیخ محمد باقر بہبودی۔

نبی کریم سے منسوب روایات کے بارے میں کلمہ روایت کے علاوہ اور بھی چند کلمات مختلف الا الفاظ والمعانی استعمال کرتے ہیں وہ کلمات یہ ہے

[کتاب فوائدالتحدیث تالیف شیخ محمد جمال قاسمی]

(ص ۶۱) سنت کے لئےعلم حدیث میں تین کلمات استعمال ہوتے ہیں۔

۱۔حدیث ۲۔خبر ۳۔اثر

۱۔حدیث: یعنی اخبار دینا' خبر دینا قول' فعل یا تقریر نبی کے بارے میں ان تین چیزوں کے بارے میں خبر دینے کوحدیث کہا جاتا ہےحدیث کی جمع احادیث ہےاس جمع کوجمع تکسیر کہتے ہیں۔کلمہ حدیث سورہ طورآیت نمبر۳۴ میں آیا ہےحدیث مقابل قدیم ہےقدیم کے مقابل حدیث ہےحدیث یعنی تازہ جدید۔علماء کےنزدیک حدیث اس کو کہتے ہیں جوپیغمبر کی طرف سے آئےخبر کو کہتے ہیں اس حوالے سے ہر حدیث خبر ہے ہر خبر حدیث نہیں ہے جبکہ اثر' اصحاب سےنقل شدہ کو کہتے ہیں اور کبھی پیغمبر سےنقل شدہ کے لئے استعمال ہوا ہے۔

حدیث کے معنی حدیث ز دقدیم' یعنی تازہ' جدید کو کہتے ہیں انسان کے منہ سے نکلنے والے مرکب الفاظ کوحدیث اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ یہ یکے بعد دیگر ظاہر ہوتا ہے۔

سنت حدیث اثر خبر احدیث۔

عیدکوعید مسلیم کہنا ظلم ہے کیونکہ یہ کلمہ امت اسلامی کے تمام طبقات اعلی واشراف اعیان سے لے کر نیچے تک فقراء ومساکین سب آتا ہےلیکن عید کے مظاہرے کرتے وقت امت کے ایک چوتھا شاید بڑی مشکل سے کرسکتا ہو باقی تین طبقات اعید کی مظاہر کرنے سے محروم رہتے ہیں چنانچہ اس کے ثبوت میں ملک ہونے تحقیقات اعداد وشمار میں آتے ہیں کہ ملک کا اتنا فیصد بھوک فقیر کے خط سے بھی گرے وہئے ہوتے ہیں

۔

۲۔خود اغیاء اس جرم وجنایت کو چھپانے کے لئے یا اس پر پردہ ڈالنے کے لئے کہتے رہتے ہیں ہم نادار لوگوں کو بھی اپنے ساتھ عیدین مین شامل کرنا چاہتے ہیں اس نام سے بھی بہت کماتے ہیں۔

۳۔ ہر سال جرائد واخبار میں آتے رہتے ہیں بعض نے اس احساس محرومیت اور شرمندگی مین خودکش کرتے ہیں بعض گھروں میں عورتیں عید کے جوڑے نہ ملنے پرطلاق لیتی ہیں یا اپنے والدین کے پاس جاتے۔

۵۔بعض اس موقعہ پر دکانوں میں چکر لگاتے ہیں۔

۶۔بعض جگہ این جی اوز دل جیتنے کے لئے عیدی دینے لگتے ہیں لہٰذا یہ عید مسلمین کی نہیں ہے بلکہ طبقہ اشرافیہ بھائی کرپشن رشوت ضواران رجگان نوابگان خود وچند ہگان کی امیر افتخار کا دن ہے۔

یہ عید مسلمین نہ وہونے کی ایک روزہ خوردن حج سے گریزان کرتا ہے۔

۸۔اگر یہ عید عظمت وشوکت کی مظاہر کا دن ہوتا ہے تو سربراہان کفر والحاد مسلمانوں کو شریک نہیں کرتا ہے کیونکہ شان وعظمت مظاہرہ ان کے لئے قابل برداشت نہیں ہے۔

۵شوال ۱۴۲۵ روزنامہ دنیا میں محمد خان ادریس نے عید کے موقعہ پر ملک میں وسیع پیمانہ پر لوٹ کھسوٹ کی شکایت کی ہے جس میں اشیاء خورد ونوش کی مہنگائی من مانی قیمت کی شکایت کی تھی ان مین انہوں نے اس بڑے پیمانے پر ملک میں جاری پولیس کی عیدی مانگ لے وارداتیں ہے کیا یہ جرائم وموبقات اس ملک میں کوئی ہندو مسیح بدھ مت بوذی کرر ہے ہیں یا مسلمان کرر ہے ہیں کیا عید کے موقعہ پر یہ ناروا سلوج اپنی جگہ جرم وجنایت کے علاوہ اس بات کی دلیل نہیں بنتے ہیں کہ جن لوگوں نے خود دمیں لوٹ کھسوٹ کیا ہے خود عید منائی ہے جہاں وہ اربوں سے زائد شہریوں میں خطرے کے نام سے عید کے ٹھکیداری وصول کرتے ہیں یہ زمین خون مانگتا ہے کہ نام سے مولوی مدرسہ کی کھال کے خاطر لوگوں کی کھال نہیں اتارتے ہیں

باب سوئم سنت عید بن لا اهلا السلام تهذیب جلد۲ میں حجاج کے نام بہت سے ہیں۔

تهذیب جلد۲ صفحہ ۱۷۲: یہ حجاج بن ارطاۃ بن ثور بن ہبیرہ بن شراحیل النخعی کوفی قاضی:

شبعی سے ایک حدیث نقل کی ہے عطا بن ابی رباح سے جبلہ بن سحیم سے زید ابن جبیر طائی سے عمر ابن شعیب، سماک بن حرب نافع مولی ابن عمرو سے ابی اسحاق سبیعی سے ابی زبیر زہری مکحول سے، صاحب تہذیب لکھتے ہیں ثوری سے نکل کرتے ہیں سفیان ثوری سے، حجاج جانتے ہیں کہ کیا بولتا ہے عجلی نے کہا کہ وہ فقیہ تھے اپنے دور کے مفتی کوفی ہے اس میں کوئی پریشانی ہے سرگرداں رہتے تھے کہتے ہین جب شرف نے مجھے ختم کیا بصرہ کے قاضی رہے لیکن حدیث مرسلات ذکر کرتے تھے۔یعنی بغیر سند کے یحیٰ ابی قصیر سے مکحول سے حالانکہ ان دونوں سے انہوں نے سنا نہیں تھا لوگ ان کو تدلیس تصور کرتے تھے ان کی حدیث میں اور لوگوں کی حدیث میں فرق ہے اضافہ کرتے تھے ابن ابی خیثمہ نے کہا ہے ابن معین سے کہ سچے ہیں لیکن حدیث میں قوی نہیں ہیں وہ تدلیس کرتے ہیں کسی نے کہا کہ ہم عمداً حدیث ان سے لینا چھوڑ دیا ہے خو ضعفاء ان سے نقل کرتے ہیں ابن مبارک نے کہا ہے یہ تدلیس کرتے ہیں۔

عید میں تیسرے باب: تہذیب جلد۳، صفحہ ۲۶۸، زبید بن الحارث بن عبدالکریم بن مرۃ شراحیل سے، سعد بن عبیدہ، ذر بن عبداللہ سعید بن عبدالرحمٰن ابن ایزی عبدالرحمٰن بن ابی لیلی، عمارہ بن عمر ابی وائل ابراہیم نخعی، ابراہیم تیمی، مجاہد، جماعت سے نقل کرتے ہیں خود ان سے ان

کے بیٹے عبداللہ، عبدالرحمٰن جریر بن حازم، شعبہ ثوری زہیر حسن ابن حی شریک وغیرہ نے نقل کیا ہے قطان، ابن معین، ابی حاتم، نسائی لیث، مجاہد نے انکو اہل کوفہ کی عجب قرار دیا ہے کہتے ہیں ابن شرمۃ نے کہا ہے کہ وہ پوری رات نماز پڑھتے تھے۔ یہاں سوال ہے راقم کی طرف سے کہ یہ پوری رات کی کونسی نماز پڑھتے تھے ابونعیم نے کہا یہ ایک سو بائیس ہجری کو وفات پائی، یعقوب بن سفیان نے کہا ہے ثقہ ہے نیک ہے لیکن تشیع کی طرف مائل تھے ابن سعد نے کہا ہے ثقہ ہے اس کی کچھ احادیث ہیں زیادہ نہیں، عجلی نے کہا کہ ثقہ ہے علوی ہے ابن ابی خیثمۃ نے شعبہ سے کہا ہے ربید کوفہ میں بہترین شخص تھے زبید علوی تھے۔

البرا: تہذیب جلد اول، صفحہ ۳۷۲، البراء بن عازب بن حارث عدی بن مجدعہ بن حارثہ الاوسی مدنی، صحابی فرزند صحابی، کوفہ میں قیام کیا مصصب بن زبیر کے دور میں وفات پائی نبی کریم ﷺ ابوبکر، عمر، علیؓ، ابی ایوب، بلال وغیرہ سے نقل کیا ہے خود ان سے عبداللہ بن زید خطیمی، ابوجحیفہ سے نقل کیا ہے ان کی اولادوں عبید، ربیع، یزید، لوط رہے۔ بدر میں چھوٹے تھے اور عبداللہ اور ابن عمر دونوں ہم عمر تھے۔ ۷۲ کو وفات پائی پیغمبر ﷺ کی جنگوں میں رہے رے کو انہوں نے فتح کیا سب سے پہلے جنگ احد میں شرکت کی۔

صدقہ فطرہ: صحیح البخاری جلد دوم صفحہ ۱۶۱، زکوٰۃ فطرہ واجب ہے یہ ابولا عالیا و عطار و ابن سیرین کا فتویٰ ہے محمد ابن جہضم نے اسماعیل ابن جعفر سے انہوں نے نقل کیا ہے کہ کہا کہ رسول اللہ نے زکوٰۃ فطرہ کو واجب قرار دیا ہے کجھور دے دیں تو ایک صاع یا کشمش دے دیں، یا جو ایک صاع دے دیں چاہے بندہ ہو یا آزاد مذکر ہو یا مئونث، صغیر ہو یا کبیر اور حکم دیا اس کو ادا کریں نماز کو جانے سے پہلے یہاں اس سلسلہ میں دس احادیث نقل ہوئیں ہیں۔

فضیلت قربانی: صحیح ترمذی صفحہ ۱۷۴، حدیث نمبر ۲۵۳۔۱۵۴۲، ابو عمرو مسلم بن عمرو عبداللہ بن نافع الصابغ سے انہوں نے ابی ثنی سے انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے عائشہ سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا ہے۔

''وما عمل آدمی من عمل یوم النحر احب الی اللہ من اھراق الدم انہ لیاتی یوم القیامۃ بقرونہا واشعارہ واظلافھا وان الدم لیقع من اللہ بمکان قبل ان یقع من الارض فطیبو بہا نفسا'' قربانی کے دن کوئی انسان کوئی ایسا عمل نہیں دیتا ہے جو خدا کو پسند ہے خون بہانے سے زیادہ کوئی افضل عبادت نہیں قیامت کے دن اس حیوان اس کے سینگ کے ساتھ اس کے بالوں کے ذریعے ان کے ناخن کے ذریعے لائیں گے وہ خون، جو خدا کے حکم سے ایک مکان پر گرتا ہے ایسے مکان پر گرتا ہے زمیں پر گرنے سے پہلے اس خون کو بہا کر اپنے نفس کو پاک کریں یہ حدیث ا ابن ماجہ کی ۳۱۲۶ ہے یہ ضعیف ہے جامع الصغیر ۵۱۱۲ ہے اس میں بھی ضعیف ہے۔

حدیث نمبر ۲۵۴۔۱۵۴۲: پیغمبر ﷺ نے فرمایا اس حیوان کے صاحب کو ہر بال کے بدلے میں ثواب ہے اور ہر سینگ کے بدلے میں۔

حدیث ۲۵۵۔۱۵۴۵ میں محمد بن عبید المحربی الکوفی نے شریک سے انہوں نے ابی حسناء سے انہوں نے حکم سے انہوں حنش سے انہوں نے علی سے نقل کیا ہے۔

علی دوگوسفند ذبح کرتے تھے ایک پیغمبرﷺ کی طرف سے علی سے کسی نے کہا تو علی نے جواب دیا کہ مجھے نبی نے حکم دیا ہے میں اس کو چھوڑوں گا نہیں یہ حدیث غریب ہے اس حدیث کو صرف شریک سے سنا ہے اور کسی سے نہیں ،بعض اہل علم نے اجازت دی ہے کہ مردے کی نیابت میں بھی آپ قربانی کریں بعض اس کو صحیح نہیں سمجھتے ،عبداللہ بن مبارک نہ کہا مجھے پسند کہ اس کا صدقہ دے دے قربانی نہ کریں اگر قربانی کر کے ذبح کریں تو کوئی ۹ چیز نہ کھائیں سب کا صدقہ دیں گے محمد نے کہا علی ابن مدنی سے یہ حدیث شریک کے علاوہ کسی اور نے کہی ہے تو اس نے کہا پتہ نہیں ہے۔

کتاب اختلاف الائمہ العلماء، تالیف محمد ابن ہبیرۃ الشیبانی، صفحہ ۲۱۰ پر لکھتے ہیں زکوۃ فطرہ آزاد مسلمانوں پر واجب ہے پھر اختلاف کیا ہے کہ کن کن پر واجب ہے مالک شافعی احمد نے کہا ہے جو انسان کے پاس عید والے دن اور رات کا اپنے اہل وعیال کا خرچہ موجود ہو اس پر واجب ہے ابوحنیفہ نے کہا کہ واجب نہیں ہے مگر جس کی میثاق پورا ہو بعض نے کہا ہے جب پر واجب ہے وہ طلوع فجر سے لے کر اول شوال کی صبح تک واجب ہوتا ہے۔

یہ جو اوپر قربانی کے حوالے نقل کیا ہے پیغمبرﷺ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے اعلان کیا ہے کہ یہ قربانی سب پر واجب ہے اس میں ایک اہم وجوب ہے

۱۔کی ایک اتنی عظیم قربانی جوامت پر واجب ہو تو ابوبکر، عمر، عثمان نے کی ان کا ذکر کیوں نہیں آیا اگر یہ قربانی سب پر واجب ہے جن کی استعداد ہے تو عثمان بہت مالدار تھے عبدالرحمٰن بن عوف بہت مالدار تھے اگر وہ دس دس بیس بیس کرتے تو انہیں کچھ بھی نہ ہوتا ان کا ذکر کیوں نہیں آیا۔

۲۔اہم واجبات قرآن میں ذکر ہوئے ہیں پیغمبرﷺ حکم قرآن کے شارع ہیں ،مبین ہیں، بیان کرنے والے ہیں قرآن کریم میں اس کا کوئی اشارہ نہیں ملتا جو کوئی ذکر کیا ہے وہ ایک آیت متشابہ سے ہے سورۃ مبارکہ اعلیٰ میں ''واما نب تذکیٰ'' اس پر استدلال کیا ہے یہ تو آیت متشابہ سے استناد ہے

۳۔اس حدیث میں دو چیزیں بیان ہوئیں ہیں جو فلسفہ قربانی سے ربط نہیں رکھتا ایک تو کہا کہ اس کا سارا اجر اس خون کا ہے جو زمیں پر گرتا ہے خون ایک تو نجس ہے زمیں اس خون کی نیاز نہیں رکھتی محتاج نہیں ہے، خون گرنے میں کوئی فضیلت نہیں ہے، زمیں کو سیراب کرنے میں کوئی فضیلت نہیں ہے فضیلت اطاعتِ خداوندی میں ہے۔

۴۔صفت بیان کی ہے کہ اس کے سینگ اچھے تھے تو یہ ایک رقیب صفات بیان کی ہیں جو پیغمبرﷺ کی شان سے مناسب نہیں ہیں خلاصہ جو ہے آپکے پاس دو چیزیں ہیں اصل قربانی جو مکہ میں کرتے ہیں وہ اصل ہے اور جو شہروں میں کرتے ہیں وہ جعلی ہیں ایسا ہے یا اصل باہر شہروں میں ہوتا ہے اور مکہ میں جو ہوتا ہے وہ اسکا ایک ذیلی ہے آپ کس کو اپنائیں گے اگر شہروں میں ہونا بنیادی ہے اور جو مکہ میں ہو وہ اسکی

ایک شاخ ہے ذیلی ہے تو شاخ کے بارے میں ایت آئی ہے تکرار سے اور جو بنیاد ہے اصل ہے اس کے بارے میں کیوں آیت نہیں ہے اگر بنیاد مکہ ہے تو شاخ باہر شہر ہیں تو پیغمبرﷺ جو ہیں دس سال مدینہ میں رہے صرف ایک دفع کا ذکر ہے اس کا کوئی ذکر نہیں ہے آگے جا کر ہم اس سلسلہ میں وارد، راویوں کا بھی جائزہ لیں گے۔

نماز عید کے بارے میں وسائل الشیعہ جلد۷ صفحہ۴۱۹ پر حدیث نمبر۹۷۳۹ سے ۹۹۱۳ تک احادیث ہیں یہ ۱۷۴ احادیث ہیں قارئین، صاحب عقل وخرط خود انصاف کریں ایک نماز یعنی ایک موضوع پر ۱۷۴ روایات ہیں آپ کے پاس کتنی اہمیت کی بات ہے اسلام مین وہ کنسا موضوع ہے جس پر اتنی روایات موجود ہیں چھوڑیں ان روایات کو جو غلاۃ ہے مرسلات ہے اس پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں روایات کے متن اور سند کے بارے میں گفتگو کرنے کی ضرورت نہٰں سمجھتے ہیں کی یہ اس معقولے پر پورا اترتے ہیں کہ جھوٹ اتنا بولو کہ کسی کو جھوٹ کو جھوٹ کہنے کی جرئات نہ ہو، متعہ پر اتنی روایات جمع کیں ہیں پھر بھی علماء اپنے رشتہدارون کے متعہ کے بارے میں شرما کر سر نیچے رکھتے ہیں کیوں سر نہیں اٹھاتے۔

وسائل الشیعہ جلد۱۴ صفحہ۲۰۴ پر قربانی کے حوالے سے حدیث نمبر۱۸۹۷۶ سے لے کر ۱۹۰۰۴ تک ہیں اس طرح قربانی کے حوالے سے ۱۸ احادیث ہیں اس کے باوجود ایران مین عراق میں قربانی نہیں ہوتی مجتہدین کو اس پر فتویٰ دینے مین کیا حرج ہے معلوم ہوتا ہے یہ رویات جو ہیں کسی حکم شرعی کو ثابت کرنے کے لیے بال کے تکنے کے برابر حیثیت کی نہیں ہیں۔

☆ضعیف السنن ابی داوٗد تالیف ناصر الدین البانی

کتاب الضحایا: باب ماجاء فی ایجاب الاضاحی :-

نام راوی	حوالہ تہذیب التہذیب	حوالہ ثقات
ھارون بن عبداللہ	۹/۱۱	۲۴۰/۹
عبداللہ بن یزید	۵۳/۶	۱۶/۵
سعید ابن ایوب	۷/۴	۳۶۲/۶
عیاش بن عباس قتبانی	۱۷۶/۸	۲۹۲/۷
عیسیٰ بن ہلال صدفی	۲۱۲/۸	۲۱۳/۵
عبداللہ بن عمرو بن عاص	۲۹۴/۵	۲۱۰/۳

باب الاضحیۃ عن المیت:-

عثمان ابن ابی شیبہ	۱۳۵/۷	-

شریک	۲۹۳/۴	۴۴۴/۶
عن ابی الحسنہ	۷۹/۱۲	-
حکم	۳۶۴/۲	۱۴۶/۴
حنش	۵۰/۳	۱۸۴/۴

باب مایستحب من الضحایا:-

ابراھیم بن موسیٰ الرازی	۱۴۸/۱	۲۰/۳
عیسیٰ	۱۸۴/۸	۲۳۳/۷
محمد ابن اسحاق	۳۳/۹	۸۹/۹
یزید ابن ابی حبیب	۲۷۸/۱۱	۵۴۵/۵
ابی عیاش	۲۱۲/۱۲	۲۹۳/۷
جابر بن عبداللہ	۳۷/۲	۵۱/۳

بابِ مایجوز من السن فی الضحایا:

احمد ابن ابی شعیب الحرانی	۴۱/۱	-
زھیر بن معاویہ	۳۰۳/۳	-
ابوالزبیر	-	-
جابر	۳۷/۲	-

بابِ ما یکرہ من الضحایا

ابراہیم بن موسیٰ الرازی	۱۴۸/۱	۲۰/۳
علی بن بحر بن بری	۲۵۱/۷	۴۶۸/۸
عیسیٰ	۱۸۴/۸	۲۳۳/۷
معنی	-	-
ثور	۳۰/۲	۱۰۰/۴
ابوحمید الرعینی	۸۵/۱۲	-

یزید ذومصر	۱۱/۳۲۹	۵/۵۳۸
حدیث نمبر ۶۰۰-۲۸۰۴		
عبداللہ بن محمد نفیلی	۶/۴	-
زہیر	۳/۲۹۹	۸/۲۵۶
ابواسحاق	۱۲/۱۱	۵/۵۷۸
شریح بن نعمان	۴/۲۹۰	۴/۳۵۳
بابِ تکبیر فی العیدین		
ابوتوبہ الربیع بن نافع	۳/۲۱۸	-
سلیمان	۴/۱۴۸	۶/۳۸۴
ابن حیان	-	-
ابی یعلی الطائفی	۹/۲۰۷	-
عمرو بن شعیب	۸/۴۳	۸/۴۸۶
عن ابیہ	-	-
باب یصلی ب الناس العید فی المسجد از کان یوم مطر:-		
ھشام بن عمار	۱۱/۴۶	۹/۲۳۳
الولید	۱۱/۱۲۴	۵/۴۹۴
الربیع بن سلیمان	۳/۲۱۲	۸/۲۳۹
عبداللہ بن یوسف	۶/۷۹	۸/۳۴۹
الولید بن مسلم	۱۱/۱۳۳	-
الربیع	۳/۲۰۶	۸/۲۴۶
عیسیٰ بن عبدالاعلی ابن ابی فروۃ	۸/۱۹۵	-
ابا یحییٰ عبیداللہ التیمی	۷/۲۴	۷/۶۶۷
ابی ہریرہ	۵/۷۷	۳/۲۸۴

کتاب صحیح البخاری جلد دوم صفحہ ۲۰

باب فی العیدین والتجمل فیہ

ابوالیمان	–	–
شعیب		۶/۴۳۹
زہری	–	–
سالم بن عبداللہ	–	۶/۴۳۳
عبداللہ بن عمر	–	۸/۳۵۶

باب الحراب والدرق یوم العید:-

احمد بن عیسیٰ	–	۸/۱۵
ابن وہب	–	–
عمرو	–	۷/۲۲۸
محمد بن عبدالرحمٰن الاسدی	–	۷/۴۲۳
عروۃ	–	۷/۲۸۸
عائشہ	–	۳/۳۲۳

باب سنۃ العیدین لاھل الاسلام

حجاج	–	۶/۲۰۵
شعبہ	–	۶/۴۴۷
زبید	–	۶/۳۴۱
شعبی	–	–
البراء	–	۳/۷۸

باب الاکل یوم الفطر قبل الخروج

محمد بن عبدالرحیم	۹/۲۷۷	۹/۱۳۲
سعید بن سلیمان	۴/۳۷	۶/۳۵۰
ہشیم	۴/۲۲۸	۷/۵۸۷
عبیداللہ بن ابی بکر بن انس	۷/۵	۵/۶۴
انس ابن مالک	۱/۳۳۱، ۱/۲۲۹	۳/۵

باب فرض صدقۃ الفطر:-البخاری صفحہ۱۶۱ جلددوم

ابوالعالیہ	۱۲/۱۶۰	-
عطاء	۷/۱۹۵	-
ابن سیرین	۹/۱۹۰	۷/۲۵۵
یحییٰ بن محمد بن السکن	۱۱/۲۳۹	۹/۲۶۹
محمد بن جہضم	۹/۸۷	۹/۶۱
اسماعیل بن جعفر	۱/۲۵۱	۸/۹۲
عمر بن نافع	۷/۴۴۰	۵/۱۵۳
ابیہ	-	-
ابن عمر	-	-

باب صدقۃ الفطر علی العبد وغیرۃ من مسلمین:-

عبداللہ بن یوسف	۶/۷۹	۸/۳۴۹
مالک	۱۰/۱۳	۵/۳۹۰
نافع	۱۰/۳۷۰	۵/۴۷۰
ابن عمر	-	-

باب صاع من شعیر:-

قبیصہ ابن عقبہ	۸/۳۱۲	۹/۲۱
سفیان	۴/۱۱۰	۴/۳۲۰

زید بن اسلم	۳/۳۴۱	۴/۲۴۶
عیاض بن عبداللہ	۸/۱۸۱	۷/۲۸۳
ابی سعید	-	۷/۶۵۷

باب صدقۃ الفطر صاعاً من طعامٍ :-

عبداللہ بن یوسف	۶/۷۹	۸/۳۴۹
مالک	۱۰/۳۲	۵/۳۹۰
زید بن اسلم	۳/۳۴۱	۴/۲۴۶
عیاض بن عبداللہ بن سعد بن ابی سرح العامری	۸/۱۷۹	۷/۲۸۳
ابا سعید الخذری	۳/۴۱۶	۵/۵۶۵

باب صدقہ الفطر صاعاً من تمر :-

احمد بن یونس	۱/۴۴	۸/۵۱
نافع	۱۰/۳۷۰	۵/۴۷۰
عبداللہ ابن عمر	۵/۲۸۵	۸/۳۵۶

باب صاعٍ من زبیب :-

عبداللہ بن منیر	۶/۴۰	۸/۳۵۵
یزید ابن ابی حکیم	۱۱/۲۷۹	۵/۵۳۹
سفیان	۴/۱۱۰	/۳۲۰
زید بن اسلم	۳/۳۴۱	۴/۲۴۶
عیاض بن عبداللہ بن ابی سرح	۸/۱۷۹	۷/۲۸۳
ابی سعید الخذری	۳/۴۱۶	۵/۵۶۵

باب صدقۃ قبل العید :-

آدم	۱۷۱/۱	۸۰/۶
حفص بن میسرہ	۳۶۰/۲	۲۰۰/۶
موسی بن عقبہ	۳۲۳/۱۰	۴۰۴/۵
نافع	۳۷۰/۱۰	۴۷۰/۵
ابن عمر	-	-
معاذ بن فضالہ	۱۷۵/۱۰	۱۷۷/۹
ابوعمر حفص بن میسرۃ	۳۶۰/۲	۵۶۹/۵
زید بن اسلم	۳۴۱/۳	۲۴۶/۴
عیاض بن عبداللہ بن سعد	۱۷۹/۸	۲۸۳/۷
ابی سعید الخدری	۴۱۶/۳	۵۶۵/۵
باب صدقۃ الفطر علی الحر والمملوک:-		
زہری	-	-
ابوالنعمان	۲۸۳/۱۲	۶۶۴/۷
حماد بن زید	۹/۳	۲۱۷/۶
ایوب	۳۶۳/۱	۶۰/۶
نافع	۳۷۰/۱۰	۴۷۰/۵
ابن عمر	-	-
باب صدقۃ الفطر علی الصغیر والکبیر:-		
مسدد	۹۸/۱۰	۲۰۰/۹
یحیٰی	۱۵۴/۱۱	۶۰۷/۷
عبیداللہ	۵۳/۷	۴۰۵/۸
نافع	۳۷۰/۱۰	۴۷۰/۵
ابن عمر	-	-

کتاب ضعیف سنن الترمذی تالیف محمد ناصر الدین البانی صفحہ ۳۱۲

باب ماجاء ان الاسلام بداء غریباً وسیعو دغریباً:-

عبداللہ بن عبدالرحمٰن	۲۵۴/۵	۴۶/۵
اسماعیل ابن ابی اویس	۲۷۱/۱	۹۹/۸
کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف بن زید بن ملحہ	۳۷۷/۸	۳۵۲/۷
عن ابیہ	-	-
عن جدہ	-	-

باب ۸۶ / ۶۷ صفحہ ۵۰۰ حدیث نمبر ۳۹۸۷-۷۷۳

سفیان بن وکیع	۱۰۹/۴	-
عبیداللہ بن موسیٰ	۴۸/۷	۱۵۲/۷
عیسیٰ ابن عمر	۲۰۱/۸	۲۳۳/۷
السدی	-	-
انس بن مالک	۲۲۹/۱، ۳۳۱/۱	۵/۳

باب ۶۶/ ۴۷ حدیث نمبر ۳۹۴۸-۷۵۹ صفحہ ۴۹۳

ابوکریب	۲۴۱/۳	-
یونس بن بکیر	۳۸۲/۱۱	۶۵۱/۷
انضر ابی عمر	۳۹۴/۱۰	۵۳۵/۷
عکرمہ	۲۳۴/۷	۲۹۴۷
ابن عباس	-	-

باب فی انتظار لافرج وغیر ذلک: حدیث نمبر ۳۸۲۴-۷۲۰ صفحہ ۴۷۱

بشر بن معاذ العقدی البصری	۴۰۱/۱	۱۴۴/۸

حماد بن واقد	۱۸/۳	۲۲۲/۶
اسرائیل	۲۲۹/۱	۷۹/۶
ابی اسحاق	۱۱/۱۲	۵۷۸/۵
ابی الاحوص	۴۴۰/۹	۵۶۴/۵
عبداللہ	۲۷/۶	۶۱/۵

روایات موضوعہ میں سے ایک سلسلہ:

ایک سلسلہ روایات قرآن کریم کے بعض آیات متشابہات کی تفسیر کے بارے میں ہیں ان روایات کے سند میں واقع راویوں کی توثیق سے وہ چیڑتے ہیں کبھی کہتے ہیں روایات متواتر ہے ثابت کی توثیق ضروری نہیں کبھی کہتا ہے ہم اصالت المتن کے قائل ہے ان روایات کے ذریعے ان آیات کی توضیح وتشریح، وتفسیر تو نہیں ہوتی ہے بلکہ یہ روایات ان آیات کو قرآن سے نکال کر جامع اخبار میں شامل کرتی ہیں آیات کو روایات بناتے ہیں۔ یہ ان کا ہنر ہے ہماری کتاب کی گنجائش نہیں کہ یہ عمل انہوں نے کہاں کہاں کیا ہے اس کیلئے تفسیر ہی لکھنے کی ضرورت ہے تاہم جس معاشرے میں ہم ہیں اور جو ہمارے لیے مسئلہ بنا ہوا ہے موضوع جنگو جدال بنا ہوا ہے۔

ہزاروں خلق اللہ کو گمراہ کیا ہوا ہے تفرقہ وانتشار کا بازار گرم بنا ہوا ہے۔ ان آیات کی تفسیر کو دیکھیں گے ان آیات سے ایک ٹکڑا قطعہ ہے یہ کل آیت نہیں ہے اس سے پہلے ایک بحث ہے اس کے مابعد ایک بحث ہے بیچ میں یہ حصہ ہے لہٰذا اس ٹکڑے کو سمجھنے کے لئے اس سے پہلے کا حصہ کو سمجھنا ضروری ہے اس طرح بعد والے حصہ کو بھی سمجھنا ضروری ہے حق وانصاف یہ تھا مفسر عالم دین اس آیت کو عنوان بنانے والے کو چاہیے اس آیت کریمہ کے پہلے اور ذیل کو نظرانداز کرنے کی وجہ سے آیت پیچیدہ ہوگیا ہے، اس وجہ سے مفسرین نے بھی اس حصہ کو سمجھنے کے لئے غیر مطقی غیر عقلی وغیر شرعی شان نزول گڑی ہے یا گڑی ہوئی شان نزول میں پھنس گئے ہیں۔

ائمہ طاہرین کی شان میں پیش کرنے والی تمام آیات ایسی ہیں کوئی کہتا ہے اس کی شان نزول یہ ہے کہ نبی کریم نے مشرکین سے فرمایا میں تمہارے تمام خاندانوں سے رشتہ داری رکھتا ہوں اس رشتہ داری کا پاس رکھتے ہوئے میری معاونت اور مودت کریں اس وقت یہ آیت اتری ہے کہ میں تم سے کسی قسم کی اجرت کا خواہاں نہیں سوائے تم میرے اور تمہارے درمیان قربیٰ کا خیال رکھیں۔

۲۔ نبی کریم مدینہ منورہ میں ایک وقت گزرنے کے بعد انصاریٰ جمع ہو کر آپ کے پاس آئے تھے کہ آپ ہماری ہدایت اور رہنمائی کے لئے زحمت ومشقت اٹھاء ہے ہم اس کا صلہ ادا کرنا چاہتے ہیں تو ان کے جواب میں یہ آیت اتری ہے یہ دونوں اس حصہ کی ماسبق بلکہ اس آیت سے پہلے والی اور بعد والی آیت سے نہیں بنتی ہے اس آیت کریمہ سے پہلے والی آیت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ آیت مومنین سے مخاطب ہے نہ

کہ مشرکین سے دوسری شان نزول جہاں انصاری کی بات ہے کہ انہوں نے از خود اجر رسالت کی پیشکش کی ہے یہ بھی درست نہیں جہاں نبی کریم چاہے وہ عدوت وزحمت اٹھائی ہے وہ انصار نے بھی زحمت اٹھائی ہے خانہ وآشیانہ مال ودولت حتیٰ کہ بیویوں کوطلاق دے کر مہاجرین کو دینے کے لئے آمادہ وہ ئے ایک انسان اس سے زیادہ کیا کر سکتے تھے جو کر سکتے تھے کیا ہے۔

اس آیت میں موجود کلمہ مودت کی وجہ سے اس آیت کو آیت مودت کہتے ہیں۔''قل لا اسئلکم علیہ اجراالا المودۃ فی القربیٰ''ایک مستثنیٰ منہ ہے اور ایک استثنیٰ ہے جتنے بھی اردو ترجمے ہوئے ہیں اس میں ''الا المودۃ فی القربی میں میری قربیٰ کا کہاہے اور روایات کے ذریعے اس آیت کی تفسیر میں قربیٰ سے مراد قریب ترین رشتہ دار ہیں یعنی حضرت زہراؑ، حضرت امیر المومنینؑ، حضرات حسنینؑ ہیں ترجمہ جہاں بھی دیکھیں ان کے حاشیے میں یہی ہوگا ترجمہ میں یہ لکھا ہوگا میرے قریب ترین رشتہ دار اور حاشیے میں یہ لکھا ہوگا کہ آپ کے قریب ترین رشتہ دار کون ہیں تو کہیں کہ حضرات حسنینؑ، زہراؑ وعلیؑ ہیں سورۃ شوریٰ تفسیر درالمنشور فی تفسیر الماثور جلا الدین سیوطی جلد ۷ صفحہ ۳۴۸ پر اس کے بارے میں بہت سی روایات جمع کیں ہیں۔ ۲۹ روایات اس کی تفاسیر میں آئی ہیں لیکن یہ روایات صرف تکرار ہیں مطلب وہی ہے بعض تفاسیرِ اہلسنت میں قربیٰ سے مراد خود رسول اللہ ﷺ کو لیا ہے مشرکین سے فرمایا ہے میں تمھارا رشتہ دار ہوں تم میری رشتہ داری کا پاس رکھو اور مجھے اذیت آزارمت دو میری معاونت کرو اب اس آیت پر آجاتے ہیں اس آیت میں کتنی بحث ہے۔

۱۔فرماتے''ذلک الذی یبشر اللہ عبادہ''یہ وہ بشارت ہے ان کیلئے جو ایمان لائے ہیں اور عمل صالح بجالائے ہیں ان کے لیے بشارت جو گزشتہ ذکر ہوا ہے دوسری آیت میں جو چیز ذکر ہوئی ہیں وہ بشارت ہے مومنین باعمل والوں کے لیے ایمان لانے والوں کے لیے عمل صالح کے لیے اس کا مطلب یہ ہے یہ آیت جو ہے آیت ماسبق سے گہرا تعلق ورشتہ جڑا ہوا ہے بیچ میں''قل لا اسئلکم علیہ اجراالا المودۃ فی القربیٰ'' ہے اس آیت کے بعد''ومن یقترف حسنۃ نزدلۃ فیھا حسنا''کوئی بھی انسان نیک عمل انجام دینگے اس کے عمل صالح میں ہم اضافہ کریں گے اللہ بہ تحقیق مغفرت کرنے والے ہیں اپنے بندوں کے لیے جزائے شکر دینے والا ہے اب اس کے بعد فرماتے ہیں کیا لوگ یہ کہتے ہیں آیا اللہ پر جھوٹے الزام باندھتے ہو یہ آیت اپنے ماسبق اور ذیل سے جوڑنا چاہیے تو آیت کے پہلے اور آیت کے بعد دونوں عمل صالح اور ایمان سے مربوط ہے درمیان میں ہے۔تو لہذا یہ معنی نہیں بنتا ہے۔کہ پیغمبر ﷺ نے مشرکین سے فرمایا ہو کہ میری قرابت کا خیال رکھو کیونکہ خطاب مومنین سے ہے مشرکین سے نہیں ہے۔

۲۔فرمایا''قل لا اسئلکم''اسکا معنی انہوں نے کوئی پیشکش کی ہے رد کرنے کے بعد انہوں نے کہا آپ ہماری نجات کا باعث بنتے ہیں ہمیں سعادت دی ہمیں راہ راست پر لگایا ہے اب ہم آپکی خدمت کیلئے تیار ہیں جو کچھ چاہیں ہم تیار ہیں انہوں نے آپ سے سوال کیا ہے کیونکہ قل وہاں استعمال ہوتا ہے جہاں سے پہلے سوال ہوا ہے یقیناً نبی کریم سے کوئی سوال ہوا ہے تو یہ اس کے جواب میں ہے۔

۳۔تیسرا معنی''الا المودۃ فی القربیٰ''، ہم اجرت طلب نہیں کرتے آپ سے اجرت آپ ادا نہیں کر سکتے آپ اجرت دینے کی گنجائش

نہیں رکھتے ہیں۔ یہ خدمت اتنی گراں ہے۔

۲۔ یہ عمل میں نے نہیں کیا میں اللہ کی طرف سے مامور ہوں مجھے حکم نہیں کہ آپ سے اجرت مانگوں چنانچہ تمام انبیاء کی یہی منطق تھی جو بہت سی آیات میں آئی ہے کہ ہم آپ سے اجرت طلب نہیں کرتے ہماری اجرت اللہ پر ہے تو اجرت میں طلب نہ کرنا اس لیے ہے کہ اللہ کی طرف سے ہے میں اسکا مبلغ ہوں جب اجرت طلب نہیں کرتے پھر بعد میں کہا کہ ''الا المودۃ فی القربیٰ'' یہاں دو بحث ہے ایک ہے نہیں کہنے کے بعد ان کے ذریعے ایک چیز طلب کرنا دو معنیٰ رکھتا ہے:

ا۔ یہ اجرت نہیں بلکہ کوئی ارادے چیز ہے صرف علوم عربیہ میں استثناء منقطع کہتا ہے۔

۲۔ اجرت طلب کیا ہے لیکن وہ معمولی ہے اتنی باری نہیں ہے دوسرا بحث یہ قربیٰ کون ہے جن سے ہم نے مودت رکھتی ہے کیونکہ اس میں مصداق عربی ذکر نہیں ہوا ہے اگر کوئی کہیں مصداق روایت میں آیا ہے تو سوال ہے جو روایت میں آیا ہے انہی ذوات تک جو ہے یا ان سے پہلے ذوات بھی مراد ہے لیکن القربیٰ پر جو الف ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے قربیٰ عرف مسلمین میں عام ہے۔ قربیٰ سے مودت کر قربی میں یہ جو میری قربیٰ کہا جاتا ہے اس میں ''یہ میری'' کہاں سے نکالا ہے

۴۔ قربیٰ جو ہے قرآنِ کریم میں دو طرح کی ہیں ایک صرف قربی ہے اس پر الف لام نہیں ہے۔ غیر الف لام قربی ہے جیسا کہ سورہ مائدہ آیت نمبر ۱۰۶ میں، سورہ انعام آیت نمبر ۱۵۲ اس کے بعد القربی آیا ہے یعنی الام ساتھ شامل ہے۔ ا، لام والی سورۃ بقرہ آیت ۸۳، ۱۷۷، سورہ نساء کی آیت نمبر ۸، ۳۶ سورۃ انفال آیت نمبر ۴۱، توبہ ۱۱۲، نحل ۹۰، اسراء ۲۶ روم ۳۸، فاطر ۱۸ میں آیا ہے۔

ا۔ لام کا مطلب یہ ہوتا ہے یا عہد ذکری، یعنی پہلے بات ہوئی ہے اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں، یعنی گفتگو میں پہلے ذکر ہوا ہے ذہنی عہد ذہنی ہے دونوں نے پہلے بات کی تھی اس کی طرف اشارہ ہے ایک جنس ہوتا ہے کسی کی حقیقت وواقفیت کو بیان کرنے کے لیے جیسے ''الرجال قوامون'' مرد بحثیت مرد عورت پر بالادستی رکھتے ہیں تو یہاں جو مودۃ فی القربی میں بنی اور انصار کے درمیان میں قربی کا ذکر آیا ہے نہ اس آیت میں قربی پر جو الف لام کے ساتھ آیا ہے وہ کونسے قربیٰ کا ذکر ہے تو کیا ہے یہ یعنی اسلام میں اپنے قربی کا خیال رکھو ہم جو سب مسلمان ہیں ہر ایک اپنے قربی کا خیال رکھے۔

جب ہم اپنے اندر قربیٰ کا خیال رکھیں گے تو دین خود بخود دین اور اس امت کو طاقت وقدرت ملے گی تو یہ جو کہا کہ اہلبیت کے لیے نہ آیت میں بنتا ہے نہ جتنے لوگوں کی نیت اہلبیت سے محبت کی ہے اور نہ ہی دین کو کسی قسم کا فائدا ہوا ہے۔

☆تفسیر دارالمنشور جلد ۳ صفحہ ۱۱۶

تفسیر نور الثقلین جلد ا صفحہ ۶۵۱ میں حدیث نمبر ۱۲۹۰ اصول کافی سے محمد ابن یحیٰ، انہوں نے احمد ابن محمد، محمد ابن حسین سے محمد ابن اسماعیل بن بزیع، انہوں نے منصور ابن یونس سے انہوں نے ابی جارود سے انہوں نے امام باقرؑ سے نقل کیا ہے' ابی جارود سب معجم قرآن اسلامیہ تالیف

شریف یحییٰ اردبیلی ص ۸۷ پر لکھتے ہیں متوفی ۱۵۰ کہتے ہیں امام محمد باقر کے اصحاب میں سے وہ زیدی امام باقر نے ان کو سرجوب کا لقب دے اتھا سرخوب کی تشریح وتفسیر میں آیا ہے سرجوب اس شیطان کو کہتے ہیں جو بحر میں سکونت کرتے ہیں وہ حلال کو حلال آل محمد کو حرام آل محمد کہتے ہیں تھے ان کا عقیدہ ہے علم آل محمد کے پاس علم کامل ہے جو نبی کے پاس تھے وھد سے تمام علوم رکھتے ہیں یہ گروہ علانیہ سب شیخین کرتے تھے۔ حدیث نمبر ۲۹۱ میں علی ابراھیم نے اپنے باپ سے انہوں نے ابن ابی عمیر سے عمر ابن اذینہ سے، انہوں نے زرارۃ سے اانہوں نے فضیل بن یسار سے، بکیر بن عین، محمد ابن مسلم، برید بن معاویہ، ابی جارود انہوں نے امام باقرؑ سے۔

حدیث نمبر ۲۹۲ میں محمد ابن حسین وغیرہ نے سہل سے، انہوں نے محمد ابن عیسیٰ، انہوں نے محمد ابن یحییٰ، محمد ابن حسین سے، محمد ابن سنان سے، انہوں نے اسماعیل ابن جابر سے، عبد الکریم بن عمرو سے انہوں عبد الحمید ابن ابی الدیم سے انہوں نے امام صادقؑ سے۔

حدیث نمبر ۲۹۳ فی عیون الاخبار میں ابوعلی الحسین بن احمد بیہقی سے، محمد ابن یحییٰ صولی سے، انہوں نے سہل بن قاسم توشجانی سے انہوں نے امام رضاؑ سے نقل کیا ہے مجمع البیان میں، تہذیب الاحکام میں، صدوق میں، بطور مسند پیغمبرصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

تہذیب الاحکام میں بطور مسند امام صادقؑ سے، صدوق میں اور کتاب الاحتجاج میں بھی بطور مسند، علی ابن ابراھیم میں بھی بطور مسند ان سب میں اس آیت کو غدیر خم میں امیر المومنین کے اعلانِ ولایت کے لیے بتایا ہے۔

تفسیر ایمزان جلد ۴ صفحہ ۵۲ تخریجِ روایات: ان آیات استدلال کرنے والوں نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے مثلاً عبد الحمید اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم، ابوسیف اور بہت سے نام لیے ہیں یہ سب کتابیں رکھنے والے ہیں پہلے نمبر پر ابن ابی حاتم، ابن عساکر، ابن سعید، انہوں نے راویوں کا ذکر نہیں کیا موءلفین کا ذکر کیا ہے، موءلفین کے ذکر سے روایت ثابت نہیں ہوتی موءلفین کا ذکر اتنا ثابت کرتا ہے کہ یہ کسی کتاب میں ہے ہوا میں نہیں ہے تو پھر اگلے مرحلے پر دیکھنا یہ ہوگا ان کتب کے مندرجات صحیح ہیں یا نہیں۔

انہوں نے جو روایات کا اسناد کیا ہے آخر تک، انکو دیکھنا ہوتا ہے اور ابھی تک کسی نے اس پر کام نہیں کیا ہے کہ ساری روایات کی تحقیق کر کے کہہ دے کہ اس سلسلے میں روایت ابتداء سے انتہا تک سب صحیح ہے اس پر کوئی کام نہیں ہوا کہا کہ غدیر میں ذکر کیا، یا تفسیر درالمنثور میں آیا تو درالمنثور میں ہزار جعلی روایات بھی آئی ہیں اسی طرح تور الثقلین میں آیا ہے تو تور الثقلین میں کافی سے نقل ہوا ہے تو کافی میں جو روایات ہیں انکو دیکھنا ہوگا کہ راوی کون ہے یہ کتاب سے نہ ڈرائیں ہمیں۔

☆ سورۃ مائدہ آیت نمبر ۳: الیوم یئس الذین کفروا من دینکم فلا تخشوھم واخشون، الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ ترجمہ ''آج کافر لوگ تمہارے دین سے مایوس ہو چکے ہیں پس تم ان کافروں سے نہیں مجھ سے ڈرو آج میں نے تمھارے لیے تمھارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمھارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا'' آج تمھارا دین مکمل ہوا تکمیل کو پہنچا یہ آیت اور

اسی سورۃ کی آیت نمبر ۶۷ دونوں آیتوں کے شانِ نزول کو غدیر خم سے ملاتے ہیں آیت کو غدیر خم سے ملانے کی واحد تمسک ان کے پاس وہ روایات جو تفاسیر واتی اہل سنت والجماعت واہل تشیع میں آیا ہے اہل تشیع کو اپنی کتابوں میں موجود روایات دو سے زیادہ ان کو اہل سنت کی کتابوں میں موجود روایات سے ہیں چنانچہ وہ متعہ امام مہدی یا فضائل اہل بیت کے بارے میں اہل سنت کی کتب میں منقول روایات سے استناد کرتے ہیں آپ ان کو ان روایات پر کیوں تازہ ہے کیوں افتخار ہے اس منطق سمجھ میں نہیں آیا مثلا متعہ کے بارے میں کتاب وسائل شیعہ اور مستدرک وسائل میں چار سو پانچ سو روایات اپنی کتاب میں ہے اس پر ناز نہیں آپ چند روایات پر ناز جو اہل سنت کی کتابوں میں ہے حالانکہ نہ متعہ کو زناء گردانے ہے آپ اس پر جو ہے۔

صرف وہ کتابیں ہیں جو اس سلسلہ امامت پر لکھی گئی ہیں اور ان کے مصادر ہیں ان کتابوں میں یہ چیز آئی ہے۔ دین کی کسی بھی چیز کو ثابت کرنے کے لیے کسی کتاب میں ہونا کوئی دلیل و منطق نہیں بنتی دین کا کوئی بھی شق ثابت کرنے کے لیے اس کتاب میں مذکور روایت کی اسناد جہاں سے صادر ہوئی ہے وہاں تک تسلسل میں راویان صدق وعادل وضابط کا ہونا ضروری ہے ابتداء سے روایت کا ثابت ہونا ضروری ہے اگر اس کی تواتر لفظی کا دعوی کرتے ہیں تو اول سے تواتر لفظی ہونا چاہیے۔

۱۔ اگر کوئی کہے کہ تواتر لفظی ہے تو تواتر لفظی ہونے کے مطابق اس مدعا پر اختلاف ہونا تواتر تواتر نہ ہونے کی دلیل ہے کیونکہ تواتر لفظی کی تعریف میں کیا گیا ہے تواتر وہ جس کے بارے میں کسی کو بھی اختلاف نہ سب کا اتفاق ہو جبکہ نبی کریم کے وفات کے موقع کسی بھی فرد انصار ومہاجرین بنی ہاشم علی کے خلاف علی کے حامی کسی نے بھی اس کا ذکر تک نہیں کیا حتیٰ خود حضرت نے بھی اس سے استدلال نہیں کیا ان سب کا اس روایت سے اعراض یہ اتفاق اس بات پر تواتر ہے کہ جس کسی نے یہ روایت جعلی ہے یا من کنت مولا سے مراد امامت ہے کہا ہے تو اتر سے باطل ہے آپ دنیا میں کوئی مثال پیش کریں کہ اس پر دنیا کا تواتر ہے اور لوگ اس کہ نہیں مانتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کا نہ ماننا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ تواتر نہیں ہے تم کہ مدینہ کے بعد ایک آدمی بھی نہیں ملا دور کا چھوڑ واپنے رشتہ دار بھی نہیں ملے کہ وہاں لوگ کہیں کہ ولایت کا اعلان ہوا ہے۔

۲۔ کہا کہ یہ آیت جو ہے غدیر خم میں نازل ہوئی ہے الیوم سے مراد غدیر خم ہے بلغ سے مراد ولایت ہے اگر ولایت نہ ہوئی تو پورا دین ناقص رہا تو دین نامکمل رہے گا تو آپ بتا دیں کہ دین ناقص ہونے کی دو تصویر ہو سکتی ہے۔[] ایک تصویر دین کا کوئی بھی جز جس پر عمل نہ ہو تو دین ناقص ہے آج دنیا میں نظام سیاست سیکولرزم ہے لوگ نماز پڑھتے ،روزہ رکھتے ،حج پر جاتے ہیں ،قرآن پڑھتے ہیں دین ناقص نہیں ہے۔[] تو دین کی ایک شق کا نہ ہونا بذاتِ خود دین ناقص ہے قرآن میں یہ نہیں ہے کہ بعض پر ایمان لائیں اور بعض کو چھوڑیں چنانچہ بعض فتح مکہ کے بعد بعض قبائلِ عرب پیغمبر ﷺ کے پاس آئے انہوں نے اپنے اسلام کو پیغمبر ﷺ کی خدمت میں پیش کیا کسی نے کہا کہ ہم کو نماز مین معافی دے دو کسی نے کہا ہم کو شراب میں معافی دے دو کسی نے کہا کہ زنا میں معافی دے دہ پیغمبر ﷺ نے نہیں دی کہا جس دین میں نماز

نہیں اس دین کو کیا کرنا اگر نماز بھی نہیں تو دین ناقص ہے حالانکہ نماز دین کا اساس ہے لیکن نماز کے بارے میں ''اقیمو الصلوۃ'' زکوۃ کے بارے میں ''اتو زکوۃ'' روزے کے بارے ''کتب علیکم الصیام'' اور حج کے بارے ''واللہ الناس الحج البیت'' آپ ایک آیت بتا دیں کہ جس میں ہو ''واللہ علی الناس الحج البیت'' آپ ایک آیت بتا دیں کہ جس میں ہو ''واللہ علی اللہ علی الامام'' تا کہ اس کو اساس بنا دیں آپ ایک مفروضہ پہلے طے کیا ہے پھر اس کے اوپر عمارت کھڑی کی ہے آپکا مفروضہ غلط ہے لہذا آپکی عمارت بھی غلط ہے تو یہ اس سلسلہ میں جو روایات بنی ہیں یہ روایات آیات سے اجنبی ہیں۔

☆ **سورۃ احزاب آیت نمبر ۳۳**: ''انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھر کم تطھیرا'' ترجمہ ''اللہ کا ارادہ بس یہی ہے ہر طرح کی ناپاکی کو اہلبیت آپ سے دور رکھے اور آپ کو ایسے پاکیزہ رکھے جیسے پاکیزہ رکھنے کا حق ہے'' شیخ محسن نجفی حاشیہ: ایک ہی آیت میں ازواج رسول کے لیے تنبیہ کا لہجہ ہے لیکن اہل بیت اطہار کے لیے تطہیر کا مژدہ انداز تخاطب میں یہ واضح فرق اہلِ خرد کے لیے دعوت فکر ہے یہاں یرید اللہ سے ارادہ تشر نہیں بلکہ ارادہ تکوینی مراد ہے یعنی یہاں اہلِ بیت کو پاکیزہ رہنے کا حکم (تشریعی) نہیں دیا جا رہا کیونکہ پاکیزہ رہنے کا حکم تو سب لوگوں کے لیے عام ہے بلکہ یہاں اہلِ بیت کی طہارت کے بارے میں اللہ کے ارادہ تکوینی کا اعلان ہے کہ اللہ نے ان کو پاکیزہ بنا دیا ہے۔ حاشہ از شیخ محسن نجفی

یہ آیت بھی شوریٰ کی ہیں آیت کی مانند ہے آیت کی ماسبق و مالحق کے حدمیان سے یہ قطعہ نکالی ہے ان آیات اللہ نے بطور مشروط اہل بیت نبی کو فضیلت دی ہے لیکن اس آیت کی شان نزول میں وارد روایات سے دو استفادہ کیا ہے ایک ازدواج نبی کو اہل نبی سے اخراج ہے کیا ہے دوسرا اس آیت سے عصمت غیر معقول اخراج کیا ہے وغیر مانوس وغیر مفہوم غیر مستدل اہل بیت ثابت کیا ہے دونوں اصطلاح اہل لغۃ دونہا فرط القات ہے جہاں تک ازدواج نبی اہل بیت نبی سے اس وقت خارج ہونگے جب نبی کریم کی زوجیت سے خارج ہوگی ورنہ زوجات پہلے مرحلہ میں اہل بیت ہے اولاد دوسرے مرحلے میں آتا ہے چنانچہ ان آیات میں ملاحظہ کریں۔

آئیں دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم میں یہ لفظ کہاں کہاں استعمال ہوا ہے

سورۃ ھود میں کشتی میں سوار افراد و دیگر مخلوقات کو اہل کہا۔

سورۃ ھود ۴۰: طہٰ آیت: ۱۳۲ اپنے اہل کو نماز کے لیے حکم دے دو۔

سورۃ عنکبوت آیت ۳۳: میں زوجہ ھود کے لیے استعمال ہوا ہے۔

سورۃ ھود آیت ۴۶: صرف فرزند کے لیے استعمال ہوا ہے۔

سورۃ ھود آیت ۸۱: میں صرف بیوی کے لیے استعمال ہوا ہے۔

سورۃ یوسف آیت ۲۵: میں صرف بیوی کے لیے استعمال ہوا ہے۔

سورۃ مریم آیت ۵۵: سورۃ انبیاء آیت ۷۶

سورۃ نمل آیت ۵۷: میں بغیر بیوی کے لیے آیا ہے۔

سورۃ عنکبوت آیت ۳۲: بغیر بیوی کے لیے آیا ہے۔

سورۃ صافات آیت ۷۶: یہ بیوی سمیت کے لیے آیا ہے۔

سورۃ نساء آیت ۹۲: عام خاندان کے لیے

سورۃ طٰہٰ آیت ۱۰: صرف بیوی کے لیے

سورۃ نمل آیت ۷: یہ بھی صرف بیوی کے لیے

سورۃ قصص آیت ۲۹: صرف بیوی کے لیے

سورۃ ذاریات آیت ۲۶: صرف بیوی کے لیے

خاندان کے لیے، بہن کے لیے اہلِ بیت آیا ہے۔ قصص آیت ۱۲ الفظ اہلِ بیت قرآن وسنت میں جو ہے کبھی خاص بیوی کے لیے کبھی بہن کے لیے استعمال ہوتا ہے کبھی ماں کے لیے استعمال ہوتا ہے اور کبھی سب کے لیے استعمال ہوتا ہے وہ وقت، حالات اور تناظر کے حوالہ سے استعمال ہوتا ہے عام طور جتنے بھی شخص کی کفالت میں، حفاظت میں ہو وہ اسکا اہلِ بیت ہے اہلِ بیت سے اسم مرکب جامع ہے جیسا کہ پیغمبر ﷺ کے گھر میں بیوی اور بیٹی دونوں ہو وہاں صرف بیٹی وہاں بیٹی مراد لینا اور بیوی کو اہلِ بیت سے نکالنے کے لیے ٹھوس دلیل کی ضرورت ہے جب تک ٹھوس دلیل نہیں ہوگی وہ نہیں نکل سکتے۔

یہاں امادوسرا استفادہ عصمت ہے عصمت داخلی یعنی انسان سے بیہودونسیان کا اخراج ہے اس اخراج کے بعد انسان انسان سے خارج ہوتا ہے لیکن جو ہوا نہوں نیہ یہاں ارادہ تکوینی حق مراد لیا ہے۔ ارادہ تکوینی کی اگر کوئی مثال پیش کروں تو مادرزاد نابینا ہے وہ کس صورت میں اجنبیات کو نہیں دیکھ سکتے ہیں مادرزاد ہمیں وہ کس صورت میں گناہ کبیرہ نہیں ہوکستے ہیں اس کو آگے جانیں پھتر کی گناہ سوچ بھی نہیں سکتے ہیں اس کے علاوہ وہ ملائکہ کی مثال دے سکتے ہیں کہ وہ شہوانیات سے پاک خلق کیا لیکن کوئی انسان جس کے ضمیر میں خطاء ونسیان شامل ہے وہ اشتباہ خطاء ولغزش سے محفوظ نہیں ہوسکتا ہے آدم سے لے کر خاتم انبیاء تک اپنے اشتباہات غلطیوں کیا آدم نے کہا ہم نے اپنے پر ظلم کیا تھا موسی نے قبطی کو مارا حتی خود خاتم نبین کے بارے میں لقد کنت ترکنی السلام اندر خمیرہ یا خلت میں عصمت گنجیدہ ہو متصور نہیں نبی کریم کی عصمر اپنے ذات خارج ہے کہ اللہ نے فرمایا اگر غلطی کریں گے ہم بتائیں گے تو ہیں گے کہ انہوں نے ارادہ تطہیر سے عصمت لیا ہے یہ بھی اپنی جگہ ڈھا کہ ہے طہارت ایک صفت عام ہے ہر مسلمان میں ہونا ضروری ہے چنانچہ ان آیات میں آیا ہے مائدہ ۶ بقرہ ۲۲۲ مائدہ ۴۱۔

تفسیر دار المنشو رجلد ۶ صفحہ ۶۰۲: ابی حاتم نے ابن عسا مکرمہ سے انہوں نے ابن عباس سے نقل کیا ہے ''انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت'' یہ پیغمبر ﷺ کی خاص ازواج کے لیے نازل ہوئی طبرانی نے امِ سلمہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت زہراؑ نبی کریم ﷺ کے قریب آئی تو پیغمبر ﷺ کے سامنے تھیں تو پیغمبر ﷺ نے فرمایا کہ کہاں ہیں آپکے ابن عم جاؤ اپنے ابن عم کو اور دونوں فرزندوں کو لاؤ زہراؑ گئیں اور حسنینؑ کو ساتھ اور علی کو لائیں اور پیغمبر ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا تو ام سلمہ کہتی ہیں کہ میرے بستر سے چادر کو اٹھایا جس بستر پر ہم سوتے تھے طبرانی نے امِ سلمہ سے کہا کہ پیغمبر ﷺ نے فاطمہؑ سے فرمایا اپنے شوہر کہو اور اپنے بیٹوں کو لاؤ تو پیغمبر ﷺ نے ان پر چادر چڑھائی اور ہاتھ رکھ کر فرمایا یہ میرے اہلِ بیت محمد ﷺ ہیں

ابن مردویہ نے امِ سلمہ سے نقل کیا کہ جب گھر میں داخل ہوئی تو اس وقت سات آدمی تھے علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ، رسول اللہ ﷺ اور جبرائیل اور میکائیل اور میں دروازے پر کھڑی تھی۔ ابن جبیر نے کہا یہ پانچ ذوات کے بارے میں نازل ہوا۔ یہ ساری روایات جو ہیں روایات مرسلہ ہیں جو ان پانچ ذوات کے بارے میں نازل ہوئی۔ اب ہم کو دیکھنا ہے کہ یہ کلمہ اہلبیت اپنی لغوی اور محاورتی مفہوم میں کس کے لیے استعمال ہوتا ہے وہ کہاں تک احاطہ کرتا ہے یہ حالات اور تقاضے پر متوقف ہے عام حالات میں یہ لفظ استعمال ہوتا ہے شخص کے زیر تربیت، زیر کفالت جو بھی افراد ہوں اس کے لیے اہلِ بیت استعمال ہوتا ہے اس میں بیوی بچے، نواسے پوتے، غلام، ملازم سب جو ہیں وہ اہلبیت میں شمار ہوتے ہیں جو اس کی کفالت میں ہوتے ہیں۔ بعض اوقات اہلبیت سے مراد خاص اس کے گھر والے ہوتے ہیں اگر کہیں سفر پر جانے والا سفر میں ہو تو اہلِ بیت اس ہی کو کہتے ہیں جو اس کے ساتھ ہوں کبھی بیوی ہوتی ہے کبھی بہن ہوتی ہے کبھی بیٹی ہوتی ہے۔

اب یہ ٹھوس دلیل ازواج کو نکالنے کے لیے دو چیز ہے۔ ا۔ ایک تو وہ روایات ہیں جن میں کہا کہ یہ حضرات زہراؑ، حضرات حسنینؑ، امیر المومنینؑ، جبرائیلؑ، میکائیلؑ ان کے بارے میں ہیں تو اس میں جو اہلبیت سے مراد یہ ذوات ہیں اور ام سلمہ نہیں ہیں یہ سب ام سلمہ کے گھر میں ہو رہا ہے اور امِ سلمہ نہیں ہے تو یہ روایت اپنی جگہ دو لحاظ سے مخدوش ہے ایک لحاظ سے جبرائیلؑ و میکائیلؑ بھی اہل بیت سے ہیں۔ حالانکہ جبرائیلؑ و میکائیلؑ کسی صورت میں بھی یہ اہل بیت نہیں ہیں لہذا یہ روایات مخدوش نظر آتی ہیں

دوسرا یہ کہ اہلبیت میں دوسری روایت سے مراد ازواج ہیں تو یہ روایت اپنی جگہ متعارض ہے جب تعارض ہوتا ہے تو استدلال غلط ہوتا ہے۔

۳۔ تو یہ روایات اپنی جگہ مرسلہ ہے یعنی روایات میں راویوں کا تسلسل نہیں ہے بلکہ مقطوع الحلقات ہے تو اس حوالے سے یہ روایات ازدواج کو نکالنے کی قابلیت نہیں ہے دوسری دلیل اس سے مراد ہے اس میں سے ازدواج خارج ہے جو ہے شیخ صاحب نے پیش کی ہے انہوں نے روایت سے استدلال نہیں بلکہ کلمہ برید سے استعدلال کیا ہے تو یہاں ارادہ دو قسم کا ہوتا ہے ایک ارادہ تشریعی ہے ارادہ تشریعی یہاں مراد نہیں ہے کیونکہ ارادہ تشریعی سب سے طلب ہے، اہل بیت کو کوئی امتیاز نہیں تو معلوم کہ اراداہ تکوینی ہے ارادہ تکوینی کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ان کو ظاہر بنا دیا ہے ارادہ تکوینی جب ہوتا ہے تو وہ نہیں ہوتا ہے کمالیت اکتسابی ہے کیونکہ اللہ نے ان کو ظاہر بنایا اور دوسروں کو نہیں بنایا

تو ان کی فضیلت بنتی ہے جیسے کوئی مادرزاد نابینا ہے وہ نامحرم نہیں دیکھ سکتا ہے اگر کسی کے پاس پیٹ نہیں ہے تو وہ کھانا نہیں کھاتا اور حرام بھی نہیں کھا سکتا ہے تو یہ ان کی صفات نہیں ہیں طہارت وہاں صفات ہے طہارت کی صفات وہاں آتی ہے جہاں انسان خود مختار ہو ارادہ رکھ سکتا ہو اور نہ کرے تکوینی یعنی تحفظ کی کوئی صفات نہیں ہیں کیونکہ یہ چیزیں دنیا میں ہر چیز کو حاصل ہیں خاص کر کے مثال کے طور پر کند ذھن انسان، پاگل انسان، جس کو کند ذھن بنایا، پاگل بنایا وہ غلط تصورات نہیں کر سکتے وہ ارادہ تکوینی کے ساخت والے کوئی فضیلت نہیں رکھتے آپ نے ارادہ کیا کہ طہارت سے مراد آپکی عصمت ہے عصمت کا مطلب خطا لغزش نہیں ہوتا ہے ارادہ تکوینی وہ ہے جس سے خطا، غلطی سرزد نہیں ہوتی ہے تو ہم پوچھتے ہیں یہ عصمت جو ہے انسان کے اندر کیسے پیدا ہوتی ہے اسکا فارمولا کیا ہے اس کی خلقت کے خلیے الگ ہیں یا اس کو بتا کر کہا جاتا ہے کی یہ کام مت کرو کیا ہے دنیا میں ایسی طہارت جو ہے کہ جو اس کے خلیے میں ہو اس کے جسمانی کا حصہ ہو تو اسکی کوئی صفات نہیں ہمیں ان صفات کو شامل رکھ کر کوئی گناہ نہ کرتا ہو ایسی دنیا میں کوئی ہستی ہے ہی نہیں سب سے افضل ہستی اسی اہلبیت میں رسول اللہ ﷺ نے ان کو روکا ہے برملا روکا اعلان کیا ہے کہ آپ نے یہ کیوں کیا آپ نے یہ کیوں کیا تو یہ چیز جو یہ کہتے ہیں اسکا ارادہ تکوینی ہے یہ نہیں ہے بلکہ یہاں ارادہ وہ ہی ارادہ تشریعی ہے لیکن یہاں ارادہ تشریعی میں تقاضے زیادہ ہیں یعنی تقاضے یعنی امیدیں زیادہ ہیں امیدیں زیادہ ہونا یعنی اللہ جو ہے بعض سے امید زیادہ رکھتا ہے بعض کی نسبت اس کی مثال کہاں ہے اسکی مثال یہود ہے اللہ فرماتے ہیں ہمارا تقاضا امید تھی توقع تھی کہ تم سب سے پہلے محمد ﷺ پر ایمان لاؤ گے چونکہ تمھاری کتابوں میں محمد ﷺ کی آمد کی بشارت ہے لیکن تم پہلے کافر ہو گئے آیت ہے ''ولا تکونوا اولاً کافرین'' کم از کم تم پہلے کافر تو نہ بنو ناں تو یہاں اللہ اہلِ بیت نبی سے یہ تقاضا کرتے کہ دوسروں کی نسبت تم کو زیادہ پاک ہونا چاہیے تا کہ گھر کا احترام، ماحول اچھا ہو یہ معنی ہو جائیں تو اس کی دلیل اسی آیت میں موجود ہے اگر تم اچھے ہو جائیں تو ہم تم کو دوگنا ثواب دینگے اگر تم خراب ہو گئے تو تم کو دوگنا سزا دینگے یہ اس گھر کے تقاضے ہیں تو گھر کے تقاضے ہیں تو گھر کے تقاضے کے حوالے سے دیگران سے زیادہ توقع رکھتے ہیں

کہیں یہ نہ کہو یا نہ کہے آپ نے یا شرف الدین نے سرتوڑ کوشش کی ہے کہ اہلبیت میں ازواج کو شامل کریں معلوم نہیں۔ کہ ان کو اہلبیت سے کتنی دشمنی ہے نعوذ باللہ ہم یہی سوال آپ لوگوں سے کرتے ہیں آپ لوگ کوشش کرتے ہین اہلبیت کے ساتھ وہ فضیلیت ان کو دیں جو دنیا میں عقل، قرآن وشریعت کے خلاف ہے عقل قرآن کی رو سے انکی فضیلت نہیں بنتی، ان فضائل کو دھونے پر مصر ہے آپکو اہلبیت سے کتنی دشمنی ہے اور جو شخص انکو نا قابلِ غیر مقبول فضیلت دیتا ہے یہ ان کا عیب بنتا ہے اگر کوئی چھوٹی فضیلت دیں گے تو وہ انکا عیب بنتی ہے تو معلوم ہوتا ہے آپکو اہلبیت سے دشمنی ہے یا آپکو ازواج نبی سے دشمنی ہے یا آپکو خود اسلام سے دشمنی ہے۔

سورۃ مائدہ آیت نمبر ۵۵: سورۃ مائدہ آیت نمبر ۵۵: ''انما ولیکم اللہ ورسولہ'' ترجمہ: تمھارا ولی تو صرف اللہ اور اسکا رسول ؐ او ور وہ اہل ایمان ہین

جونماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوۃ دیتے ہیں' تمھارا ولی اللہ، اسکا رسولؐ اور اہل ایمان ہیں جونماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوۃ دیتے ہیں آیت اور ترجمہ میں حضرت علیؑ کا ذکر نہیں ہے حاشیہ میں شیخ محسن نجفی فرماتے ہیں کہ یہ حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے جب آپ نے مسجد میں حالت رکوع میں ایک سائل کو انگشتری عطا فرمائی جس کے راوی آئمہ واصحاب ہیں راوی اور کتب کا طویل سلسلہ بیان ہوا ہے تفسیر دارالمنشور جلد ۳، صفحہ ۱۰۴ میں آیا ہے کہ خطیب نے متفق میں ابن عباس سے نقل کیا ہے حضرت نے اپنی انگشتری کو حالت رکوع میں دیا تو پوچھا پیغمبرؐ نے کہ یہ کس نے دی تو وہ شخص جو رکوع میں ہے اسی طرح عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابو شیخ ابن مردویہ نے کہا کہ یہ علیؑ کی شان میں ہے

طبرانی، ابو شیخ، ابن مردوہ ان سب نے کہا ہے علی نے یہ صدقہ دیا ہے۔ آیت کریمہ میں پورا زور اس پر ہے کہ علیؑ نے حالت رکوع میں زکوۃ دی ہے زکوۃ قرآن میں جہاں مقابل صلوۃ ذکر ہوتا ہے وہ زکوۃ واجب ہوتا ہے یہ صدقہ عام نہیں ہوتا ہے اس کو انفاق کہتے ہیں اس کو زکوۃ نہیں کہتے ہیں۔

یہاں اللہ نے مسلمانوں کے لیے مومنین کے لیے ولی یعنی دوست کو محصور کیا ہے تین چیزوں میں اللہ اور اسکا رسول ﷺ ہے وہ مومنین کا دوست ہے پھر وہ لوگ تمھارے دوست ہیں جونماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ دیتا ہے غور کریں اس آیت میں مومنین کے دوست کو اللہ نے کلمہ ''انما'' کے ذریعے محصور کیا ہے یہی ہے اور تمھارا کوئی دوست نہیں ہے اس کا مطلب مومنین پریشان ہیں بعض لوگوں سے پریشان ہیں اس پریشانی کو دور کرنے کے لیے کہ تم ان سے پریشان مت ہو جاؤ تمھارے لیے اللہ ہے اسکا رسولؐ ہے اور مومنین ہیں تو یہ پریشانی کہاں سے آئی ہے آیت نمبر ۵۴ سے آئی ہے کوئی شخص دین میں آنے کے بعد واپس جاتا ہے تو مومن پریشان ہوتا ہے کہ یہ ہمارے دین کی کمزوری کا سبب بنا ہے شماتت یعنی طنز کا سبب بنے ہیں اگر تمھارا دین صحیح ہوتا اگر تمھارا دین صحیح ہوتا تو یہ لوگ واپس نہ جاتے ان لوگوں کا آ کر واپس جانا مومنین کے لیے پریشان کن تھے چنانچہ یہ مطلب کسی اور آیت میں بھی ہے کہ ان کے جانے سے تم پریشان مت ہو جاؤ اللہ تمھارے لیے ان جیسا اور بھی لائیں گے اس کے بعد اللہ فرماتا ہے حقیقی معنوں میں تمھارا ولی دوست اللہ ہے اسکا رسولؐ ہے وہ مومنین ہیں جو اقامہ صلوۃ کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اس کے بعد دوسری جو اللہ اور اس کے رسول اور مومنین سے دوستی کرتے ہیں یہی لوگ کامیابی والے ہیں وہ لوگ کامیاب نہیں ہونگے کامیاب صرف یہی لوگ ہونگے یعنی تم لوگ اب یہ ''ھم رکعون'' یہ اس کو عربی اصطلاح میں حال کہتے ہیں حال کا معنی یعنی فرض کریں ہم کہیں گے ہر شخص میں آیا گھر میں تو روتے ہوئے آیا تو اس کو حال کہتے ہیں یعنی وہ رکوع کی حالت میں زکوۃ دیتے تھے یہ جو ھم راکعون ہے یہ زکوۃ کی ہے زکوۃ دیتے وقت رکع ہے یا نماز پڑھتے ہوئے رکع ہے اگر نماز پڑھتے ہوئے رکع ہے تو پھر آپکی بات صحیح ہے کہ علیؑ نماز پڑھ رہے تھے حالت رکوع میں تھے تو زکوۃ دی اگر کہیں گے کہ نہیں یہ حالت تھی زکوۃ کی تو رکوع کسے کہتے ہیں خضوع، خشوع، انکساری، جس طرح نماز میں انکساری ضروری ہے خشوع وخضوع اسی طرح زکوۃ دیتے وقت بھی خاشع ہوتا ہے وہ ہی صحیح معنوں میں مومنین

ہیں۔
ان کو قطع نظر از مقام رسالت ونبوت اپنے جان کے برابر یا جان سے عزیز سمجھتے ہیں اگر وہ اپنے مدعی میں کہ عین اللہ ہے نہ ابنی اللہ نہ چالث وثلاثہ بلکہ مثل آدم ہے اگر یہ جھوٹ پر مبنی ہے تو مجھے میرے ان عزیزیوں سمیت صفحہ ہستی سے مٹائیں یہ باتیں اس پر دلیل ہے جو جواب محمد نے دی اس پر وہ یقین جازم رکھتے ہیں کیونکہ یہاں خود حضرت اور یہ ذوات سب تیار وآمادہ ہے اگر ہم جھوٹا ہے تو صفحہ ہستی سے نکلنے کے لئے تیار ہے یہاں ان روایات یا فرقہ کی ضد میں تعین مصداق کی جگڑے میں کودنے کی کوئی منطق نہیں بنتی ہے کہ انسان اتنا میں اور کوئی شامل کیا ازدواج تو تھے لیکن لے کر نہیں گئے اس سے واضح ہوتا ہے نسا النبی میں ازدواج نبی اہل بیت نبی بھی شامل ہوتے ہیں جٹ بٹ ہے دنے اکا کوئی قوم گروہ ملت نہیں ہوگا جو زوجات کو اہل بیت میں شامل نہیں کرتا ہے اہل بیت میں مرحلہ اولی میں ازدواج آتا ہے بنات تو بعد میں پیدا ہوئی ہے لیکن یہاں ان کو نہ لے جانے کی منطق یہ ہے انسانی خطرات میں کودنے کے لئے زوجات ساتھ نہیں لے جاتے ہیں زوجات اسنان کے پاس اجتماعی امانت ہے وہ جینے کیلئے یہاں آتی ہیں مرنے کیلئے نہیں آتی جو یہاں تنہا شوہر کی خواہش نہیں چلتی ہے بلکہ زوجہ بمعہ ان کی والدین بھائی کی رضایت بھی ضروری ہے کہ ان کو اپنے ساتھ کٹوانے مروانے کی راہ میں لے جائیں باہر والوں کو بھی یقین واطمینان نہیں آئی گی یہ اپنی رضا ورغبت سے آئی نہ کسی اور ذرائع طمع وخوف کے ذریعے لایا ہے ہزار شکوک وشبہات جنم دے سکتا ہے ان اگر نبی کریم کو لے کے بھی جائے تو نصاریٰ نجاران شاید گمان یا شک بھی کرتے لہٰذا انسان میں کوئی اور نہیں تھا،

آیت مباہلہ: سورۃ آلِ عمران آیت نمبر ۶۱ یہ آیت کریمہ ان آیات میں سے ہے جس کے شان نزول میں مفسرین قریب الاتفاق ہیں لہٰذا کسی مفسر کو داد دینے یا کسی مطعون کرنے کی ضرورت نہیں ہے شان نزول اس طرح سے کہ نصاریٰ نجران اپنی طرف سے ایک وفد مدینہ میں بھیجا کہ رسول سے مذاکرہ ومناظرہ کریں حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں نصاریٰ تین عقیدے رکھتے تھے۔۱۔ایک حضرت عیسیٰؑ خود اللہ ہیں ۔۲۔حضرت عیسیٰؑ ابن اللہ ہے۔۳۔تیسرا یہ ثالث ثلاثہ ہے انہوں نے حضرت محمدؐ سے عیسیٰؑ کے بارے میں پوچھا کہ عیسیٰؑ کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں نبی کریمؐ نے فرمایا عیسیٰؑ اللہ کا بندہ ہے تو وہ غصے میں آگئے کہ کیا کوئی بندہ مردے کو زندہ کر سکتے ہیں کوئی بندہ اندھے کو بینائی دے سکتا ہے یہ بندہ نہیں یہ اللہ ہے وفد نصاریٰ نے حضرت محمد سے اللہ نے آل عمران کی آیت ۶۴ نازل فرمائی جس میں حکم فرمایا ہے کہ طرفین ہر ایک اپنے عزیزوں کو ساتھ لے کر میدان میں آجائیں یعنی اپنے نفس اپنے خواتین اور اولاد لائیں جس میں نصارا اپنے اتفاق کیا چانچہ نبی کریم نے اپنے ساتھ اپنے عزیزوں میں سے حضرت علی حضرت فاطمہ حضرات حسنین کو ساتھ لیا ان کو ساتھ لا کر اللہ سے تضرع وزار کریں کہ اللہ ہم میں سے جو بھی اپنے موقف مذہب میں باطل ہے اس کو صفحہ ہستی سے مٹائیں اس طرح کہا حضرت عیسیٰؑ کا باپ کون ہے حضرت نے فرمایا، عیسیٰؑ کی مثال آدم کی مثال ہے یعنی وہ بھی مٹی سے خلق ہوئے ہیں جسے نصاریٰ نے تسلیم نہیں کیا دلائل وبراہین تسلیم نہ کرنے پر نتیجہ یہاں پہنچا کہ ایک ایسی بات یا طریقہ اپنایا جائے کہ کون حق پر ہے اور کون باطل پر ہے تو اس کے لیے اپنی تمام حیثیت، ہستی،

وابستگی کو داؤ پر لگا دیں اور اللہ سے پر نزول عذاب کے لیے دعا کریں تفاسیر رومانی میں آیا ہے روایات میں آیا ہے پیغمبرﷺ نے حضرت علیؑ اور حضرات حسنینؑ اور حضرت فاطمۃ الزہراؑ کو لے کر گئے اور کسی کو نہیں لے کر گئے جبکہ ''نسائنا'' میں بھی اور گنجائش تھی ''انفسنا'' میں بھی اور گنجائش تھی اور ان کے علاوہ کوئی اور نہ لے جانا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ ذوات دوسروں سے افضل و برتر ہیں کہ نبیؐ کو ان پر اعتماد اور بھروسہ تھے اور دیگران پر نہیں تھا یہ آیت کریمہ اس خاص مسداق کے بارے میں لفاظی کرنے، اور تقریر بنانے سے مرکۃ الاراء آیت ہے لیکن حقیقت میں اگر دیکھا جائے تو یہاں نبی کریمﷺ ان ذوات کو جو اپنی جگہ افضل و برتر ہیں اور ان میں کوئی شک نہیں کیا جائے تردید نہیں لیکن نبی کریمﷺ ان کو بطور افضل پیش نہیں کر رہے ہیں بلکہ اپنی دعوت میں یقین کامل، اطمینان کامل ہونے کو ثابت کرنے کے لیے کہ اگر اس دعویٰ میں ذرا تردد بھی ہوتا تو خود ہلاکت کرنے کی لیے تیار ہوتے لیکن اپنے جان کے برابر ہستیوں کو تباہ کرنے پر تیار نہ ہوئے تو یہ بات نبی کریمﷺ کی قوت ایمانی پر دلالت ہے کہ اپنے دعویٰ پر یقین کامل کی دلالت ہے یہ ایک قصہ بیان کرنے کی لیے نہیں ہے یہ اپنی یقین بتانے کے لیے ہے کہ محمدﷺ اپنے دعویٰ میں کتنا سچا ہے۔

چونکہ انفسنا میں جو اپنے نفس کو فدا کرنا ہے کہتے ہیں انفسنا میں حضرت علیؑ کو لے کر گئے حالانکہ حسنینؑ بھی انفسنا میں آتے ہیں فاطمۃ الزہراؑ بھی اس میں آتی ہیں یعنی جان کے برابر یہ اس بات کی دلیل ہے ہاں ایک بات کہ ازواج نساء نا میں ہیں لیکن نہیں لے گئے اس کی وجہ یہ ہے کہ ازواج جو ہیں خطرے میں نہیں ڈال سکتے ازواج جو بھی محترم ہیں لیکن وہ ایک قسم کی امانت ہے انسان کے پاس اس کو خطرے میں نہیں ڈال سکتے ہیں اگر خطرے میں ڈالیں گے تو وہ ہی اس کو ڈالیں گے جو اس پر تمام کفر کے تسلط ہو یہ اس وجہ سے ہے اس میں تنقیص نہیں ہے اس سلسلہ روایات جو ہیں آپ تفسیر درالمنثور جلد۲ صفحہ ۲۲۷ پر ملاحظہ کریں۔ المیزان جلد۳ صفحہ ۲۵۷۔

سورۃ عبس وتولیٰ: اس سورۃ کا آغاز کلمہ عبس وتولیٰ کے بارے میں تفسیر من ھدی القران جلد۷ صفحہ ۳۱۶ میں تفسیر نمونہ سے آقائے مکارم شیرازی سے نقل کرتے ہیں کہ شیعہ و سنی اس عبس وتولیٰ کے مصداق کون ہیں اس کے بارے میں اختلاف کثیر رکھتے ہیں لیکن آقائے مکارم کا کہنا ہے کہ امام صادقؑ کا فرمان ہے یہ شخص عبس وتولیی کا مصداق بنی امیہ کا کوئی شخص ہے یہ ممکن نہیں اللہ جو ہے اپنے محبوب نبیؐ کو عبس و تولیٰ کہے تفسیر المیزان جلد۲۰ صفحہ ۲۱۸ میں آیا ہے کہ نبی کریمﷺ عتبہ بن ربیعہ، ابا جھل بن ھشام، عباس بن عبدالمطلب امیہ بن خلف ان سے دعوت کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔

ان کو اپنی طرف دعوت دے رہے تھے اس دوران عبداللہ بن مکتوم آئے اور پیغمبرﷺ سے کچھ سوال کیے اس سوال کو انہوں نے تکرار کیا عبداللہ بن مکتوم چونکہ نابینا تھے ان کو پتہ نہیں تھا کہ آپ کسی سے مصروف ہیں۔

صاحب تفسیر نمونہ کی طرح صاحب المیزان بھی اسی راستے پر ہین عبس وتولیٰ سے مراد پیغمبرﷺ نہیں ہیں بلکہ کوئی اور شخص ہے علامہ محسن نجفی

اس سورۃ کی تفسیر مین اپنی روش تفسیر اور عملی زندگی سے ہٹ کر تفسیر کی ہے انہوں نے عبس وتولیٰ سے مراد ترشروئی کرنے والا بے رخی برتنے والا رسول اللہ کو قرار دیا ہے کہا ہے اس آیت میں یہ واضح دلیل ہے کہ قرآن کتنی امین کتاب ہے بعض مواقع کو لانے والے کو بھی عتاب میں لایا ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن نبیؐ کا کلام نہیں ہے۔ بلکہ اللہ کا کلام ہے وہ نبیؐ کے ذریعے پہنچایا ہے فرمایا کہ خود نبیؐ ہے اس سے مراد اس آیت میں یہ اشارہ ہے کہ نادار لوگ اس دین کے مخلص ہیں اس دین کے داعی ہیں یہی لوگ قربانی دینے والے ہیں ورنہ مراعات یافتہ لوگ اس دین کو اپنے مفاد میں استعمال کرتے ہیں اس آیت میں ہمیں آیات ھدایت دی ہے کہ مراعات یافتہ بڑوں سے ان کے سامنے خاضع نہ ہو جائیں اور ان کو کچھ کرنے کے لیے ناداروں سے نابیناؤں سے بے اعتنائی نہ برتتے تو یہ قابل داد ہے کہ آپ نے اکثر مفسرین سے ہٹ کر عبس وتولیٰ کو خود رسولؐ کو قرار دیا اور دوسری طرف سرمایا داروں، وڈیروں کے مقابلے میں غریبوں پر توجہ دینے کی بات کی لیکن آپ اپنی عملی زندگی میں اس کے برعکس رہے ہیں کہ آپ ہمیشہ وڈیرہ پرست ہیں یہاں یہ بات واضح کرنے کیضرورت ہے کہ ہمیں ان پر تنقید کر کے مزہ نہیں آتا ہے بلکہ ان پر تنقید کرنے میں دکھ ہو جاتا ہے لیکن قابلیت علمی، کے علاوہ مالی احتیاج کی ضرورت اپنے پاس ہونے کے باوجود این جی اوز کے نمائندے بنائیں اور غلط اور فرسودہ ضد اسلامی روایاتوں کو تحفظ دینے پر زیادہ توجہ دی ہے کہ چنانچہ آپ نے چند سال پندرہ شعبان کو تقریب ازدواج کرنے والوں کے لیے بطور انعام رکھا تھا تاکہ اس کے ذریعہ وجود امام زمانہ کو ثابت کریں۔

کتاب عرفان اسلامی: مجلّہ مشکاۃ شمارہ ۲۷ صفحہ ۳۷، یکے از کتابہائے مجھول النسب، مجھول المتن، مجھول النسب ومئولف کتاب ''مصباح الشریعہ ومفتاح الحقیقہ'' ہے یہ کتاب امام صادقؑ سے منسوب کی گئی اس کتاب خود ساختہ وہ بھی امام صادق اس پر قم کے آغائے حسین انصاریان نے بارہ جلدوں پر مشتمل کتاب لکھی ہے عرفان اسلامی کے نام سے جسے وہم خیالات، خوب کے طالبان بہت کچھ خیرات دے سکتے ہیں خود اس کتاب کی تمہید میں لکھتے ہیں بعض کتاب التقاطی ہیں کچڑی ہیں عرفان کے نام سے یونان ہندوستان کے افکار کو جمع کیا ہے یونان، ہندوستان کے افکار کو اسلام کا رنگ دیا ہے اور س میں بعض آیات کو روایات سے زیادہ رنگ بخشنے کی کوشش کی بعض کتب شیعہ وسنی صوفیوں کے افکار پر مشتمل ہیں دیکھیں کہ کسی کتاب کا شرح لکھنا اس کے لیے معجم لکھنا اس کی تفسیر لکھنا اس بات کی دلیل نہیں بنتی ہے کہ یہ کتاب کتنی گراں قدر کتاب ہے اس کتاب گمنام پر مدرجہ ذیل شروح لکھی گئی ہیں۔۱۔ بیان الاسرار شیخ الحسین زاہدی نے انداز معارف عرفان پر شرح لکھی ہے۔۲۔ اس کتاب کو نظر کیا ہے ۹۰ صفحات پر یہ شعر احمد ابن واحد کرمانی معرف بہ نظام علی شاہ نے کی ہے۔۳۔ ترجمہو مصباح الشریعہ تالیف ملا عبدالرزاق گیلانی، اس ۱۳۴۳ کو اس کی شرح لکھی۔۴۔ مناہج انوار معرفت فی شرح مصباح الشریعہ ومفتاح الحقیقہ مرزا ابو قاسم راز شیرازی نے لکھی ہے۔۵۔ ضیاء المصباح اسماعیل بن محمد علوی رضوی نے لکھی ہے۔۶۔ ضیاء المصباح یحیٰ بن محسن بن حسن

بن جعفر بن صالح نے لکھی ہے۔

قرآن پر توجہ پیغام انبیاء پیغمبر اسلام ﷺ آئمہ طاہرین پر توجہ غیر از طریق عرفان گمراہ ہے محض گمراہی ہے یہ سوال مربوط ہے۔

سورۂ نمل کی آیت نمبر ۴۰: جس کے پاس کچھ علم از کتاب کتاب میں سے کچھ علم تھا وہ کہنے لگا کہ میں آپکی پلک جھپکنے سے پہلے آپ کے پاس حاضر کرتا ہوں۔

۱۔ علامہ محسن نجفی نے اس آیت کے بارے میں اپنے حاشیہ میں دو نقاط اٹھائے ہیں ایک تو یہ کہ تخت بلقیس پلک جھپکنے سے پہلے حاضر کرنا جدید ترین نظریہ مادہ آئن سٹائن وغیرہ کے لیے قابلِ ادراک نہیں تفسیر بلاغ ملاحظہ کریں۔

۲۔ یہ قدرت ایک شخص کے پاس تھی اسکی بنیاد علم تھی اس شخص کے پاس علم کتاب تھا اور اس علم کا ماخذ کتاب تھی لیکن ہمیں اس کتاب اور علم دونوں کا علم نہیں یہ کتاب کونسی کتاب تھی اور اس کتب کا علم کس نوعیت کا تھا یہاں علم کی طاقت وقدرت بیان کرتا ہے، علم انسان کو وسائل اور ذرائع پیدا کرتا ہے لیکن علم قانون سبب اور سبب کو ملغیٰ نہیں کرتا ہے اگر علم ایک زمانے میں دور دراز سے مارنے کے ذریعے آواز کھینچتا تھا اب علم میں ترقی کے ذریعہ لاسکیں ذرائع سے کھینچتا ہے۔

۳۔ اس علم کے حامل کون تھا جس نے یہ عمل چشم زدن میں حاضر کیا حاضر ہونے کے بعد حضرت سلیمان نے تخت حاضر ہونے کو اپنے لیے خوشی مسرت کا اظہار کیا بلکہ اس شخص کو اپنے لیے مایہ ناز قرار دیا یہ اللہ کا فضل ہے اب دیکھتے ہیں کہ یہ شخص کون ہے۔

کتاب ''التعریف والاعلام فیما الھم فی القرآن من لاسماء الاعلام'' ہے جہاں قرآن نے ضمیر کے ذریعے اصل نام کو مبہم رکھا ہے یہ کتاب عبدالرحمٰن سہیلی متوفی ۵۷۱ھ کے کتاب صفحہ ۲۳۷ پر آیا ہے جس کے پاس علم من الکتاب ہے وہ کون ہے اس کے بارے میں مندرجہ ذیل اقوال ہیں۔

۱۔ آصف بن برخیا ہے حضرت سلیمان کے خالہ زاد بھائی ہیں ان کے پاس اسم اعظم کا علم تھا۔ ۲۔ محمد ابن حسن المقری صاحب کتاب مؤلف المختلف دار قطنی جلد ۳ صفحہ ۱۴۶۱ میں لکھا ہے اسکا نام 'ضبہ بن اد'' ہے۔

اد بن طابخۃ انکا نام عمرو بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد ہے یہ معد بخت نصر کے دور میں تھے جو حضرت سلیمان کے بعد آیا یہ بھی نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ سلیمان کے دور میں نہیں تھے صنبہ ابن اد حضرت سلیمان کے پانچ پشت بعد میں آیا یہ بھی نہیں ہوسکتا۔

۴۔ یہ جبرائیل تھے۔

۵۔ آخری قول وہ خود حضرت سلیمان تھے۔

اب ہم آتے ہیں اس قول کے بارے میں، صبہ بن اد حضرت سلیمان کے بعد پانچ پشت بعد میں آئے وہ نہیں ہیں جبرائیل ہیں وہ بھی نہیں

ہیں اس کا ذکر قطبی جلد ۱۳ صفحہ ۲۵۳ پر آیا ہے جبرائیل کا ذکر یہاں آیا نہیں ہے۔

اب رہ گیا ''الذی'' الذی اشارہ ہوتا ہے جو پہلے پتہ ہوتا ہے اسکی طرف اشارہ ہوتا ہے الذی موصول اشارہ ہے عندہ کا جو ضمیر ہے وہ اسکی طرف بازگشت کرتا ہے جس کے پاس علم از کتاب ہے وہ آصف بن برخیا ہے آسف بن برخیا کیا تھے؟ نبی تھے؟ ولی تھے؟ اس کا ذکر نہیں ہے یہ اتنا ہے کہ آصف بن برخیا ان کے خالہ زاد بھائی ہیں وہ کس طاقت وقدرت سے اس کو لائے کہتے ہیں اس کے پاس اسم اعظم تھے اسم اعظم سے لایا۔ یہ جو شیخ محسن صاحب نے کہا کہ علم کی طاقت ہے انہوں نے جو علم کی طاقت بیان کی ہے اس مین کہا کہ علم نطوت بھی کافی نہیں معجزہ بھی نہیں ہے یہ نئے سائنسی انکشافات بھی نہیں ہیں تو وہ کونسا علم ہے یا وہ کونسی کتاب ہے آپکو اس کو بیان کرنا چاہیے تھا کیونکہ کتاب پر 'الف' اور 'لام ہے الکتی' یعنی کتاب معلوم ہے' مجہول نہیں کیونکہ کتاب الف ولام کے ساتھ لانا اس آیت کی دلیل ہے یہاں کتابوں میں سے وہ معروف کتاب مراد ہے تو یہ علم جو ہے وہ کونسا علم ہے آئندہ آئیں گے یا گزشتہ علم ہے علم بذات خود جواھر میں سے نہیں ہے بلکہ عوارض لذا وہ خود طاقت نہیں ہے طاقت انسان کے پاس ہوتی ہے تو ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ آصف برخیا کے پاس کونسے علم تھے کہتے ہیں اسکے پاس علم اسم اعظم تھے اسم اعظم کیا ہے وہ بھی پتہ نہیں یہ اختراعات صوفی ہے تمام علماء بسم اللہ کے شارحی ،کلمہ بسم اللہ کی شرح کرنے والے سب نے کہا ہے اسم اعظم صرف اللہ ہے تو اللہ سب کے پاس ہے۔

مسلمان ہر چیز کا آغز افتتاح اللہ بزرگ وبرتر کے نام گراں سے کرتا ہے اس کے لئے اللہ سے بڑا کوئی اسم نہیں ہے کے پاس اتنا علم ہونے پر اس کو بڑی خوشی ہے کتنی بڑی آزمائش ہے بڑا امتحان ہے ان کے لیے کہ یہ جو اصل امتحان ہے اللہ کی طرف سے کہ وہ بڑی نعمت سے امتحان لینا چاہتا ہے کہ میں شکر کرتا ہوں اس کے راوی کون ہیں اس کے راوی وھب بن منبہ ہے یہودی تھے اس جیسی اس کی روایتیں بھری ہوئی ہیں ۔

حضرت سلیمان نے کہا کہ تم میں سے کون عرش کو اٹھا کر لائیں گے کہ ان کے آنے سے پہلے اٹھا کر لائیں گے تو جن نے کہا کہ میں لاؤں گا آپکی مجلس برخاست ہونے سے پہلے میں یہ لاسکتا ہوں میں قدرت رکھتا ہوں کہ مجلس برخاست ہونے سے پہلے لاؤں گا تو ''قال الذی عندہ علم الکتاب'' جس کے پاس علم از کتاب ہے اس نے کہا کہ میں لاؤں گا یہ کس سے خطاب کیا قوم سے خطاب نہیں کیا مجلس سے خطاب نہیں کیا خود جن سے کہا کہ میں لاؤں گا ابھی ختم نہیں ہوا تھا کہ میں لاؤں گا تو بلقیس حاضر ہوگئی تو جب سامنے دیکھا تو فوراً حضرت سلیمان شکر گزار ہوئے یہ اللہ کا احسان ہے کہ کہنے والا خود سلیمان ہے سلیمان کے پاس علم ہے نہ کہ رشتہ دار کے پاس خالہ اد بھائی کے پاس علم ہونا تو سلیمان کا امتحان اس وقت جب سلیمان کو حسد ہو جائے کہ بھائی کا علم ہے اور میرا پاس نہیں وہ تو شکر نہیں ہوتا نعمت ہوتی بلکہ بلاء ہوتی۔

☆ قرآن کریم کی تفسیر میں روایات ساختگی کی ایک مظہر سورۃ کوثر ہے اس سلسلہ میں تفسیر در المنثور جلد ۸ صفحہ ۶۴۶ تفسیر نور الثقلین جلد ۵ صفحہ ۶۸۰، میں کتاب ثواب مجمع البحرین کتاب خصال، معانی الاخبار، روزہ کافی تفسیر علی ابن ابراہیم کتاب احتیاج، اعمالی صدوق، اعمالی شیخ طائفہ، کتاب مناقب ابن شہرِ آشوب، مجمع البیان، عوالی الالائی، میں روایات متعدد مختلف آئی ہیں۔

تفسیر المیزان جلد ۲۰ صفحہ ۴۲۸ پر الکوثر کے معنی کے بارے میں صاحب المیزان فرماتے ہیں ۱۲۶ اقوال ہیں۔

فصل بربکَ میں فعل بربک کا معنی نماز ہے وانحر سے مراد تکبیر میں ہاتھ اٹھانا ہے جبکہ بعض نے فعل سے مراد صلوۃ عید لیا ہے وانحر سے مراد قربانی ہونے والی گائے کو کہا ہے بڑے بدن کو سب سے زیادہ جس کی تحقیق کی گئی ہے وہ الکوثر ہے اوراس سے مراد آپکے ذریعہ اولاد ہے یہی سے تفسیر اولاد میں بیان کیا ہے کہ حضرت زہراؑ سے پھیلنے والی اولاد ہے شانئک سے مراد عاص بن وائل اور بنی امیہ ہے آیات، کلمات قرآنی پر توجہ دینے غور کرنے والے الفاظ کے معنی پر دقت کرنے والے جملات اور سیاق آیات کا خیال رکھنے والے اگر ان تفاشیر پر غور کریں گے تو پتہ چلے گا کہ عام تو چھوڑ وخواص جو افراد تفسیر قرآن سے لگاؤ رکھنے والا ہو تفسیر قرآن پر لکھنے والا، تفسیر قرآن کرنے والا، وہ کس حد تک قرآن کریم سے اجنبی ہے نامحرم ہے اور سوتیلی ماں کا سلوک رکھتے ہیں یعنی ناروا سلوگ رکھتے ہیں کیا مطلب کہ جتنے بھی انسان آپس میں گفتگو کرتے ہیں کتب نحو وصرف پڑھتے ہیں بلاغت کرتے ہیں حدیث بڑھتے ہیں ان میں کلمہ کلمہ کی بحث کرتے ہیں ترکیب نحوی کا پاس کرتے ہیں اور غور کرتے ہیں کہ مطالب کو کلمات کے اندر سے نکالیں کلمات سے مطالب نکلنے کے تین طریقے ہیں تین مصادیق ہیں معنی مطابقت ہی کہ اس لفظ عام وخاص نکلتا ہے یا اس کا جز لفظ ہے یا اس کے لوازمات قریبی وہ معنی لیتے ہیں جو عام طور پر فصاحت وبلاغت والے اخذ کرتے ہیں بولتے ہیں یہاں کوثر عربی قواعد کے لحاظ سے فعل ہے یعنی کثیر یعنی بہت کثیر کو کہتے ہیں آپ بھی بہت کثیر ہے اس کثرت کی نوعیت آخری آیت سے ملتی ہے جہاں فرمایا ''ان شانئک ھوالابتر'' دشمن نے یہ اظہار کیا یہ خوشامد کی یا آئندہ کی توقع کی اپنے لیے کیا محمدؐ بے اولاد دنیا سے مریں گے تو اس کا نام بھی مٹ جائے گا اب اس کا نام لیوا نہیں رہے گا تو اکثر وہی ہوگا جس کا نام ختم ہوگا محمدؐ کا نام ختم نہیں ہوگا محمدؐ کا نام، محمدؐ کا نام اس لیے ختم نہیں ہوگا محمدؐ کو اللہ نے بہت دیا ہے جس کے پاس بہت ہے کثیر ہے وہ ختم نہیں ہوتا ہے جہاں اللہ نے جس چیز کو کثیر کہا ہے وہ بے نہایت ہونگے وہ غیر محدود ہونگے وہ ختم نہیں ہونگے تو یہاں سے آخری آیت جو ہے پہلی آیت کے کلمے کے معنی خود بخود بتاتے ہیں اب آپ اس کو جنت لے گئے، جنت کیا ہے اس نحر کی کیا خصوصیت ہے اب جو پیغمبرﷺ کی نبوت کا انکار کرنے والا رسالت کا انکار کرنے والا تو نظر نہیں آئے گا وہاں وہ تو جنت میں نہیں پہنچے گا تو انکو کیا پتہ کہ محمدؐ کو مقام ملا ہے یا نہیں ملا یا بعض نے کہا ہے اس سے مراد آپکی ذریہ ہے جتنی ذریہ جو ہے یہ دنیا میں پھیلی ہے کافر ہیں، تارک الصلوۃ ہیں سیکولر ہیں ملحد ہیں وہ تو محمدؐ کا نام نہیں لیتے ہیں تو پیغمبرﷺ کا نام ان سے بلند تو نہیں ہوگا بعض نے کہا کہ اصحاب ہیں تو اصحاب دنیا سے گئے ہیں وہ دنیا سے چلے گئے ان کا سلسلہ دوسری صدی کو ختم ہو گیا تھا امت کو کہیں گے تو امت خیر کثیر ہے اس امت کا کیا کریں گے جو دنیا وکفر والحاد کے اندر رہتا ہو اور انکی خدمت

کرتا ہوتو ایسی چیز ہونا چاہیے ''شانئک ھوالابتر'' کا مصداق بنے وہ کیا ہے جو اللہ نے محمدؐ کو دیا وہ قرآن ہے جب تک قرآں رہے گا محمدؐ کا نام رہے گا وہ اسلام ہے جو محمدؐ کو دیا دین ''ان الدین عند اللہ الاسلامٍ'' وہ ہے جو محمدؐ کو دیا گیا ہے وہ نبوت محمدؐ ہے وہ ایسے کیثر ہے یہ دشمن ہے محمدؐ جس نے آج محمدؐ سے دشمنی کی ہے مثلاً اس دشمنی کرنے والے میں سے ایک کون ہے عمر عاص ہے عمر عاص کے باپ نے اس کو کہا تھا تو عمر عاص جب والی بننے مصر میں تو نماز و امام جماعت بنے تو کیا کہتے اشھدان محمد رسول اللہ۔ ابوسفیان کو کہنا پڑھتا تھا کہ اشھدان محمد رسول اللہ تو کس کا نام بلند ہو گیا نام، نام محمدؐ بلند ہوا لیکن ان کا نام لینے سے قرآن کا نام لینے سے نبوت محمدؐ کا نام لینے سے اسلام لینے سے الرجی ہے اور بے معنی مطالب پر زور دیتے ہیں۔

کتاب رجال واصول رجال:

قارئین کرام سب سے پہلی کتاب رجال اور اصول رجال میں فرق رکھنا ضروری ہے اور ناگزیر ہے کتب رجال ان کتابوں کو کہا جاتا ہے۔ جس میں شخصیات کے علم صفات ذاتی خاندانی سے زیادہ ان کی صداقت عدالت ادراک حفظ ماسمع انتخاب استناد کا خیال رکھا جاتا ہے کیونکہ ایک روایت غلط نقل ہونے سے احکام تہہ و بالا ہو جاتے ہیں لہٰذا اس فن میں وارد ہونا اس میں کچھ پیش کرنا بڑا خطرناک ہے تاہم ۱۰۰۰ سال پیچھے جا کر کسی شخص سے دین کو لینا اتنا آسان نہیں ہے اس کے بارے میں نقد انتقاد ضروری ناگزیر ہے اگر نہیں کیا تو دین کے ساتھ خیانت ہوگی یہ کہنا درست نہیں ہوگا مومن کی حیات ممات دونوں میں محترم اس کا مال جان آبرُ و محترم ہے اس کا چھیڑنا حرام ہے لہٰذا کسی مرے ہوئی شخصیت پر تنقید کرنا نقص نکالنا عیب جوئی کرنا درست نہیں ہے ہاں یہ بات اپنی جگہ بہت درست ہے اگر اس کا ہم سب خیال و پاس رکھیں اگر کسی نے اس حرمت احترام سے استفادہ کرتے ہوئے کسی شخص کے ناجائز یا مشکوک عمل پر چادر خدمت یا قدسیت چڑھائے اس کو صف ائمہ اصحاب اور انبیاء تک لے جائیں تو اس وقت کسی کو خاموش رہنا ناجائز تنہا نہیں بلکہ حرام ہے ہم یہاں اس سلسلے میں تین شخصیات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ ملت اسلامیہ یا ایک بڑی جماعت ان کی جال فاسد میں پھنسے ہوئے ہیں۔

مطلع منہل الدراسۃ رواۃ والروایۃ:

اسلام کے دوسرے مصدر کے مضامین وراویان کے بارے میں کچھ لکھنے کی ضرورت یا اس کی وجوہات کو قبل از ورود بحث وضاحت کی ضرورت اس لئے پیش آئی ہے یہ کتابچہ کسی عالم دین مدارس وحوزات کے فارغ التحصیل کے ہاتھ لگ گئے تو وہ غصے میں تاب نہ لا کر نفرین و بدعانہ کریں کہ اب تو وہ کہاں ہاتھ لگانا شروع کیا ہے یہ بحث تو دہلیز فقاہت تک پہنچنے والے افاضل ارشد کے لئے مخصوص تھا ایک چیونٹی کو یہ جرات کہاں سے آئی کہ وہ قد ہاتھی کو ناپ لیں ان کا عدالت داد ہوگا لیکن سنت رسول کو محدود فقہی میں محصور کرنا ان کی ناانصافی ہوگی سنت رسول انسان مسلمان کے زندگی کے تمام شعب واطوار تک سمایا ہے ہمارا دین ابواب فقہ تک محدود نہیں بلکہ اس دین کے ایک بڑا پہلو عقائد و اخلاق ہے تاریخ و اداب ہے تفسیر قرآن وسیرت نبی کریم بیان کرنا ہے اگر ابواب فقہ کو فقہاء عظام نے کچھ حد تک چھنی کی ہے لیکن عقائد و

تاریخ واقعات وحوادث کے بارے میں بالا منبر جا کرا کا ذیب بیض کی بوچھاڑ کرتے ہیں فقہ اکثر و بیشتر ان کے فن خطابات انداز بیان سے متاثر ہو کر ان کے لفاظی زوری کے لفافہ وکالت بھی عنایت کرتے ہیں سنت رسول اللہ کو امت مسلمہ کے مشعل دوم راہ مستقیم تھا اس کے ابتداء دور میں یعنی شاید دوسری میں جو عارضہ اس کو پیدا ہوا تھا وہ عارضہ
رواۃ کذبین تھے لیکن بعد میں خود سنت کے توسیع دے کر سنت خلفاء کو بھی شامل کیا ہے اب امت کے لئے تنہا محمد ولکم اسوۃ الحسنہ نہیں رہا بلکہ خلفاء راشدون جو خود اپنی جگہ متضارب ومتناقص سیرت تھے کے بھی شامل سنت بن گئی ہے لیکن یہ جرائت اصحاب کے حامیوں نے کیا لیکن آپ کے اہل بیت کے حامیوں نے آپ کی سنت کو اڑا کر ختم کر کے اس کی جگہ پر سنت اہل بیت رکھا ہے۔
سنت کے ثابت ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں چند مفروضے ہیں:
۱۔سنت نامی کوئی چیز بطور قطعی ثبوت ہمارے اوپر واجب ہو نہیں ہے جس کے قائل سرسید احمد خان، غلام احمد پرویزی قادیانی ہے۔
۲۔سنت ہی کل دین ہے قرآن برائے نام جیسا کہ اخباری اور اہل حدیث کہتے ہیں ہر چیز کے بارے میں حدیث ہے قرآن خود بغیر حدیث حجت نہیں بنتی ہے۔
۳۔سنت نبی کے چند تصورات ہیں:
ا۔قول نبی کریم اس کے بارے میں نبی نے فرمایا ہے اس کے بارے میں اختلاف ہوسکتا ہے کیونکہ جب آپ نے یہ حکم بیان فرمایا تو اس وقت سننے والے شاید چند محدود افراد ہوں سب حاضر نہ ہوں لہذا یہاں سننے والے اور نہ سننے والے میں اختلاف ہوگا ہم نے سنا ہے، ہم نے نہیں سنا ہے۔
۲۔سنت یعنی تقریر نبی کریم کس نے کوئی فعل انجام دیتے ہوئے نبی کریم نے دیکھا اور آپ نے دیکھا یا کوئی واجب ترک کرتے ہوئے دیکھا آپ نے کرنے کا حکم نہیں دیا اس حوالے سے بھی دیکھنے اور نہ دیکھنے کے بارے میں اختلاف ہوگا۔
۳۔خود عمل رسول اللہ جو آپ بدستور آئے ہیں کرتے دیکھا ہے اس کے بارے میں اختلاف ممکن نہیں ہے۔ نبی کریم ۲۳ سال اس معاشرے رہے ایک روزمرہ انجام دینے والی فعل کوئی کہہ اس ہم نے دیکھا ہے دوسرا کہیں نہیں یہ ممکن نہیں۔
۴۔سنت خلفائے راشدین یہ سنت قولی میں آتا ہے۔ قرآن بیان ومبین ہے قرآن حجت بالغہ ہے۔

سنت:

س ن ن ''سن سنة سنة ''یعنی طریقہ کو کہتے ہیں یعنی اچھے طریقے کو ''واستن بسنة'' اس کے طریقے پر چلنا کہتے ہیں ''فلان متسنن ''یعنی سنت پر عمل کرنے التزام سنن''یعنی سنت پر چلنے کو اپنے لئے لازم قرار دیا کہتے ہیں ''حدیث السن ''یعنی نو عمر ''وقد اسن ''یعنی بوڑھا ہو گیا۔

سنت: سنۃ کی جمع اسنان آتا ہے السنۃ یعنی کسی طریقے پر چلنے کو سنۃ کے بارے میں دو قول آتیں ہیں:
ا۔ایک کہتے ہیں اس کی اصل سنۃ ہے ''**سانهت فلان**'' یعنی اس کے ساتھ کس طرح معاملہ کیا کس طرح شروع کیا اس سے آیا سورہ بقرہ آیت ۲۵۹ ''**لم يتسنه**'' یعنی تازگی شادابی گئی نہیں بعض نے کہا کہ سنہ کا اصل معنی واو ہے اسی سے آتا ہے سنوات۔
حدیث: ح دث مادہ حدث سے ہے:
حدیث مادہ ''حدوث'' سے ہے یعنی کسی چیز کے نہ ہونے کے بعد ہونے کو کہتے ہیں یعنی پہلے نہیں اب ہوا چاہے وہ عوارض میں سے ہو یا جواھر میں سے اسے احدث ہے کسی چیز کے پیدا کرنے کو کہتے ہیں اس سے ''محدث'' ہے یعنی جو چیز وجود میں تھی اس کو وجود میں لائے انبیاء آیت ۲ کہتے ہیں ہر چیز یا جو چیز ''**قريب العهد**'' ہو یعنی تازہ پیدا ہوا ہو کہتے ہیں وہ حدیث العہد ہے تازہ مدرسہ میں داخل ہوا ہے تازہ نوکری میں آیا اسی بات کرنے کو بھی حدیث کہتے ہیں کیونکہ بات منہ سے نکلتی اور تازہ نکلتی ہے سورہ کہف ۷۰ طہ ا ہر وہ کلام جو انسان کو وحی کے ذریعے بیداری خواب میں دیکھتا ہے اور کسی سے نقل کرتے ہیں اسکو حدیث کہتے ہیں تحریم آیت ۳ غاشیہ ا طور ۳۴ یوسف ۱۰۱ انجم ۵۹ نساء ۱۸۷ انعام ۸۷ جاثیہ ۶ نساء ۸۷۔
''**حديث السن**'' نوعمری یعنی اس پر زمانے کے حوادث پڑھے مصائب پڑھے ''**ومن يتجو من الحدثان**'' قوم حادثان سے بچ سکتے ہیں یعنی دن رات کی۔
اثر: [کتاب اساس بلاغت]
حدیث کو اثر بھی کہتے ہیں اث ر فیہ اثر السیف واثارہ وہ اپنے اثر سے آیا یعنی اپنی نشانی سے آیا یا اپنے پہلے قدم پر آیا یہ اس کی اثر ہے اس سے کہتے ہیں متاثر ہوا ہے یعنی اس چیز کو مٹایا ''ووجدت ذالک فی الاثر'' یعنی میں نے اس کو سنت میں پایا فلاں حامل آثار ہے یعنی حدیث کا حافظ ہے اسی سے کہتے ہیں سیف الماثور۔
اثر: [راغب اصفہانی]
صاحب مفردات نے کہا ''اثر الشی'' کسی چیز کے وجود پر دلیل نشانی اس کی جمع آثار آتا ہے جیسا کہ سورہ حدید آیت ۲۷ میں سورہ روم آیت ۵۰ اسی سے چلنے والی راستے کو آثار کہتے ہیں یعنی جو پہلے چلے ہیں اس کا نشان اثر باقی رہ گیا اور اس راستے پر چلنے کو آثار کہتے ہیں سورہ صافات ۷۰ سورہ طہ ۸۴ احقاف ۴ اسی سے کہتے ہیں ماثر یعنی اچھے لوگوں کے کردار حشر ۹ یوسف ۹۱ اعلی ۱۶ اس ء سے ہوتا ہے استثار یعنی خود کو مقدم رکھنا خود کو منفرد دکھانا۔
حفاظت سنت:
طویل فاصلہ زمانی ومکانی کی وجہ سے سنت نبی دشمنان اسلام ومسلمین کفر یہود ونصاریٰ ونفاق کا نشانہ ہدف بنا ہے جہاں انہوں نے اس کی

اصل وجود یا نیم وجود یا جڑ سے اکھاڑنے کی کوشش کی ہے ساتھ ہی کثیر وقلیل فکر ونظر والے بھی ان کے صفوں کا جزء بنے ہے' ان لوگوں نے دو تضاد نعرے بلند کیا ہے ایک نعرہ کثیر احادیث کی ضیاع کا نعرہ بلند کیا ہے دوسری کثرت موضوعات کا نعرہ ہے سب سے پہلا نشان خود نبی کریم کو سستی و بے توجہی یا خلیفہ دوم کی طرف ضبط حدیث پر پابندی کی واویلا کرتے ہیں کبھی بعض اصحاب کی احادیث کی انبار لگنے کی واویلا بلند کیا ہے اس پر بیان تنہا بلکہ اپنی قلم اور تالیف سے ثابت کرنے کی کوشش پر اکتفاء نہیں کیا ہے بلکہ اب حدیث نبی کریم کو مصدر شریعت سے خارج کرنے کی مذموم کوشش کی ہے حالانکہ یہ حقیقت اور واقعیت کے خلاف ہے یہ پروپیکنڈا اپنی جگہ قادیانی' بھائی' اسماعیلی اس نشر کو نظم مرثیہ میں تبدیل کر کے زنان صفت مردوں کو رلا رہے ہیں۔

۱۔ آغاز دعوت اسلام میں نبی کریم کی تاسی میں قرآن کی حفظ صدور وسطور پر توجہ مرکوز تھے شاید خلیفہ دوم نے بھی حفاظت قرآن اور غیر قرآن بین التباس سے بچنے کی خاطر لکھنے سے منع کیا ہے لیکن سنجیدہ افراد جو اس خلط میں نہ آنے والے افراد از خود اس کی حفاظت ضبط کر رہے تھے چنانچہ اس سلسلہ میں عبداللہ بن عمرو بن عاص انس بن مالک عبداللہ بن عباس عبداللہ بن مسعود جابر بن عبداللہ انصاری علی بن ابی طالب سر فہرست ہیں اس کے علاوہ حفظ صدور کے حوالے سے ہر صحابی برجستہ نے سینکڑوں احادیث یاد کئے ہوئے تھے جو آج اصحاب سے متعلق کتابوں میں ہر ایک کے بارے میں آیا ہے آپ سے اتنی احادیث نقل ہے۔

۲۔ کتب حدیث میں یہ بھی ملتا ہے کہ حضرت علی نے ابوبکر سے ابوبکر نے علی سے عمر نے علی سے عثمان عمر سے ہر ایک صحابی نے نبی کریم سے حدیث آپ کے دور کے اصحاب کی زبان سے سنا ہے اس طرح سے یہ اشکال بھی کچھ حد تک رفع ہوتا ہے جو افراد اکثر روایات کے ان مسے بدنام ہے کہ انہوں نے اتنی روایات نبی کریم سے کیسے سنا ہے حالانکہ وہ دو تین سال سے زیادہ نبی کریم کے ساتھ نہیں رہے ہیں کیونکہ ان لوگوں نے یہ نہیں کہا کہ یہ سب ہم نے رسول اللہ سے سنا ہے بلکہ انہوں نے دوسرے صحابی سے سنا ہے۔

۳۔ یہاں یہ بھی ذہن نشین کرنے کی ضرورت ہے اگر وضاعان احادیث نبی کریم سے نسبت دی ہے تو انہوں نے ان سے بھی نسبت دی ہو گی ان لوگوں نے نہیں کہا ہوگا۔

۴۔ یہ جو مشہور ہے کہ احادیث دوسری صدی میں لکھی گئی ہے اس سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ بہت سے احادیث ضائع ہوگئی ہے حالانکہ یہ درست نہیں ہے پہلی صدی کے مرادیان کی احادیث بعد والے اصحاب تابعین نے اپنے محفوظات صدری اور مسطوری میں جمع وضبط کیا ہے ضائع نہیں ہوا ہے کیونکہ مسلمان اپنے مسلمان رہنے کی عزت وافتخار کو انہی حدیث میں گردانتے تھے جہاں تک کثر روایات کے خدشات کو زیادہ غیر حدیث میں شامل ہوگئے ہیں اس کو راوی شناسی کے ذریعے حل کیا ہے۔

جھوٹی احادیث کے ٹکنے کیلئے جھوٹی احادیث:

جھوٹ کے کاروبار کرنے والوں کا کہنا ہے جھوٹ اتنا بولو یہاں تک سچ بولنے والوں کو تسلیم کرنا پڑے جھوٹ والے زیادہ ڈرپوک ہوتے

ہیں وہ سچ والوں سے پہلے خود ڈرتے ہیں کہ یہ جھوٹ فاش نہ ہو جائے لذا ان جھوٹھوں کی بھی بنیاد بناتے ہیں ان کو سہارا دینے کیلئے اور جھوٹ سے سہارا لیتے ہیں ان کے زعم میں بہت سے جھوٹوں کو کھڑا کرنے کا ستون بن جائے اس سلسلے میں مجامع احادیث میں ایک حدیث پیش کرتے ہیں کہ جعلی احادیث سے کوئی بھی فرقہ محفوظ نہیں ہے اسی طرح بہت سے علماء ان سے پریشان و نالان بھی ہے لذا وہ جھوٹ کے ٹھیکے کو ایک نیلام عام رکھتے ہیں جو بھی اس میں حصہ لینا چاہتے ہیں لے سکتا ہے ادنیٰ فیس پست ضد عقل ضد تجربہ محسوسات بلکہ ضد فطرت بھی بولتے ہیں چنانچہ اسی تسلسل میں لبنان کے ایک معتبر عالم دین شیعہ متعصب نے ایک کتاب لکھی ہے اس کا نام الموضوعات فی الاںثار والاخبار ص ۷۰ اپر لکھتے ہیں وضعان ومتعصّبان نے اپنی جعلیات اساطیر کہانیوں کو تنکا دینے کیلئے ایک احادیث جعل کی ہے اسے امام سے نسبت دی ہے اور آپ نے رسول اللہ سے نقل ہے۔

حدیث میں بلغ ثواب علی العمل فعمل رجاء ذلک الثواب اعطیہ وان لم یکن رسول اللہ قالہ والنبیؐ قال: من حدیث عنی حدیثا ھو اللہ رضا فانا قلتہ۔

اس حدیث کو بنیاد بنا کر ستون یا پیلر بنا کر بہت سی بدعتیں مسلمانوں سے کھڑوائی ہیں اور ان سے کہا ہے جو چیز کار ثواب باعث اجر ہے اس پر عمل کریں تو آپ کو ثواب ضرور ملے گا گرچہ یہ حدیث جھوٹی کیوں نہ ہو امام یا نبی نے نہیں کہا ہے انہی احادیث کی بنیاد پر بہت سی دعائیں زیارتیں مستحب نمازیں جعل کئیں ہیں جن کی تعداد سینکڑوں سے متجاوز ہیں یہ لوگ سادہ عوام سے برا اعمال کرواتے ہیں یہ اعمال ہزاروں جرم وجنایت کو دھولیتا ہے۔ متروک واجبات نماز روزہ حج کی بخشش ہوتی ہے بطور مثال یہاں رمضان کے جمعہ الوداع کو ۲ رکعت نفل پڑھواتے ہیں اور اس کے بارے میں پمفلیٹ تقسیم کرواتے ہیں کہتے ہیں ہر ستر سال کی عبادات کی جگہ لیتے ہیں اسی طرح شب قدر کی راتوں کو بیداریاں کرواتے ہیں شیپنے پڑاھتے ہیں نسل جوان کو دین سے بدظن و بدگمان کراوتے ہیں ان کے ذریعے اہم واجبات حقوق بین العباد سے آنکھ چُراتے ہیں۔ یہی لوگ آئین اسلام کو معطل اور سرد خانے میں پھینکنے کا عمل کرتے ہیں یہ لوگ مسلمانوں کو مذہب حروفی چلاتے ہیں جو کل دین کو چند اذکار وا وراد قیام رکوع وسجود میں محدود کرتے ہیں قارئین کرام غور کریں دین کو ٹکانے پر لگانے کا کام دین ہی کے نام سے کرتے ہیں اگر آپ غور وغوض کریں تھوڑا سنجیدہ ہو جائیں دین کے بارے میں تھوڑی سی دقت کریں جتنا اپنی دنیاوی زندگی میں کرتے ہیں دین کے بارے میں بھی کریں تو پتا چلے گا حیرت ہوگی یہ کیسے ممکن ہے اس دین کا اساس بنیاد جھوٹ پر ہو خلاف واقعیت پر ہو جس جھوٹ پر اللہ اور اس کا رسول نے اپنی لعنت بھیجی ہو وہی جھوٹ اس دین کا ستون اور پیلر ہے۔

کتاب الموضوعات فی الاثار والاخبار ص ۱۹۱ علامہ ہاشم معروف کتاب مختصر بصائر دراجات تالیف شیخ حسن بن سلیمان جلی سے ایک حدیث طویل ۹ صفحات پر مشتمل ہے مفضل بن عمر سے انہوں نے امام صادق سے نقل کیا ہے مفضل اس حدیث میں امام مہدی کے ظہور سے پہلے یا اس کے نزدیک میں ہونے والی بعض علائم یا تشویشی حالات کا ذکر کرتے ہیں ان تشویشی حالات کے بارے میں امام مہدی کا شیخین جلیلین

ابوبکر وعمر کا ذکر کرتے ہیں جہاں امام مہدی ان دونوں کو قبر سے تروتازہ نکالیں گے گویا یہ زندہ ہیں پھر امام حکم دیں گے کہ ان دونوں کو سوکھی درخت پر لٹکائیں درخت سرسبز ہوجائیں گے تو وہ ان دونوں ماننے والے جن کے دلوں میں تھوڑا شک وشبہ رکھتے ہیں وہ کہیں گے یہ ہمارے لیے بڑی عزت ہے ان کی ولایت ومحبت کے ذریعے سے ہم کامیاب ہوئے پھر امام مہدی اعلان کریں گے ہر وہ شخص جوان دو صحابی رسول سے محبت رکھتے ہیں وہ الگ ہوجائیں تو وہ لوگ دوگروہوں میں تقسیم ہوجائیں گے ایک گروہ ان کے موالی ودوست دار بنیں گے اور دوسرے ان سے برات کا اعلان کریں گے اور مزید اعلان کریں گے اور ان سے دور ہوجائیں گے تو معجزہ دیکھا تو درخت تروتازہ ہوگیا تو امام مہدی ایک سیاہ بادل کو حکم دیں گے تو ان دونوں پہ لگے گا اور یہ دونوں خشک ہوجائیں گے اور گرجائیں گے پھر امام جوان کو زندہ کریں گے تو پھر خلائق کو بلائیں گے اور پھر ان سے قصاص لیں گے قتل ہابیل سے لے کر احراق دروازہ علی ضرب فاطمہ سقط جنین سم حسن قتل حسین بلکہ قیام مہدی تک ان سے انتقام لیں گے اور بہت سی غلاضتیں امام صادق سے نسبت دی ہے یہ سب محمد نصیر نصیری، مفضل بن عمر، حسین بن حمدان غلات وزنادقہ کے غلاضتوں کے آثار ہیں یہ فکر آثار نظریات مذاہب باطلہ براہمہ بوذی سے مآخوذ ہے۔

امام خمینی نے اسی حدیث کو اپنی جوانی میں لکھی گئی کتاب کشف الاسرار میں درج کیا تھا لیکن ایران میں انقلاب اسلامی آنے کے بعد یہ کتاب ممنوع قرار پائی چونکہ کتاب مطبوع تھی مخالفین کے ہاتھ لگ گئی انہوں نے اس کو نشر کیا لہٰذا امام خمینی کی اتحاد کی دعوت کو پذیرائی نہیں ملی۔

کتاب الموضوعات ابن جوزی کے مندرجات ص ۱۷۳ سے لے کر ۱۸۶ تک فضائل تلاوت سورہ آیات پر مشتمل ہے۔اس سلسلے میں سورہ بقرہ کی تلاوت کی فضیلت میں آیا ہے اگر سوہ بقرہ کی آیات ۳۰۰ مکمل ہوجاتی تو گائے انسانوں سے بات کرتی اس کا راوی یعقوب بن ولی تھا جو ثقہ راویوں پر جھوٹی احادیث نسبت دیتا تھا۔آیت الکرسی کی فضیلت میں آیا ہے اگر اس کو کوئی ہمیشہ سے نماز کے بعد تلاوت کرے تو اس کے جنت میں داخل ہونے کی رکاوٹ موت ہے اس روایت کے تسلسل جھوٹے راویوں پر ہے سورہ فاتحہ اور آیت الکرسی اور سورآل عمران کی دوآیات تلاوت کریں گے تو ہم اس کو جنت میں داخل کریں گے میں دن میں اسے ۹۰ دفعہ دیکھوں گا ہر دن اس کی ۷۰ حاجات روا کروں گا اس حدیث کا ناقل حارث بن نمیر ہے جو جھوٹا ہے اس کی کوئی اصل نہیں ہے سورہ یسٰین کی فضیلت جو شخص اس کو پڑھے گا ۲۰ دینار انفاق کرنے کا ۲۰ حج اس کے نامہ اعمال میں لکھیں گے اور اگر اسے لکھ کر دھو کر پئیں گے تو اس کے زندر ہزار یسین ہزار برکت ہزار رحمت اور ہزار ہا رزق لکھیں گے اس طرح تلاوت سورہ آیات اور ان کا ختم اور ان کو دھو کے پینا اور ان کو تعویز بنا کر باندھنے کے بارے میں وارد فضائل ثواب فوائد سب کے سب جعلیات کذابوں کی جماعت کا اختراع ہے ان کے راوی فاسق کاذب متہم متروک الحدیث ہیں علمائے رجال نے ان کو مردود گردانا ہے قرآن کریم کی آیات بنگ دہل صریح وصارخ میں آیا ہے یہ انسانی اعضاء وجوارح کو حرکات وسکنات کو کنٹرول کرنے نیک صالح اعمال کی راہنمائی کرنے برائیوں سے نفرت دلانے گھر سے بازار سے مملکت تک عدل وقسط نافذ کرنے کیلئے

اُتری ہے۔

علم رجال یعنی شناخت رواۃ احادیث:

علم رجال کی اہمیت جانے کے لئے تمہیدی طور پر ضروری ہے کہ شریعت اسلام کے اصول وفروع کے مصادر اصلی سے آشنا ہو علماء اسلام نے مصادر ومنابع شریعت چار بتائی ہے:

۱۔قرآن کریم اس میں بہت سی جزئیات کو نبی کریم پر چھوڑا ہے کہ وہ بیان کریں لہٰذا چندین آیات کے تحت ہمیں نبی کریم کی سنت کی طرف رجوع کرنا ہے آپ کی سنت مصدر دوم ہے۔

۲۔عقل ہے گرچہ اصول عقائد میں عقل حاکم ہے یا بطور مستقل پا یا نظام دلیل ثابت نقلی کے ذریعے لیکن احکام فرعی جو کہ خالص احکام موسدی ہے جس میں کسی کمی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

۳۔اجماع جسے علماء اعلام نے قطعی طور پر مسترد کیا ہے مگر جہاں اجماع امت یا از حلف تا سلف بکر زبان ہو۔

۴۔سنت رسول ہے احکام شرعی کی برگشت روایات کی طرف منتہی ہوتا ہے۔علماء کا اتفاق ہے کہ کل روایات حجت نہیں نا قابل رد ہے بلکہ صرف وہ روایات حجت ہے جن کے ناقلین عادل وحافظ ہو یہاں سے واضح ہو جاتا ہے ان راویوں کے حال واحوال سے آگاہ ہونا ضروری ہے لہٰذا ہم علم رجال کے نیاز مند ہیں۔

یہاں سے ہر باب کے بارے میں وارد روایاتوں کو جمع کرتے وقت ان کی راویوں کو بھی دیکھنا پڑا تو معلوم ہوا راویوں کا بیشتر حصۃ غالی ضعفاء پر مشتمل ہے یہاں سے ہم نے اس باب میں بھی کچھ لکھنے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں علم رجال پر لکھنے سے پہلے یہ دیکھنا ہوگا علم رجال کے کتنے ابواب اور فضول ہے جن ابواب وفصول کے بغیر علم رجال ایک بحث ناقص ہوگا وہ ابواب ہے:

۱۔اساس رجال جو کتاب رجال میں آیا ہے آپ کو بہت سے نام ملیں گے جس کے نام کتب رجال میں نہیں ہے خاص رجال قدیم میں نہیں وہ خود ایک معیار خاص کر بعض علماء رجال نے خود فہرست دینے پر اکتفاء کیا ہے فہرست شیخ طوسی معالم شہر ابن آشوب۔

۲۔علماء کی توثیق واعتبار ان کے منقولات

۳۔بعض اسماء کتب میں آیا ہے لیکن ان کے بارے میں کسی قسم کی توثیق وتائید یا حرج نہیں کیا ہے مہمل چھوڑا ہے۔

۴۔وہ راویان جنہیں علماء نے نقل کیا ہے لیکن انہیں نا قابل اعتماد بھروسہ قرار دیا ہے۔

۵۔ہمیں گزشتہ علماء کی توثیق وجرح پر کہاں اعتماد کرنا ہے۔

۶۔کس کس نے اس علم میں حصہ ڈالو ہے اور قلم اٹھایا ہے ہمارے لئے اظہار نظر کرنے کی کوئی گنجائش ہے یا نہیں۔

علم رجال کے مصادر وماخذ:

۱۔رجال نجاشی ۲۔رجال طوسی ۳۔رجال برقی

۴۔خلاصہ علامہ ۵۔جامع رواۃ ۶۔رجال غصائری

۷۔معالم العلماء شہر آشوب

۸۔رجال کشی

۹۔فہرست رجال طوسی

یہ وہ کتابیں ہے جو علم رجال لکھنے والے ان کتابوں کو مصادر و ماخذ بنا کر علم رجال پر کتابیں لکھے ہیں ہم چونکہ تمام راویوں پر محیط کتاب پیش کرنے سے قاصر و عاجز ہیں ہم اپنے اس کتابچہ میں صرف ان راویوں کو چھیڑیں گے جو بحث عقائد میں وارد روایاتوں میں ان کا نام آیا ہے۔

ائمہ اثنا عشری کسر صنم ص ۳۲۴ احمد بن محمد برقی ضعف فی دینہ، ابی ہاشم الحفو، عبداللہ بن قاسم ص ۳۴۱ قال العلماء انہ کذاب یردی عن النقائص، حنان سراج الواقفی، محمد بن الحسین، ابوسعید العصفور، عمرو بن نائب المعلون

علم رجال وہ علم ہے جس میں راویوں کے حال واحوال پر بحث کیا جاتا ہے راویوں کے حال واحوال سے شناخت روایت کی قبول عدم قبول میں دخل رکھتے ہیں اس علم کی اہمیت میں یہ کہنا کافی ہے یہ اجتہاد کے مبادی میں شمار ہوتا ہے' کیونکہ کثیر روایت از لحاظ ضعف یا مطعون و متروک الحدیث یا موضوع ہونے کی وجہ سے روایات سے سربستہ استدلال نہیں کر سکتے ہیں۔روایات جو ہمارے پاس موجود ہے وہ مستفیض و متظافر کی مقدار میں نہ ہونے کی برابر ہے لہذا وہ احکام کی استنباط کے لئے ناکافی ہے ہمارے پاس جو روایت کا مجموعہ ہے ان روایت کے راویوں سے روایات قبول کرنے کے لئے علماء اسلام نے چند شرائط عائد کیں ہیں کہ:

۱۔وہ عادل صحیح المذہب ہے۔

۲۔حفظ روایات کا حامل ہو یعنی کثرت اشتباہ غلط ملط کرنے والا نہ ہو۔

۳۔وہ روایت ضعیفوں سے نقل نہ کرتا ہو۔

جب ہم اس سلسلہ میں علماء کی اپنی کاوشیوں کو دیکھتے ہیں تو وہ چند گروہ نظر آتے ہیں:

۱۔ایک گروہ نے صرف راویوں کو حروف ہجاء کی ترتیب سے نقل کیا ہے اس کے علاوہ کوئی ان کے بارے میں توضیح اور تشریح بیان نہیں کی ہے نہ راویوں کی تاریخ پیدائش وہ کس سے وابستہ تھے نہیں بتایا ہے انہوں نے روایت کو کس سے اخذ کیا ہے اور کس نے ان سے روایت لیا ہے بیان نہیں کیا ہے اس میں سر فہرست علی بن احمد نجاشی متولد ۳۷۲ متوفہ ۴۵۰ کا نام لیا ہے دوسرا اس بارے میں تالیف کرنے والے محمد بن حسن طوسی متولد ۳۸۵ متوفی ۴۴۶ ھ ق ہے۔

۲۔دوسری قسم کی کتاب لکھنے والے جس میں اسماءِ روایت کے ساتھ ان کی طبقہ بندی کی ہے نیز ان کے مشائخ اساتید جن سے انہوں نے روایت لیا ہے نیز ان کے تلمیذ کا بھی ذکر کیا گیا ہے اور نبی کریم اور ہر ائمہ کے خاص خاص راویوں کا ایک جگہ ذکر کیا ہے اس میں ترتیب طبقات سے آیا ہے رجال برقی ہے جب تک راویوں کی تاریخ خصوصیات وہ کس دور میں تھے کب تک زندہ رہے کس سے اخذ کیا ہے ان سے اخذ کرتے ان کے بارے میں تحقیقات ادھورا ہوگا۔شیخ محمد بن حسن طوسی کی دوسری کتاب رجال طوسی اس میں طبقات کا خیال رکھا ہے ا صحاب نبی پھر اصحاب امیر المومنین ہر امام کے اصحاب کو جداگانہ ذکر کیا ہے۔احمد بن محمد بن خالد بن عبدالرحمٰن بن علی برقی کنیت ابو جعفر اصل کوفی ہے ان کے جد محمد بن علی کو یوسف بن عمر نے حضرت زید بن علی کے قتل کے بعد زندان کیا ہے پھر قتل کیا ہے اس وقت خالد چھوٹا تھا وہ اپنے باپ عبدالرحمٰن کے ساتھ فرار ہو کر برق رود آیا ہے کہتے ہیں وہ اپنی جگہ ثقہ تھے لیکن ضعفاء سے نقل کرتے تھے لیکن احمد نے اپنے باپ محمد سے اور احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی کہتے ہیں احمد امام جواد و ہادی کے اصحاب میں سے تھا ان سے سعد بن عبداللہ الشعری اور محمد بن حسن صفار نے نقل کیا ہے۔

دین اسلام کی دوسری مصدر سنت نبی کریم ہے چونکہ الفاظ کلمات سنت قرآن جیسا ضمانت تحفظ شدہ نہیں ہے لہٰذا پہلے ہی دن سے اس میں ساختگی وضیاع کا باب کھولا ہے سنت نبی کریم کو ضیاع وخود ساختگی سے بچانے یا اس کی خود ساختگی کو پہچانے کے لئے ہمیں ان دونوں کی حدود وابعاد سے آشنا ہونا ضروری ہے پہلے ہم روایات کے بارے میں وضاحت کریں گے پھر راوی کے بارے میں گفتگو کریں گے روایت سنت حدیث کو کہتے ہیں جو نبی کریم سے منسوب ہے:

۱۔اخباروں کی ہم تک رسائی کی دو نوعیت ہے جیسا کہ کتاب مصطلح الحدیث ص ۲۳ پر آیا ہے۔

۲۔متعدد ومختلف جہات سے افراد سے ہم تک یہ خبر پہنچی ہے ان سب کا اس خبر کی سماعت پر اتفاق سے یقین آتا ہے کہ یہ خبر یا یہ کلام آپ نے ارشاد فرمایا ہے یا یہ فعل آپ نے انجام دیا ہے یہ ممکن نہیں کہ یہ سب اس کو حقیقت بنا کر پیش کرنے والے پر اتفاق کیا ہو اس خبر کو خبر متواتر کہتے ہیں جس کی تعداد تو علماء نے محدود کو نہیں کیا ہے لیکن علماء حدیث نے لکھا ہے اس خبر کی تواتر ہونے کے لئے مندرجہ ذیل شرائط کا ہونا ضروری ہے بنیادی شرط یہ ہے کہ انسان کو یقین ہو جائیں یہ سب غلط بیانی نہیں ہے۔

۳۔یہ کثرت تعداد ہر طبقہ میں ہونا ضروری ہے۔

۴۔ان سب کا باطل جھوٹ پہ اتفاق واتحاد ہونا ضروری عادہ محال سمجھا جاتا ہے۔

۵۔سب کی مستند خبر حسی وجدانی ہو جیسے ہم نے سنا ہے دیکھا ہے لمس کیا ہے ان شرائط آ کے تمام ہونے کے بعد اس کی قبولیت ضروری اور ناگزیر ہے مضمون خیر اب یقین غیر مردود ہے خبر متواتر اپنی جگہ دو قسم کی ہے:

۱۔متواتر لفظی ہے یعنی رجعی لفظ کو سب نے نقل کیا ہے جیسے حدیث میں کذب علی متعمد مایتسبو ومقعدہ النار۔

۲۔جس کا لفظ متواتر نہ ہو معنی متواتر ہو لیکن اس کی حجت ہونے کی کوئی دلیل نہیں بنتی ہے۔

۳۔تواتر فرقہ اس کی کوئی سند نہیں لیتے ہیں۔

۴۔خبر احاد ہر اس خبر کو کہتے ہیں جس کی راویوں کی تعداد تواتر تک نہ پہنچتا ہو وہ خبر احاد کہا جائے گا احاد کی تین قسمیں بتائی جاتی ہے۔

فہرست منہل الدرسا تالروایات والرواۃ:

۱۔فضائل خلفاء ٔابوبکر۔عمر۔عثمان۔علی۔صحابہ

۲۔فضائل تلاوت قرآن کریم ووضاحت سوروآیت۔

۳۔حالات قبر سوالات نکیر ومنکر ورجوع اموت بدنیا وآخرت

۴۔نقائض ومعائب خواتین۔

۵۔فضائل علم واجر وثواب حصول علم وطالبان علم کی منازل ومقامات

۶۔فضائل جودوسخاء

۷۔فضائل بعض اماکن وصایت شہرو۔

۶۔فضائل سرزمین مکہ طائکہ مدینہ کربلاء نجف کوفہ شام بغداد وخرراسان بیت المقدس قزوین۔جس جگہ کا ذکر قرآن میں بطور صریح آیا ہے سرزمین مکہ ہے مدینہ کے بارے میں نبی کے ارشادات ہے لیکن یہ جگہ جنت کا قطعہ ہے یہاں دین ہونے والاوں کو سیدھا جنت لے جائیں گے ایسا کوئی ذکر ہے نہ منطق۔

حیثیت نبی تلاوت قرآن وتعلیم قرآن عمران ۱۶۴ جمعہ ۲ بقرہ ۱۲۹۔۱۵

کتاب الموضوعات عبدالرحمٰن علی بن جوزی متوفی ۵۹۷ھ

فضائل علی بن ابی طالب کتاب الموضوعات ابن جوزی ج ۱ ص ۲۵۲

۱۔سنت رسول دوسری مصدر ہے اس کی دلائل ہے۔

۲۔سنت اور قرآن میں فرق

۱۔قرآن اپنے لفظ ومضمون دنوں میں وحی ہے جبکہ سنت رسول جو ہمارے دست رسل میں اس کی الفاظ کلمات سے رسول سے ثابت کرنا مشکل ہے۔

۲۔سنت غیر سنت نبی کثرت سے شامل ہے۔

۳۔سنت ممکن متمم شرح وتفصیل قرآن ہے۔

[معرفت انواع علم الحدیث تالیف ابن الصلاح ص ۵۷]

مباحث احادیث: علمائے علم وحدیث وروایت نے احادیث میں ۶۵ بحثیں کھولی ہیں:

۱۔معرفۃ الصحیح من الحدیث: بحث اول حدیث صحیح کی شناخت صحیح حدیث کو کیسے پہچانا جائے۔

۲۔معرفۃ الحسن منفی: احادیث حسن کو کیسے پہچانا جائے۔

۳۔معرفۃ الضعیف منہ: حدیث ضعیف کو کسے پہچانا جائے:

۴۔معرفۃ المسند ۔مسند کسے کہتے ہیں۔

۵۔معرفۃ المتصل ۔متصل کسے کہتے ہیں۔

۶۔معرفۃ المرفوع۔مرفوع کسے کہتے ہیں۔

۷۔معرفۃ اموقوف ۔موقوف کسے کہتے ہیں

۸۔معرفۃ المقطوع۔مقطوع کسے کہتے ہیں۔

۹۔معرفۃ المرسل

۱۰۔معرفۃ المنقطع

۱۱۔معرفۃ المعضل

۱۲۔معرفۃ التدلیس

۱۳۔حدیث شاذ

۱۴۔حدیث منکر کسے کہتے ہیں

۱۵۔حدیث معتبر کسے کہتے ہیں۔

۱۶۔معرفت زیادات الثقات وحکمھا

۱۷۔افراد کی شناخت

۱۸۔حدیث معلل کسے کہتے ہیں۔

۱۹۔حدیث مضطرب کسے کہتے ہیں۔

۲۰۔مدرج احادیث

۲۱۔معرفۃ الحدیث موضوع۔حدیث جعلی کسے کہتے ہیں۔

۲۲۔معرفۃ القلوب یعنی جس کی روایت مقبول ہو۔اس کی پہچان اور جس کی روایت مردود ہے اس کی پہچان

۲۳۔حدیث سننے اور یاد کرنے کے احکام

۲۴۔حدیث کے رکھنے کے حوالے سے احتیاطی شرائط

۲۵۔حدیث رکھنے کے طور طریقے

۲۶۔حدیث بیان کرنے والے کے آداب

۲۷۔حدیث سیکھنے والے کے آداب

۲۸۔معرفۃ الاسناد العالی والنازل، یعنی اونچے نیچے کے سندیں

۲۹۔مشہور ومعروف احادیث کی پہچان

۳۰۔معرفۃ الغریب العزیز من الحدیث۔

۳۱۔غریب احادیث کسے کہتے ہیں۔

۳۲۔معرفۃ المسلسل۔حدیث مرسل کی شناخت

۳۳۔معرفۃ الناسخ الحدیث ومنسوخہ: ناسخ ومنسوخ کی شناخت

۳۴۔معرفۃ المصحف من اسانید الاحادیث ومتونھا

۳۵۔معرفۃ مختلف الحدیث

۳۶۔معرفۃ المزید فی متصل الاسانید

۳۷۔معرفۃ المراسیل الخفی ارسالھا یعنی مرسل کی شناخت

۳۸۔اصحاب کی شناخت

۳۹۔تابعین کی شناخت

۴۰۔معرفۃ الاکابر من الرواۃ عن الاصغر جھوٹے اور نابالغ کی شناخت

۴۱۔بھائی اور بہن راوی کی شناخت

۴۲۔معرفۃ الاخوۃ والاخوات من العلماء والرواۃ

۴۳۔ان کی شناخت یعنی باپ نے بیٹے سے نقل کیا ہے۔

۴۴۔ان کی شناخت یعنی بیٹے نے باپ سے نقل کیا ہے

۴۵۔ان کی شناخت جس میں بہت سے راوی داخل ہوئے ہیں

۴۶۔اس راوی کی شناخت جس نے کسی اور سے نقل نہیں کیا ہے۔

۴۷۔اس کی شناخت یعنی اس راوی کے نام سے مختلف راوی ہیں۔

۴۸۔معرفۃ العزات من اسماء الصحابہ والرواۃ والعلماء؛ یعنی صحابہ،علماء راویوں کے بارے میں

۴۹۔معرفۃ الاسماء والکنی یعنی اسم وکنیت کے توسط سے

۵۰۔ان کی شناخت جن کے نام اسم سے پہچانے جاتے ہیں۔

۵۱۔معرفۃ القلب المحد ثین

۵۲۔معرفۃ الموتلف والمختلف یعنی جن کے بارے میں بعض کا اختلاف ہے اور بعض کا نہیں

۵۳۔معرفۃ المنفق والمفتر ق

۵۴۔نوع یتر کب من ھذ ین النوعین

۵۵۔معرفۃ الرواۃ المنشاھین فی الاسم والنسب المتمایزین بالقدیم والتاخیر فی الابن والاب

۵۶۔معرفۃ المنسو بین الی غیر ابائھم یعنی ان کے بارے میں جو باپ کے علاوہ کسی اور سے منسوب ہیں۔

۵۷۔معرفۃ الانساب الی باطنھا علی خلاف ظاہرھا

۵۸۔معرفۃ المبھات، جن کی معرفت مشکل مہم ہے۔

۵۹۔راویوں کی تاریخ کے بارے میں۔

۶۰۔نقل راوی اور ضعیف راوی کی شناخت

۶۱۔معرفۃ من خلط فی آخر عمرہ من الثقات وہ راوی جو آخری عمر میں درست نہ تھے۔

۶۲۔معرفۃ طبقات الرواۃ والعلماء راوی کے طبقات کے بارے میں

۶۳۔معرفۃ الموالی من الرواۃ والعلماء ان راویوں کے بارے میں جو علماء اور موالی ہیں۔

۶۴۔معرفۃ اوطان الرواۃ وبلدانھم

ان تمام کے بارے میں بحث کرنی ہے تب انسان کہہ سکتا ہے کہ وہ عالم بالرجال

کتاب [معرفۃ انواع علم الحدیث ابن صلاح ج صفر ص ۷۹]

حدیث کی اقسام:

علماءحدیث نے حدیث کی تین قسمیں بتائی ہیں:

۱۔احادیث صحیح ۲۔احادیث حسن ۳۔احادیث ضعیف

بنیادی طور پہلے مرحلے تمام احادیث کی یہ تین اقسام ہیں۔

احادیث صحیح:

احادیث صحیح اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی سند نقل عادل، دقیق، باریک حافظ انسان کسی اور عادل، حافظ مدقق سے اسی طرح عادل، صادق، حافظ سے نقل کرتے انتہاء کو پہنچے تب اس کو حدیث صحیح کہہ سکتے ہیں یعنی اگر اصول کافی میں ہوئی روایت ہے اس جو راوی سے تسلسل صادق عن صادق حافظ وہ پیغمبر تک، اصول کافی سے لے کر پیغمبر تک سب عادل، حافظ، ضابط ہونا چاہیے ضابط ہونا یعنی جو سند ہو بہو اس کو نقل کرتا ہو کمی بیشی نہ کرتا ہو نہ بھول جاتا ہو یہاں حدیث کے نا قابل جو ہے عاقل، حافظ، ضابط ہونا چاہیے اس تعریف کے تحت وہ احادیث صحیح نہیں ہونگے۔

۱۔مرسل ۲۔منقطع ۳۔معضل ۴۔شاذ

۵۔جسکا راوی مجروح ہو جن کا ذکر ان شاءاللہ بعد میں آئے گا۔

کتاب: حدیث مرسل

تالیف: حصہ بنت عبدالعزیز صغیر ج اول ص ۱۷۵

حدیث مرسل:

کلمہ مرسل مادہ ارسل سے لیا گیا ہے جس کے معنی چھوڑنے آزاد کرنے نہ روکنے کے معنی میں آئے ہیں کہتے ہیں ارسل اس کو کہتے ہیں یعنی جس چیز کو چھوڑ دیا اس کی جمع مرسلات آئی ہے مراسل اسم جمع مرسل ہے کہتے ہیں کہ میرے ہاتھ میں پرندہ تھا اس کو چھوڑ دیا ہے ارسلت الکلام من سالم یعنی بغیر رکے بولتے گئے کلمہ ارسال سورہ مریم آیت نمبر ۸۳ میں آیا ہے ارسال جس طرح گوسفند کو پانی کے لئے چھوڑتے ہیں تو یہ یکی بعد دیگر ایک دوسرے کے پیچھے جاتے ہیں ہر ایک، ایک دوسرے سے سبقت لیتے ہیں اور ایک دوسرے سے لڑتا ہے اصطلاح میں حدیث مرسل درمیان میں سند کے غائب ہو جانے سے پیدا ہوتا ہے اس کی مثال ایک شخص عالم، بڑا عالم جس نے پیغمبر کو نہیں دیکھا ہے وہ یہ کہے قال رسول اللہ اس کو حدیث مرسل کہتے ہیں یعنی وہ اور پیغمبر کے درمیان جو راوی ہیں محذوف ہے جیسا کہ عام طور پر فی زمانہ ہمارے علماء منابر پر جا کر کہتے ہیں یہ طریقہ عام خطابات میں تو درست ہے کیونکہ عام خطابات میں تسلسل سند دینا مشکل ہوتا ہے لیکن جب آپ اس پر استدلال کرنا چاہیں گے اس وقت سند پوری دینا ضروری ہے ''قال رسول اللہ'' تو یہ حدیث حدیث مرسل ہوتی ہے۔

اس طرح ہر وہ شخص جس نے پیغمبر کو نہیں دیکھا وہ اپنے سے پہلے راوی کو صحابی سے سند دینے کے بجائے رسول اللہ سے سند دے جائے اس

تعریف کے بعد ہر وہ شخص جس کسی سے کوئی حدیث نقل کرتا ہے کوئی قول نقل کرتا ہے جبکہ یہ راوی اس نے اس کو دیکھا ہی نہیں ہے اس کا مطلب، جس سے اس نے سنا ہے اس کا ذکر نہیں ہے تو یہ حدیث حدیث مرسل ہو جاتی ہے۔اس کی وضاحت اس طرح سے ہے کہ پیغمبر اپنے اصحاب درمیان میں ہوتے تھے آپ اور اصحاب کے درمیان میں کوئی جواب مانع نہیں ہوتی تھی کوئی پردہ نہیں ہوتا تھا مسجد میں، بازار میں گھر میں، سفر میں حضر میں آپ اور آپ کے اصحاب گھل مل کے بیٹھتے تھے اس طرح اصحاب کی دینی، دنیوی زندگی آپ سے جڑی ہوئی تھی لہٰذا اصحاب کے علم، کردار ان کے اعمال رشتے وصلہ آپ سے جڑے ہوئے تھے تو وہ لوگ آپ سے نقل کرتے تھے آپ کے قول کو آپ کے فعل کو آپ کی خاموشی کو آپ کی حرکت سکون مزاج کو سیرت و کردار کو جو کچھ آپ سے صادر ہوتا تھا وہ دیکھتے تھے تو وہ لوگ کہتے ہیں ''سمعت رسول اللہ'' میں نے رسول اللہ سے سنا یا ''رایت رسول اللہ'' میں نے رسول اللہ کو دیکھا یہ کام کرتے ہوئے یا ''شہادۃ رسول اللہ'' میں نے رسول اللہ کو مشاہدہ کیا ہے نیز پیغمبر نے فرمایا یہ حدیث ص ۲۴۷ پر ہے کہ پیغمبر نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر اصحاب سے فرمایا کہ جو افراد یہاں حاضر ہیں۔

وہ لوگ یہ بات ان لوگوں تک پہنچائیں جو وہاں حاضر نہیں ہیں خدا ان لوگوں کو کامیاب و کامران کرے جو ہم سے کوئی حدیث سنے اس کو یاد کرے پھر دوسرے کو پہنچادے بہت سی احادیث سننے والے وہ سن کے کسی اپنے سے زیادہ سمجھنے والے کے پاس پہنچاتے ہیں کہ وہ اس سے زیادہ سمجھتے ہیں کبھی یہاں اشتباہ ہوتا ہے کیونکہ صحابی نے نقل کیا ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ سے نقل کر رہے ہین حالانکہ صحابی نے رسول اللہ سے نہیں سنا ہے اپنے جیسے صحابی سے سنا ہے لیکن نقل کرتے وقت اس صحابی کا ذکر نہیں کرتے وہ دوسرے سے نقل کرتے وقت رسول اللہ سے نسبت دے کر بولتے ہیں تو احادیث، احادیث مرسل ہوتی ہیں جس طرح صحابی سے بھی نقل کرتے ہیں صحابی، صحابی سے نقل کرتے وقت نسبت رسول اللہ تک لے گیا تو یہ حدیث حدیث مسلسل کہا جاتا ہے۔

حدیث ضعیف اور اس کی اقسام: [کتاب قواعد الحدیث تالیف محمد قاسمی ص ۱۱۱

علامہ نبوی نے شارع صحیح مسلم نے کہا ہے کہ ضعیف اس حدیث کو کہتے ہیں جس میں صحت کی شرائط نہ پائی جاتی ہو نیز شرط حسن بھی نہیں پائی جاتی ہو احادیث ضعیف کی چندین اقسام ہیں اس کی قسمیں یہ ہیں:

۱۔حدیث موضوع ۲۔حدیث مقلوب ۳۔حدیث شاذ ۴۔حدیث منکر

۵۔حدیث معلل ۶۔حدیث مسترد

ضعیف احادیث کی اپنی جگہ، اپنی مراتب و درجات رکھتے ہیں بعض بہت ضعیف ہیں بعض کم ہیں جس طرح صحیح کے مراتب و درجات ہوتے ہیں، علماء نے صحیح احادیث کی سند دی ہے لیکن بیچ میں ضعیف بتایا ہے یعنی بعض نے بعض پر ترجیح دی ہے۔

حدیث ضعیف ہونے کی وجوہات:

حدیث راوی کے کاذب' جھوٹے ہونے یا راوی کے فاسق ہونے کی وجہ سے روایت ضعیف ہوتا ہے وہاں چند صحیح راوی ہونے سے روایت میں قوت نہیں آتی وہ اس یا نقص خلاء کو کو پورا نہیں کرتی صحیح مسلم نے کہا ہے ضعیفوں سے احادیث نقل کرنا دھوکہ ہے گناہ ہے جہالت پر مبنی ہے راوی پر جرح کرنا جائز ہے بلکہ اتفاق سے یہ واجب ہے اس سے زیادہ شریعت کی حفاظت مقدم ہے۔ راوی سے جرح کرنا غیبت میں نہیں آتا ہے بلکہ اللہ اور رسول اور مسلمانوں کے لئے نصیحت' صلاح ومشورہ میں آتا ہے علماء فضلاء ہمیشہ راوی پر جرح کرتے تھے چنانچہ صاحب مسلم نے اپنی کتاب کی تمہید میں بعض راویوں پر جرح کی ہے اور ان کو متحمل کیا ہے ان کا ذکر یہاں طوالت کے باعث بنتا ہے صاحب صحیح مسلم نے احادیث ضعیفہ کے نقل کرنے والے کو عوام کہا ہے عوام سے نسبت دی ہے بلکہ جرح کو واجب قرار دیا ہے بعض رویوں نے ضعیف حدیثوں کو چھوڑنے کے بجائے خود کو محدث کہنے کے لئے حدیث بیان کیں ہیں غلط روایات نقل کرتے ہیں ان کے لئے پیغمبر کا حدیث صحیحہ پر اکتفا کرتے ہیں صفات علماء' معروف' ثابت امین نے نقل کیا ہے یا انہوں نے اعتراف کیا ہے اس پر اکتفا کرتے ہیں۔

احادیث ضعیفہ کے بارے میں کہ جو فضائل ومناقب ان کے بارے میں ان کے نقل کے بارے میں تین گروہ بعض نے کہا ہے اس پر عمل نہیں ہوتا ہے ان احادیث کو نہیں لینا چاہیے نہ احکام میں نہ فضائل میں اس کا قائل ابن حزل ہے۔

دوسرا گروہ اس ضعیف حدیث پر عمل کرتا ہے سیوطی نے اس کو ابوداود سے نسبت دی ہے تیسرا گروہ وہ ہے فضائل میں اس پر عمل کرتے ہیں۔

[الحدیث المرسل جلد اول ص ۳۲۵]

ارسال کرنے والا:

یعنی سب سے زیادہ حدیث مرسلہ دینے والا۔

سعید بن مسیّب:

یہ ۱۵ ہجری سے ۹۱ ہجری تک تھا مسیّب تابعین میں سے ہیں اہل مدینہ زیادہ تر سعید بن مسیّب سے نسبت دیتے ہیں سعید بن مسیّب نے پیغمبر سے' بہت سے اصحاب سے' ابوبکر' سعد بن عبادہ' ابوذر ان سے احادیث ارسال کیں ہیں۔

سعید بن مسیّب کی مراسل:

علمائے حدیث کے نزدیک مراسل سعید بن مسیّب مقبول ہے انہوں نے کہا ہے مرسلات میں سے جو صحیح ہے وہ ان کی مرسلات ہیں سعید جب بڑے ہوئے تو زیادہ تر عمر کے بارے میں پوچھتے تھے وہ کیا کرتے تھے ان کے حالات کے بارے میں اس نے ان سے زیادہ نقل کیں ہیں۔

حسن بصری: [ص ۳۲۵] حسن بن یسار تابعین میں سے ہیں یہ ۲۱ ہجری سے ۱۱۰ ہجری کے درمیان میں تھے اہل بصری بہت سے احادیث حسن بصری سے نقل کرتے تھے حسن بصری ارسال کرتے تھے شامی ان کو نہیں مانتے تھے۔

عطابن ابی رباح: یہ ۲۷ ہجری سے ۱۱۴ ہجری کے درمیان میں ہوتے تھے۔

محمد بن مسلم بن شہاب: یہ ۵۷ سے ۱۲۴ ہجر یکے درمیان تھے

ابوعلیا رفیع بن مہربان ریاعی: یہ سنہ ۹۰ ہجری کو ہوتے تھے یہ زیادہ تر زیاد بن حارث سے نقل کرتے تھے حضرت علی سے نقل کرتے تھے لوگوں نے ان کے مرسلات کو قبول نہیں کیا ان کو پذیرائی نہیں ملی۔

ابراہیم بن یزید نخعی۔

عامر بن شرجیل شعبی

مجاہد بن اجبر: یہ ۲۱ھ سے ۱۰۲ کے درمیان ہوتے تھے۔

ابوقلاء بن زید جرمی: یہ ۱۰۴ کو وفات پائے۔

ابواسحاق عمرو بن عبداللہ السبیعی۔

محمد بن منکدر: یہ سنہ ۱۳۰ کو وفات پائے۔

سلیمان بن مھران: یہ ۶۵ سے ۱۴۸ ہجری کے درمیان تھے۔

تابعین تابعین: [کتاب حدیث مرسل ص ۱۵۷ ج ۱]

یحییٰ بن ابی کثیر: متوفی ۱۳۲ھ یہ جابر بن انصاری سے ابوعمامہ سے ابوذر سے نقل کرتے ہیں۔

ہشام بن حسان: متوفی ۱۴۸

عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج: یہ ۸۶ سے ۱۵۱ھ کے درمیان تھے۔

سفیان بن سعید ثوری: یہ زیادہ تر ضعفاء سے نقل کرتے تھے زیادہ تر جابر بن جعفی سے نقل کرتے تھے۔

کتاب حدیث مرسل ج اول ص ۲۱

سند کسے کہتے ہیں:

سند س،ن، دسند یعنی کوئی دیوار یا درخت جس سے آپ تکیہ کریں اس کو سند کہتے ہیں سند ایک چیز کو دوسری چیز سے جوڑنے کو بھی کہتے ہیں پہاڑ کو بھی کہتے ہیں ہر وہ چیز جہاں سے اونچائی ہو اس کو بھی سند کہتے ہیں سند کی جمع اسناد آتا ہے سند کسی کی معاونت کرنے کو بھی کہتے ہیں سند متن حدیث کو کسی سے نسبت دینے کو بھی سند کہتے ہیں۔

کثرت راویت میں مشہور و معروف روات:

کتاب السنۃ قبل التدوین ص ۴۰۹۔ مجامع روائی میں موجود روایات کی اکثریت صرف چند اصحاب کرام سے منسوب ہے ان سے اتنی کثیر

روایات کی صدور ہر خاص وعام واہل فکر ودانش خاص کر علم روایت میں تحقیق کرنے والوں کے لئے لمحہ فکریہ باعث حیرت بنی ہوئی ہے دیگر اصحاب کرام وصحابیات دیگر سے ہٹ کر صرف ان ذوات سے کیوں؟ ہمارا مقصد یہ نہیں کہ ان اصحاب کو مجروح مقدوح قرار دے دیں بلکہ اتنی کثیر روایات نقل کرنے کا شرف آخر صرف ان کو کیوں رہا ان سے بہتر، ان سے افضل تر ان سے مقدم تر بلکہ نبی کریم کی صحبت سفر وحضر، خلوت وجلوت میں زیادہ تر اوقات گزارنے والوں کو کیوں یہ شرف کیوں نہیں ملا جن ذوات کی طرف کثرت روایات نسبت دی ہے وہ یہ ذوات ہیں۔

کتاب السنۃ قبل التدوین ص ۴۰۹

ا۔ابو ہریرہ عبدالرحمٰن بن سخر:

ان کا نام زمانہ جاہلیت میں عبدالشّمس تھا نبی نے ان کا نام عبدالرحمٰن رکھا لیکن ان کی کنیت ابو ہریرہ غالب آئی، ابو ہریرہ سے پوچھا آپ کے اسم پر کنیت کیوں غالب آئی اس نے کہا مجھے ایک بلی ملی تھی جس کو میں نے اپنے آستین میں چھپایا تھا اس وجہ سے مجھے ابو ہریرہ کہا گیا ابو ہریرہ فتح خیبر کے موقعہ پر ساتویں ہجری کو یمن سے مدینہ آنے پر اسلام قبول کیا ان کی صفت میں آتی ہے وہ صائم النہار، قائم الصلوۃ زیادہ تر پڑھتے تھے ان نے اپنے گھر میں مسجد بنائے ہوئے تھے کمرے میں دروازے کے اوپر، جب باہر نکلتے اس پر نماز پڑھتے تھے جب واپس آتے تو پھر اس میں نماز پڑھتے تھے ابو ہریرہ ان ستر افراد میں سے تھے جو اصحاب صفہ میں تھے سعید بن مسیّب کہتے ہیں ابو ہریرہ بازار میں پھرتے تھے تو پھر جب گھر آتے تھے تو پوچھتے کہ تمہارے پاس کوئی چیز ہے اگر کہا کہ نہیں تو کہتے تھے کہ میں روزے میں ہوں ابو ہریرہ کو پیغمبر نے علاء حزرمی کے ساتھ بحرین بھیجا کہ وہاں لوگوں کو اسلام سیکھائیں مسائل سیکھائیں ابو ہریرہ جن دنوں حضرت عثمان محصور تھے دیگر اصحاب کے ساتھ ان سے دفاع کرنے کے لئے آئے ابو ہریرہ نے عثمان کے بعد لوگوں کو درپیش فتون سے دور رہنے کی ہدایت کی۔

ابو ہریرہ نے پیغمبرؐ سے ابوبکر سے، عمر، فضل ابن عباس، ربیع بن کعب، اسامہ بن زید، عائشہ ام المومنین، بصرہ بن ابی بصرہ سے روایات نقل کی ہیں خود ان سے نقل کرنے والے ابن عباس، ابن عمر، انس بن مالک، وائلہ بن عسکہ، جابر بن عبداللہ انصاری، ابوایوب انصاری ہیں بخاری نے کہا ہے ان سے روایت نقل کرنے والوں کی تعداد ۸۰۰ سے زیادہ ہے احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں ۳۸۴۸ احادیث ان سے نقل کیں ہیں جس میں تکرار کو نکالنے کے بعد پھر باقی دو ہزار ہیں جس میں سے صحیح بخاری نے ۱۹۳ احادیث نقل کیں ہیں اور مسلم نے ۱۸۹ احادیث نقل کیں ہیں۔

عبداللہ بن عمر بن خطاب: (۴۶۹)

عبداللہ بن عمر چھوٹی عمر میں اسلام لائے وہ اپنے باپ کے ساتھ ہجرت کر کے آئے جس وقت انہوں نے ہجرت کی اس وقت ان کی عمر ۱۱ سال تھی بدر، احد میں جانا چاہیے تھے نابالغ ہونے کی وجہ سے اجازت نہیں ملی خندق میں وہ حاضر تھے ۱۵ سال ان کی عمر تھی مصر، یرموک کی

جنگوں میں شمالی آفریقہ میں تھے عبداللہ بن عمر نے پیغمبر سے ابی بکر سے عمر سے' عثمان سے ابوذر' معاذ' عائشہ سے نقل کی ہے خود ان سے جابر بن عبداللہ' عبداللہ بن عباس ان کی اولاد' عبداللہ بلال نافع ان کے بھائی کے بیٹے حفص بن عامر اور بہت نے نقل کیا اور بہت سے تابعین میں سے ان میں سعد بن مسیّب' علقمہ بن نوقع نے نقل کیا ہیں۔عثمان کے بعد فتنوں میں ابن عمر دور رہے ان سے ہزار چھ سو تئیس احادیث نقل ہوئی ہیں ان میں سے صحیح مسلم بخاری دونوں میں ۱۲۸۵ احادیث نقل ہوئی ہیں یعنی مجموعی طور جبکہ تنہا صحیح بخاری نے ۸۱ نقل کی اور مسلم نے ۲۱ نقل کیں ہیں وہ ۳۷ ہجری کو مکہ میں وفات پائے۔

انس بن مالک:(ص ۴۷۲)

انس بن مالک بن نضر بن زمزمہ انصاری ان کی ماں ام سلیم بنت ملھان کہتے ہیں انس کی ماں نے ان کو پیغمبر کے سامنے حاضر کیا اور کہا کہ یہ آپ کا خادم رہے گا اور وہ دس سال پیغمبر کی خدمت میں رہے اس نے پیغمبر سے' ابی بکر سے' عمر سے' عثمان سے' عبداللہ بن مسعود سے' عبداللہ بن رواح فاطمہ زہراء عبدالرحمٰن بن عوف سے اور دیگر اصحاب سے نقل کیں ہیں خود ان سے حسن' سلیمان تمیمی' ابو بکر' ابی عبداللہ محمد بن سیر بن یحیٰ بن سعید انصاری نے نقل کیں ان سے دو ہزار دو سو چھیالیس احادیث ہیں اس میں صحیحین نے ۳۱۸ نقل کیں اور ۱۶۸ پر ان کا اتفاق تھا انس ۹۳ ہجری کو وفات پائے۔

عائشہ ام المومنین:

جنگ بدر کے بعد شوال کے مہینہ میں آپ پیغمبر کے عقد میں آئیں اس طرح آپ ازواج میں سب سے محبوبہ تھیں عورتوں سے متعلق بہت سی روایات آپ سے نقل ہیں خود عائشہ پیغمبر سے' عمر سے اپنے باپ سے فاطمہ سے' سعید بن وقاص سے' جزاحی بن وھاب سے نقل کیا عائشہ کی کل احادیث دو ہزار دو سو دس ہیں جس پر صحیحین نے ۱۹۴ پر اتفاق کیا بخاری نے صرف ۵۴ پر مسلم نے ۶۸ احادیث پر باقی صحاح ستہ میں ہے۔

عبداللہ بن عباس:

آپ کی زوجہ میمونہ بنت حارث کی بہن ان کی ماں ہے آپ شعب ابی طالب میں پیدا ہوئے پیغمبر کی وفات کے موقعہ پر ۱۳ سال کی عمر میں تھے پیغمبر سے قرب کا بہت شرف رکھتے تھے اپنے دور میں علم کی کثرت کی وجہ سے کرتے تھے عمر بہت مشکلات میں ان سے رجوع کرتے تھے پیغمبر سے اپنے باپ سے اپنی ماں ام فضل' سے اپنے بھائی فضل سے اپنی خالہ میمونہ سے ابوذر غفاری' خالد بن ولید وغیرہ سے نقل کرتے تھے خود ان سے بہت سے لوگوں نے نقل کیا ان سے ۱۶۶۰ احادیث نقل ہیں ان میں صحیحین نے ۲۳۴ پر اتفاق کیا دونوں کا اتفاق ۷۵ پر ہے بخاری ۱۱۵ نقل کیں مسلم ۴۹ آپ سنہ ۴۸ ہجری کو وفات پائے۔

جابر بن عبداللہ انصاری:

فقیہ مدینہ اپنے دور کے مفتی تھے عقبہ ثانیہ میں حاضرہ ونے والے ۷۵ میں سے ایک آپ تھے آپ کے والد احد میں شہید ہوئے ۔ بدر واحد کے علاوہ تمام جنگوں میں پیغمبر کے ساتھ رہے زندگی کے وسائل میں مشکلات وتنگ دستی میں گزرے پیغمبر سے بہت سی احادیث نقل کیں پیغمبر کی وفات کے بعد بڑے صحابہ سے نقل کیں ابی بکرؓ ابی عبداللہ ؓ طلحہؓ معاذ بن جبل ؓ خالد بن ولیدؓ ابو ہریرہ سے نقل کیں خود ان سے عبدالرحمٰن سعید بن مسیّب ؓ عمر بنب تیمارؓ ابوجعفر وباقرؓ محمد بن حسن نے نقل کیں ان سے ۱۵۴۰ احادیث نقل ہوئیں شیخین نے ۲۱۲ نقل کیں ہیں ان میں سے ۶۰ پر اتفاق کیا ہے بخاری نے صرف ۲۶ پر اتفاق کیا ہے مسلم نے ۱۳۶ پر۔ ۹۴ سال عمر کرنے کے بعد ۷۸ ہجری میں وفات پائے۔

ابوسعید خدری:

ان کے باپ جنگ احد میں شہید ہوئے ابوسعید نے مصیبت کی زندگی گزاری یہ اہل صفہ سے تعلق رکھتے تھے احد کے علاوہ باقی جنگوں میں شریک ہوئے بیعت رضوان میں شریک ہوئے پیغمبرؐ ابوبکر سے ؓ عثمانؓ علیؓ زید بن ثابت سے احادیث نقل کئے ہیں ان کی کل احادیث کی تعداد ۱۱۷۰ ہے شیخیں نے ۱۱۱ پر اتفاق کیا بخاری نے ۱۶ مسلم نے ۵۲ پر اتفاق کیا ابوسعید ۷۴ ہجری کو مدینہ میں وفات پائے۔

لیکن ہزیمت خوردہ قوم اسلام سے انتقام لینے کے لئے اس الٹا کر کے دیکھایا ہے اگر ہم چاہیں تو ان کو عبرت خانہ نہیں ہم بت وبت خانہ بنا سکتے ہیں بنائیں گے بلکہ اس کو ہمارے کاموں کے لئے آمدنی بھی بنا سکتے ہیں چنانچہ آپ دیکھیں نجف کربلاء امام حسین امام رضاؑ حضرت معصومہ کے صحن سے گزرتا ہوا یہاں کے قبرستانوں سے کمانے کے کتنے اور طریقے ایجاد کئے ہیں ان کو بت خانہ بنایا ہے عام انسانوں کے لئے قبور جائے عبرت تھی لیکن قبور انبیاء وائمہ علماء سے تذکر یا یاددہانی تھیں کہ یہ ذوات اس دین کو پھیلانے کے لئے کتنی زحمتیں برداشت کی ہے ان کی تاریخ ہمارے لئے درس واسباق ہے لیکن کہاں درس لینے دیا بلکہ یہاں حوائجوں کے میلے نمائش بنایا جو کچھ چاہتے جتنا چاہتے تمہارے اٹھانے کی طاقت وگنجائش ہے مولا سے کہو مجھے عزت دین اولاد دین اچھی حسین بیوی دیں محافظین دین دولت دین صحت وعافیت دین رعب ودبدبہ دین مجھے پسند نہ کرنے والوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیں چنانچہ ان قبوروں میں جا کر مانگنے والی حاجتوں کو مانگنے کے طور طریقہ اور کلمات تک زیارت ناموں میں درج ہے اگر کسی کو نہیں آتا ہے آپ کی نیابت میں حالات مانگنے والا نہیں میسر ہے اگر کسی کو وہاں تک جانے کی گنجائش نہیں تو یہ کام مادی ٹی وی بھی معمولی آنم لے کر کرتا ہے اگر عریضہ بھیجنا چاہے تحریر بھیجیں ورنہ ٹیلی فونی بھی ہوسکتا ہے ۔تھوڑا سا عربی جانے والے بخوبی جان سکتے ہیں یہاں نبی امام ولی نہیں ہے بلکہ نعوذ باللہ اللہ اس بارگاہ میں بیٹھا ہو جب یہاں بیٹھتا ہے تو اس کو اللہ نہیں اس کو بابا فرید الدین ؒ شکر گنج ؒ ہجویری ؒ بٹ شاہ ؒ قلندر ؒ بڑی امام ؒ عبدالقادر جیلانی ؒ عباس ؒ علی اور امام حسین کے نام سے پکارا جاتا ہے اتنی سختی کے ساتھ کہتے ہیں جیسے اللہ نے ان سب کو سب کچھ دیا ہے وہ دے سکتے ہیں لیکن باہر نکل جب آتے ہیں تو جھوٹ بولتے ہیں ہم نے ان سے تھوڑی مانگا ہے ہم نے اللہ سے کہا ان کے واسطہ دیں یا ان سے کہا ہے آپ اللہ سے کہیں ہمارے اس دوست کے حاجت کو پورا کرے! یہ بھی اپنی جگہ غلط بولا ہے اللہ نے کہا کسی واسطہ دے کر میرے اور تیرے درمیان فاصلہ پیدا نہ کریں حائل نہ بنائیں۔

احادیث کی چھٹنی صحیح اورحسن احادیث احادیث ضعیفہ یا موضوعہ سے چھینٹی کرتے وقت جو کہ اس کو نکالتے ہیں اس اصول کے تحت ہمیں مجامع احادیث سے صحیح احادیث کی چھینٹی کرنی چاہیے لیکن ہم یہاں احادیث موضوع کی نشاندہی کرنا چاہتے ہیں کیونکہ احادیث صحیحہ بمعہ احادیث موضوعہ کی زیادہ ہے نیز احادیث ضعیفہ کے بارے میں علماء احادیث ورجال میں اختلاف پایا جاتا ہے بعض جس کو ضعیف گردانتے ہیں جبکہ بعض دیگر کو صحیح گردانتے ہیں جبکہ وضوعہ کے بارے میں تقریباً یا شدید اتفاق ہوا احادیث ضعیفہ یعنی احادیث جعلی خود ساختہ جھوٹی احادیث، جسے اصطلاح علماء میں حدیث موضوع کہتے ہیں۔

کتاب علوم الحدیث تالیف دکتور صبحی ص ۲۸۲ پر آیا ہے موضوع اس خبر کو کہتے ہیں جسے جھوٹے نے گڑ کر کے رسول اللہ سے نسبت دی حدیث موضوع زیادہ تر گڑنے والے کے اپنی نفسیات سے ہوتی ہے وہ اپنے انداز سے الفاظ بناتے ہیں پھر اس کو نسبت دیتا ہے کبھی وہ کسی شخصیت حدیث کے بارے میں جعلی حدیث گڑ نہ سکے تو اس کے لئے ایک اپنی طرف سے سند بناتے ہیں کہ فلاں نے پیغمبر سے نقل کیا کبھی اس میں حکمت وفلسفہ بیان کرتے ہیں کبھی اس میں ضرب المثل حکماء شامل کرتے ہیں عوام کو پتہ نہیں چلتا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے یا غلط عبداللہ بن مبارک سے ان جعلی احادیث کے بارے میں پوچھا کہ ان کے ساتھ کیا کریں ان سے کیسے نجات پائیں تو اس نے کہا بڑے بڑے علماء اس کے لئے اٹھے ہیں اللہ نے بھی وعدہ دیا ہے ہم نے اپنے ذکر کو بھیجا ہے اور ہم خود اس کے محافظ ہیں شاید خود یہ بھی گڑی ہوئی ہو شاید کسی نے عبداللہ بن مبارک پر گڑی ہے یا خود عبداللہ مبارک نے گڑی ہے کیونکہ یہاں اللہ نے جس ذکر کو بھیجا ہے اس ذکر سے مراد قرآن ہے اللہ نے قرآن کی ضمانت دی ہے یا س محمد ہے اس کو اللہ نے حفظ کیا ہے لیکن آپ سے منسوب احادیث کو بھی حفاظت دی ہے یہ ٹھوسنے کی بات ہے۔انہوں نے ان جعلی احادیث کو سمجھنے کے لئے شناخت کے لئے ایک طریقہ وضع کیا ہے جس سے صحیح روایت غلط روایت سے شناخت کر سکتے ہیں تمیز کر سکتے ہیں۔اس کے لئے بہت سے قواعد اصول وضوابط وضع کئے ہیں لیکن ہم یہاں آپ کی خدمت میں پانچ قواعد بیان کرتے ہیں:

۱۔حدیث گڑنے والے نے از خود اعتراف کیا ہے کہ میں حدیث گھڑی ہے جیسے ابوعصمہ نوح بن علی مریم ان کا لقب نوح جامع ہے اس نے اقرار کیا ہے کہ میں قرآن کی سوروں کے اس فضیلت کے بارے میں ابن عباس سے منسوب احادیث جعل کیں ہیں یعنی اس نے خود اعتراف کیا ہے۔

۲۔حدیث کے متن میں کچھ ایسے پست، نازیبا، عبارت میں جو اپنی جگہ محال ہے بتاتے ہیں کہ ایک ایسی ہستی اس کی زبان سے صادر ہو جاتا ہے ان لوگوں کے لئے بہت آسان ہے جو فن فصاحت وبلاغت کو جانتا ہو جیسا کہ ابن خیثم نے کہا ہے کہ حدیث کی نورانی دن کی روشنائی کی طرح ہے جس طرح دن کی روشنائی کو ہم سمجھتے ہیں اسی طرح ہم رات کی تاریکی کو بھی سمجھتے ہیں احادیث کو نقل کرنے ولاوں نے بہت توجہ عنایت کی غلط احادیث کو سمجھنے کے لئے دلیل پیش کی ہے۔

کہ یہ احادیث جعلی ہیں حافظ بن حجر نے کہا ہے کہ کلام میں رقیق ہونا پست ہونا معنی سے مربوط' معنی اگ گرے ہوئے ہیں تو سمجھ لیں کہ حدیث بھی جعلی ہیں یہ دلیل ہے کہ حدیث جعلی ہے اگر اس میں لفظ ساتھ نہ دیں کیونکہ دین حسن سے بھرا ہوا دین ہے کمال سے بھرا ہوا دین ہے اگر گرے ہوئے لفظ میں معنی بھی گرے ہوئے ہیں۔

۳۔ مروی روایت جو ہیں وہ کھلے' عقل' وجدان' مشاہدے کے خلاف ہے عقل اس کو نہیں مانتا' حس اس کو نہیں مانتے وہ تاویل کے بھی قابل نہیں ہیں عبدالرحمٰن بن زید نے کہا تمہارے باپ دادا سے نقل کیا ہے پیغمبر نے فرمایا سفینہ نوح نے کعبہ کا طواف کیا خلف مقام تک پہنچا تو دو رکعت نماز پڑھی اس حدیث کو جعل کرنے والے عبدالرحمٰن بن زید اپنے دور کے نابغہ تھے کتاب تہذیب میں امام شافعی سے نقل ہے کسی نے امام مالک سے ایک حدیث کو نسبت دی ہے تو اس نے کہا جاو عبدالرحمٰن بن زید سے پوچھو تمہارے باپ نے نوح سے تمہیں نقل کیا۔

۴۔ روایت میں ایک دردناک عذاب کی دھمکی دی ہے لیکن کام معمولی چھوٹا ہے اور اس پر دردناک عذاب سنایا ہے یا معمولی عمل' پست عمل پر بڑے بڑے ضخیم ثواب بیان کیں ہیں اگر یہ چھوٹا عمل کریں گے تو ہمیشہ کے لئے جنت میں رہیں گے انبیاء کے ساتھ رہیں گے یہ مستحب عمل کریں گے یا یہ معمولی گناہ کریں گے اور اس معمولی خطاء پر ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ قہر وعذاب الٰہی کا مستحق قرار پائیں گے جعل کرنے والوں نے زیادہ تر ایسا کیا ہے معمولی گناہ پر نا قابل تصور سزا دی ہے معمولی استحبات پر نا قابل تصور ثواب دیا ہے۔

۵۔ بعض خبر جعل کرنے والے خود نام سے مشہور ہیں کہ یہ جعل حدیث کرنے والے ہیں جونہی ان کا نام لیں گے پتہ چلے گا یہ حدیث جعل کرنے والا ہے وہ احادیث جعل کرنے میں احتیاط نہیں کرتے سستی نہیں کرتے وہ اپنی خواہشات کو ہمیشہ تشنا نہیں رکھتے کسی نے محمود بن احمد ہروی سے کہا آیا آپ نہیں دیکھتے شافعی کو اور ان کے پیروکاروں کو خراسان میں وہ کہتے ہیں احمد بن عبداللہ نے یہ نقل کیا ہے۔

احادیث موضوعات:

احادیث موضوعات کی شناخت کتاب الوضاعون واحادیثھم الموضوعۃ ص ۱۰ پر چھے نشانات بیان کئے ہیں:

۱۔ الفاظ وکلمات حدیث جو کہ فصاحت وبلاغت نبی کریم سے مطابقت نہیں رکھتا ہو یا منافرت ومنافات رکھتا ہو یعنی رکیک ہو۔

۲۔ عقل وحس سے متصادم ومتعارض رکھتا ہو جیسے بادنجان ہر مرض کے لئے شفاء ہے سفینہ نوح نے کعبہ کے ساتھ چکر لگایا اور رکن کے پاس دو رکعت نماز پڑھیں۔

۳۔ آیات محکمات قرآن اور اس کی دلالت قطعیہ سے متصادم ومتعارض رکھتا ہو جس کی کسی قسم کی تاویل ممکن نہ ہو جیسے عمر دنیا کے بارے میں وارد روایات۔

۴۔ مخالف متفق علیہ کل امت ہو جیسے لا یدخل الجنۃ ولد الزنا ہے یا اگر کوئی پتھر سے بھی محبت کرے تو بھی فائدہ ہوگا۔

۵۔ اجرت بے کران وبے نہایت برای عمل رخیص وناچیز اور مخالفت پر لا نہایت دردناک عذاب بیان کیا ہو جیسے اگر کوئی کلمہ لا الہ الا اللہ

پڑھے اس سے ایک پردہ خالق ہو جاجس کے ستر ہزار زبان ہو ہر زبان سے ستر ہزار استغفار کریں گے۔
۶۔ظالم ترک عدل وعرب کے ابرت میں وارد احادیث۔
۷۔حقیقت اور واقعیت خارجی کے خلاف ہو مذکورہ بالا شناخت احادیث موضوعات کو احسن وآسان سے پہچان سکیں گے اگر کوئی عناد من مانی مفادگرائی عمدی درکار نہ ہو چنانچہ عام طور پر اپنے گرد کثرت اہل گریہ جمع کرنے والے واعظ وخطیب وذاکر نہ ہو جن کے کل درآمد اس سے ہو یا کل دین ومذہب رونے رلانے پر ہو واضح ہو جائے گا۔

سند میں ساختگی کی شناخت:

۱۔سند روایت میں بعض راویان مجہول الحال پایا جاتا ہو۔
۲۔بعض روایات معروف الثقہ ہے لیکن بعض کھلے شناخت شدہ کذاب ہے۔
۳۔رواۃ اپنی جگہ ثقافت ہے لیکن روایت میں خلط وغلط کرتا ہے۔
۴۔راوی از خود وضع کرنے کا اعلان واعتراف کیا ہو جیسے ابن عصمہ بن نوح بن مریم
۵۔عدم الامکان روایت مروی از مبروی عنہ چونکہ وہ ان کی ولادے سے قبل وفات پا چکی ہے۔
۶۔احوال وضع وحالات یا دوافع عملی راوی بوقع جیسے ہر ستیر کمر فواستحکام دنیا ہے یا شرار المخلوق مطمئن ہے یہ نشانات ان ذوات کے لئے کا آمد ہے جو جھوٹ کی بدبو سے پرہیز نفرت کرتا ہے اس جرسومۃ کو جڑ سے نکال کر پھینکنے کا عزم راسخ نہ رکھتا ہو بلکہ وہ العھدۃ علی الراوی کہہ کر تراکاذیب کو آسانی سے نقل کرتے کرنے پر مصر ہو اس کے لئے یہ شناخت کسی کام کی نہیں ہے۔

جعل حدیث: [کتاب تشریع اسلامی تالیف محمد علی معوض ص ۴۸]

دوسری صدی کے پہلے نصف سے جعل حدیث کا سلسلہ شروع ہوا ہے اس سلسلہ میں بہت سے گروہ جماعات میدان میں اتر آئے ہے ہر ایک نے اپنے مفاد اور اپنے گروہ کے حق میں احادیث جعل کرنا شروع کیا ان گروہوں کو چند گروہ میں تقسیم کیا ہے گروہ سیاسی، گروہ قصاصی گروہ زنادیقہ گروہ سیاسی سنہ ۱۳۲ بنی امیہ کی سلطنت کا خاتمہ ہوا حکومت بنی عباس میں منتقل ہوئی تو لوگ یہ سمجھے کہ یہ اچانک بطور صدفہ تھا ایسا نہیں بلکہ ایک طویل عرصہ بطور مخفی بنی امیہ کی مذمت نقص وعیب بنی ہاشم کی فضائل ومناقب ومدح مزایا کی تبلیغات ہوئی ہے جیسے آج کل کی اصطلاح میں سرد جنگ کہتے ہیں تو بنی امیہ کی مذمت میں بنی عباس کی مدح سرائی سادہ الفاظ کلمات میں نہیں ہوا بلکہ ہے اس کو پیغمبر سے اصحاب اور تابعین سے استناد کرنا پڑا اس کو کہتے ہیں جعل احادیث بنی امیہ کی مذمت میں ایک شخص نے امام حسن کی معاویہ کی بیعت کرنے کے بعد آپ سے مخاطب ہو کے کہا آپ نے مومنین کے چہرے کو سیاہ کیا ہے تو امام حسن نے فرمایا ہے مجھے ملامت نہ کرو میری سرزنش نہ کرو پیغمبر بنی امیہ کو اپنے ممبر پر دیکھ کر مخزون غمزدہ ہوئے تو اللہ نے آپ کی تسلی کے لئے سورہ کوثر اور سورہ قدر نازل کی اسی طرح ایک اور

احادیث عائشہ سے نقل کی عائشہ نے مروان سے کہا میں نے رسول اللہ کو آپ کے باپ اور جد کو فرماتے ہوئے سنا قرآن میں شجرہ ملعونہ آیا ہے وہ تم اور تمہارے باپ دادا ہیں پیغمبر نے فرمایا میں نے بنی امیہ روئے زمین کے منابر کرسیوں اور سلطنت تخت پر دیکھا ہے' اسی طرح مدح معاویہ کے بارے میں نبی کریم نے فرمایا میرے اس بیٹے کے ذریعے دو جماعتوں میں صلح ہوگا دوسری حدیث بنی عباس کی مدح و منقبت میں ہے عبدالبنین بن بکار سےنقل ہے انہوں نے کہا ہم نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے پیغمبر نے عباس آتے ہوئے دیکھا اور فرمایا یہ میرا چاچا عباس ۴۰ خلفاء کے باپ ہیں قریش میں سب سے زیادہ مالدار ہیں اور سب سے زیادہ خوبصورت ان کی اولاد میں سفاح منصور مہدی ہوں گے آئے میرے چاچا اللہ نے اس سلطنت کا آغاز ہم سے کیا ہے اور اس کا خاتمہ آپ کی ایک فرزند سے کریں گے ایک اور حدیث میں نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر نے فرمایا بنی مروان میرے ممبر پر بیٹھے ہوئے دیکھ کر مجھے دکھ ہوا تو جب میں نے بنی عباس کو اپنے ممبر پر دیکھا تو مجھے خوشی ہوئی۔

بعض احادیث میں آیا ہے حضرت علی اور آپ کی اولادوں کے بارے میں آیا ہے جس میں علی اور اولاد علی کو خلافت طلبی سے دور رہنے کی ہدایت کی گئی ہے اس سلسلہ میں علی بن موسیٰ رضا نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے باپ جعفر سے حضرت علی سے نقل کیا ہے میرے پاس جبرئیل آئے ان کے سر پر سیاہ عمامہ تھا سیاہ عبا قبا پہنے ہوئے تھے میں نے جبرئیل سے پوچھا آپ کو کبھی اس لباس میں نہیں دیکھا تھا تو جبرائیل نے کہا یہ فرزندان عباس کے بادشاہوں کا لباس ہے وہ حق پر ہے پیغمبر نے فرمایا خدا میرے چاچا اور ان کے فرزندان جہاں جہاں بھی ہوں جب بھی آئیں ان پر رحم کریں جبرئیل نے کہا آپ کے امت میں ایسا زمانہ آئے گا کہ اسلام کو اس سے عظمت ملے گی عباس اور ان کے پیروکار خراسان اقتدار کے مالک ہوں گے وہ ذرہ وسبز اینٹ کسی منبر دنیا محشر مالک ہوں گے یہاں تک قیامت برپا ہوگی پیغمبر نے اپنے چاچا سے کہا بادشاہ آپ کے فرزندوں میں ہوں گے پھر علی کی طرف رخ کر کے فرمایا آپ کی اولادوں میں کسی کو نہیں ملیں گے تیسری حدیث یہ بنی عباس کی نفرت ہے ان کی مذمت ہوئی کسی احادیث بنی امیہ اور شیعیان علی اور اولاد علی بنی عباس کی مذمت پر گھڑی ہے اس سلسلہ میں سعید بن مسیّب سے نقل ہے جب خراسان فتح کی خبر سنی تو عمر ابن خطاب رونے لگے تو عبدالرحمٰن عواف نے پوچھا آپ کیوں روتے ہیں خدا نے آپ کو فتح دی ہے تو عمر نے کہا میں کیوں نہ روں میں چاہتا تھا میرے اور اہل خراسان کے درمیان آگ کے دریا ہوئے میں نے خود پیغمبر سے سنا ہے جب سیاہ جھنڈے خراسان سے آئیں تو وہ اسلام کو رد کریں گے تو ان پرچموں کے نیچے چلیں گے اللہ انہیں میری شفاعت نصیب نہ کرے ایک اور حدیث میں آیا ہے میری امت کے لئے افسوس کی بات ہے بنی عباس کی اولاد نے انھیں سیاہ لباس پہنایا ہے خدا انھیں لباس سے نار پہنائے میرے کسی اہل بیت کے توسط سے انکا خاتمہ کرے اور اہل بیت سے مراد ام حبیبہ لیا اس حدیث سے پتا چلتا ہے اس حدیث کے گھڑنے والے بنی امیہ والے تھے دوسرا حدیث احادیث زنادیقہ تاریخ تشریع اسلامی جلد دوم ص ۵۱ پر آتا ہے زنادیقہ وہ گروہ ہے ایک گروہ وہ جو برملاء کفر والحاد اعلان کرتے ہیں دوسرا جنہوں نے اپنے کفر کو چھپا کر اسلام کا

مظاہرہ کرتے ہیں تا کہ وہ اصول اسلام کو بنیاد سے تغییر وتبدیل کرا سکیں جبکہ منبر اسلام عظمت عزت وبزرگی اسلام و مسلمین کو بیان کریں گے لیکن ایسے مطالب جن کا اسلام کا خاتمہ کریں یہ لوگ سابق ادیان فاسدہ باطلہ سے تھے انہوں نے دیکھا کہ اسلام میں ان کے مردوں کو قتل کیا ہے اوران کے عقائد کو ختم کیا ہے اس کا انتقام آسانی سے ممکن نہیں اس کو ختم کرنے کے لئے اپنے عقائد بحال کرنے کے لئے انہوں نے بہت سی احادیث جعل کیں آسانی سے عوام الناس کو اپنی باطل عقائد کی طرف جذب کیا خلفاء بنی عباس ان عزائم کو راک کیا متوجہ ہوئے تو انہوں نے ان کو قتل کیا ان کی وضع کردہ احادیث کو علامہ سیوطی نے تاریخ خلفاء میں ابن عساکر سے نقل کیا ہے ہارون رشید کے دور میں ایک زندیق کو پکڑ کے لایا تو ان کی گردن پر مارنے کا حکم دیا تو زندیق نے کہا کیوں میری گردن مارتے ہو کیوں مجھے مارتے تو ان سے کہا اللہ کے بندوں کو تم سے نجات دلاوں تو اس نے کہا آپ کہاں ہوں گے اللہ آپ کے لئے کیسے ممکن ہے ہم نے ایک ہزار احادیث پیغمبر سے منسوب کی ہے اس میں ایک حرف بھی پیغمبر کا نہیں ہے تو ان احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ زنادیقہ جعل حدیث میں کسی حدتک سرگرم تھے یہاں یہ سوچنے اور سمجھنے کی بات ہے عوام سادہ لوح آسانی سے یہ بات تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں پر کوئی ملحد بے دین یہود ونصاریٰ مجوس مسلمانوں میں گھس کر جعلی احادیث کو نشر کرتے تھے وہ لوگ صحیح احادیث کو قابو کرتے تھے اس کو غافل کرتا تھا اس کو خریدتے تھے پھر کچھ احادیث پیغمبر سے منسوب کر دیتے تھے وہ کتاب میں ان کو درج کرتے تھے۔

تیسرا گروہ قصاص یعنی خطیب واعظ شکایات کے قصے جمع کر کے ضعیف کمزور عوام کو اپنا معتقد گرویدہ بناتے تھے اوران کے پاس اپنے لئے مقام ومنزلت بناتے تھے اس سلسلے میں ایک نقل ابن جوزی نے قصاص ومفکرین نے طیالیسی سے نقل کرتے تھے ابن ولید نے کہا میں شعبہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا ایک جوان آیا ان سے کوئی احادیث پوچھی اور شعبہ نے کہا آپ قصہ گروہ ہیں تو اس نے کہا ہاں تو اس نے کہا جاو ہم تم سے بات نہیں کرتے تو میں نے کہا آپ کیوں مجھ سے بات نہیں کرتے ہم نے کہا یہ لوگ ہم سے ایک میٹرا احادیث لیتے ہیں پھر اس کو دو میز بناتے ہیں ان تین گروہوں کے علاوہ دیگر ارباب فرق امصال جبریہ مرجع مجسمہ اور صوفیوں نے اپنے فرقے کے لئے احادیث جعل کیں۔

احادیث موضوعہ [: کتاب الوضاعون ص۹]

حدیث موضوع وہ احادیث ہے جسے جھوٹے راوی نے اپنی طرف سے یا کسی اور کے کلام گھڑ کر بطور افتراء نبی کریم سے باندھی ہے اس حدیث کی اقسام وانواع ہے:

۱۔حدیث کا مضمون عبادت وضعت شدہ ہے۔

۲۔اس کی عبادت اپنی طرف سے وضع کیا ہے یہ احادیث انواع واقسام رکھتا ہے بعض کسی صنف فلان وقت فلان جگہ کی ایک رکعت نماز کی اتنی فضیلت جیسے بہت سی نوافل یا گروہ کے فضائل ومناقب میں وضع کیا ہے جیسے اصحاب آئمہ خلفاء علماء بادشاہان یا انساب جیسے بنی ہاشم بنی امیہ، بنی عباس یا کسی شہر کی فضیلت میں یہ شہر شام ودمشق بغداد کوفہ نجف خراسان قم فلسطین وغیرہ کسی عمل کی طرف رغبت دلانے کے لئے

تلاوت خاص سورۃ آیات زیارت آئمہ زیارت اولیاء یا کسی عمل سے رلانے کے لئے یعنی حکومت کی مخالفت کرنے سے۔

احادیث موضوعہ درفضائل امیر المومنین:

مجھ جیسے محبت ولایت علی میں پرورش پانے والے یا مجھے جیسے پیدا ہوتے ہی ارکان میں توحید ورسالت کے بعد ولایت علی کی شہادت سننے والے بعد میں خاندان اہل بیت سے دوستی میں پرورش پانے والے آنے کے بعد علی سے متعلق سینکڑوں کتاب پڑھنے کے بعد آپ کے فضائل ومناقب میں بولنے اور لکھنے کی صلاحیت رکھنے والے سے لے کر معاویہ سے دفاع کرنے والے صلابی ابن عربی ابن تیمیہ وغیرہ علی کے فضائل کے قائل ہیں لیکن ذنارک اور غلات میں فضائل علی میں ان کے فضائل کو گھڑا ہے جو ان کے معیار کے مطابق ہے ان کے گھڑے ہوئے فضائل دو قسن کے ہیں:

ا۔حقیقت وواقعیت کے حوالے سے ان کی فضیلت نہیں بنتی بلکہ اس کی فضیلت میں ان کے ساتھ اور بھی شامل ہیں تاہم اتنی فضیلت والے نہیں لیکن وہ ان فضائل کو چیخ وپکار شور وشرابہا اشعار کے ترنم سے اٹھاتے ہیں یہ فضائل اپنی جگہ ان کے اسناد ضعیف معنی لا حاصل ہیں۔

۲۔صفات درحقیقت حضرت علی کی نہیں ہے بلکہ وہ اللہ کی صفات ہیں انہوں نے اللہ کو عرش الوہیت سے تنزل دے کر زمین پر چلایا ہے پھر کہتے ہیں یہ عالم غیب ہے خالق کائنات قادر بکل شئی ہے لہذا وہ اس عقیدے کے ساتھ اللہ کو تنزل اور منقلب کرنے کی وجہ سے وہ زنادک میں شامل ہوتا ہے۔

حدیث جعل کرنے کے اسباب وعلل اور جعل کرنے والے گروہ:

علمائے اعلام نے اسباب جعل حدیث کو باقاعدہ طور پر بحث کی ہے جعل کرنے والے کو بھی تقسیم بندی کی ہے ہر ایک کی سبب اپنی جگہ مختلف ہے لہذا ہر ایک کے بارے میں وضاحت روشنی ڈالنے کی ضرورت ہے سب سے پہلا جعل حدیث کا سبب وہ اختلافات ہیں جو مسلمانوں کے بارے میں، مسلمانوں کے درمیان فتنوں کی وجہ سے بنی ہے اس فتنے کے نتیجے میں امت اسلامی شگاف ہوئے مختلف فرقوں میں بٹ گئے تو ہر ایک نے اپنے فرقے کے حق میں دوسرے کی زد میں احادیث جعل کیں ہیں تاکہ وہ اس حدیث کے ذریعے اپنے مقاصد ومطالب حاصل کریں بدقسمتی سے تعجب کے ساتھ کہنا پڑتا ہے بہت سے اہل سنت اس میں بہہ گئے ہیں بلکہ وہ منحرفین کے ساتھ مل گئے ہیں ان احادیث میں سے سب سے زیادہ قابل توجہ احادیث فضائل صحابہ ہے خلفاء ہے ابی بکر، عمر، عثمان، علی، عباس، معاویہ ان کے بارے میں جعلی احادیث ہیں جیسے ابوبکر میری امت میں میرے بعد مرجع رہے گا پناہ گاہ رہے گا یا یہ حدیث کہ علی خیر البشر ہے بغیر کسی شک وشبہ کے اگر کسی کو شکوہ ہے تو وہ کافر ہے۔

یا یہ حدیث قدسی امت یا یہ کہ امت میں تین امین ہیں میں، جبرئیل، اور معاویہ یہ احادیث ایک فرقہ کی تائید مین دوسرے کی زد میں گھری گئی ہیں ان احادیث میں سے ایک قرآں غیر مخلوق ہے اور ایک یہ کہ قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک ان کی آراء کو بیان نہیں کریں گے۔

سبب جعل احادیث:

عداوت ودشمنی اسلام اسلام سے دشمنی کی وجہ سے حسد وکینہ کی وجہ سے احادیث جعل کی گئی ہیں تا کہ چہرہ اسلام مسخ ہو جائیں یہ وہ گروہ ہے جو فتح اسلامی میں مغلوب ہزیمت خوردہ لوگ تھے' وہ اپنی رفتاروک ردار کو اپنے لئے فخر سمجھتے تھے عربوں کو حقیر سمجھتے تھے جب ان کی حکومت کا خاتمہ ہوا عربوں کے ہاتھوں تو ان پر یہ گراں گزرا تو انہوں نے مسلمانوں کو خراب کرنیک ے لئے مقابلہ کرنے کے لئے ان سے انتقام لینے کے لئے عاجز تھے تو انہوں نے اس طرح احادیث جعل کیں انہوں نے دیکھا کہ قرآن تو محفوظ ہے متواتر ہے اس کا مقابلہ نہیں ہوسکتا تو انہوں نے حدیث کی طرف رخ کیا جعل احدیث شروع کی دین کو اہل دین کے لئے خراب کیا مسلمانوں کی عقل وفکر کو برباد کیا دین خدا سے ان کی روگردانی کی جعلی احادیث' ناپسند احادیث' عقل سے متصادم احادیث کو جعل کیا۔

اسلام سے عدوات ودشمنی کی بنیاد پر گھڑی گئی احادیث کی ایک جھلک:

جہاد ابن زے دکہتا ہے کہ میں نے پیغمبر پر ۱۴۰۰۰ احادیث جعل کیں ہیں ابن عدی نے عبدالکریم بن عوجا کے بارے میں لکھا ہے جب اس کو لائے گرفتار کر کے محمد بن سلیمان کے پاس تو اس کی گردن مارنے کے لئے کہا عبدالکریم بن عوجا نے کہا کہ اللہ کی قسم میں چار ہزار احادیث جعل کیں ہیں جس میں حلال کو حرام قرار دیا اور حرام کو حلال قرار دیا ہے اسی طرح یہ حدیث کہ میں عرفات کے دن اللہ کو ایک سرخ اونٹ سے سوار ہوتے ہوئے دیکھا اس وقت اللہ دو چار پہنے ہوئے تھے اس حدیث کو ابوالعلی ہوازی جو حدیث گھڑنے والوں میں سے ایک تھے اس نے اس کو اللہ کی صفات میں نقل کیا ہے۔

اللہ کو جب غصہ آتا ہے تو عرش میں پھونک پڑتا ہے تو یہاں تک عرش اٹھانے والوں کو عرش بھاری لگتا ہے اس حدیث کو ابن حیان نے نکالا ہے اوران سے اس کے راوی کو جو ایوب بن عبدالسلام ہے کو کذاب کہا ہے یہ حدیث بدترین بری ترین احادیث میں سے ہے۔

یہ حدیث حمید بن انس سے نقل کیا کہ میں خاتم نبین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں الا ایشاء اللہ مگر اللہ چاہے یہ مگر الا جو ہے مطلب آسکتا ہے اس نے حدیث میں اضافہ کیا الا ماشاء اللہ کا اضافہ کر کے نبوت کا دروازہ کھولا۔

حد سے زیادہ رغبت دلانے اور حد سے زیادہ خوف دلانے کے لئے جعل احادیث کیں ہیں اس قسم کی احادیث بعض لوگوں نے خود کو زاہد' عابد پیش کرنے کے لئے گھڑی ہیں یعنی خود کو دین دار دکھانے کے لئے انہوں نے احادیث جعل کیں ہیں تا کہ لوگ نیک کام کریں شر سے باز آئیں مسلم نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں یحیٰ بن سعید کتام سے نقل کیا ہے لوگ اہل خیر جھوٹے حدیث گھڑنے مین سب سے زیادہ پیش پیش ہیں کو کچھ ان کی زبان پر چلتا ہے اس پر ان کو خود بخود کہہ دیتے ہیں

ابن عدی نے ابی عاصم سے نقل کیا ہے ایک صالح انسان کو جھوٹ بولتے ہوئے نہیں دیکھا سوائے حدیث کے یعنی صالح انسان عام طور پر جھوٹ نہیں بولتے مگر حدیث میں جھوٹ بولتے ہیں۔

حافظ بن رجب حنبلی:

کتاب شرح ابی ترمذی میں لکھتے ہیں جو شخص تہجد میں مشغول ہے اس وجہ سے وہ حدیث نقل نہیں کرتے اور یہ دو گروہ ہیں بعض ان کی عبادت کی وجہ سے ان کو حدیث یاد کرنے کا موقعہ نہیں ملتا وہ اس طرح حدیث بیان کرتے ہیں کہ میں نے سنا ہے مرسلات زیادہ کرتے ہیں جیسے اعوان بن ابی ایاز، یزید رقاشی، شوعبہ، کہتے تھے کہ مجھے زنا کرنا آسان سمجھتے ہیں جھوٹی حدیث نقل کرنے سے ابن مبارک نے کہا مجھے اختیار دے دیں جنت میں داخل ہو جاوں یا عبداللہ بن معرب سے ملاقات کروں تو میں عبداللہ بن معرب سے ملاقات کو پسند کروں گا پھر جنت میں جاوں گا۔

جب اس نے اس کو دیکھا عبداللہ بم عرب کو تو اس نے کہا گو ہر اچھا ہے اس سے گو ہر زیادہ پسند ہے اس سے۔

بعض احادیث بعض احادیث عملاً جعل کرتے ہیں جیسا احمد بن غالب، زکریا ابن یحیٰ وقار غلام خلیج جیسے حافظ بن رجب نے نقل کیا ہے زیادہ زہد دکھاتے تھے شہوات دنیا کو چھوڑے ہوئے تھے ان سے پوچھا احادیث جو آپ بیان کرتے ہیں کیا ہیں تو اس نے کہا یہ احادیث ہم نے خود گھڑی ہیں تا کہ لوگوں کے دل جیتیں ابوداود نے کہا میں ڈرتا ہوں کہ میں بغداد کا دجال نہ ہو جاوں۔ کبھی مقاصد دنیا کے حصول کے لئے احادیث جعل کرتے ہیں جیسا کہ امراء وزراء خلفاء سے قرب حاصل کرنے کے لئے لوگوں کو اس کے گرد جمع کرنے کے جیا کہ قصاص شعبدہ والے کرتے ہیں۔

احادیث میں جعل: [کتاب سنۃ قبل التدوین تالیف محمد حجاج ص ۱۹۵]

جعل حدیث میں جو زیادہ کردار ہے جنہوں نے اس میں پیش قدمی کی ہے پہل کی ہے اس سلسلہ میں صاحب الکتاب ابن ابی الحدید سے نقل کرتے ہیں کہ حدیث جعل کرنے کا سلسلہ پہلے مرحلے میں اہل تشیع سے شروع ہوا ہے انہوں نے علی کے فضائل میں بے تحاشا احادیث وضع کیں ہیں جہاں علی کے فضائل میں حدیث جعل کی ہیں اس منظر کو دیکھ کر دوسرے فریق نے بھی اپنے پیشواوں کے حق میں احادیث جعل کیں اس کو ذریعہ بنا کر دشمنان اسلام نے اس کو نمونہ بنا کر، اس کو چھتری بنا کر انہوں نے بھی حدیث جعل کرنا شروع کیا ان بے جا بے مقصد احادیث کی جعل سے امت میں بہت فتنہ وفساد قائم ہوئے دین اسلام کا چہرہ مسخ آلودہ ہونے لگا اہل بیت کی شان احادیث کی جعل تنہا شیعوں تک محدود نہیں رہی بلکہ دشمنان اسلام نے بھی اس گروہ میں شامل ہو کر احادیث جعل کیں فضائل کے نام ایسی احادیث جعل کیں جو کہ درحقیقت علی کے نقائض میں شمار ہوتی ہیں علی کی مذمت میں شمار ہوتی ہیں۔ چنانچہ ابوالفرج ابن جوزی نے کہا ہے علی کی صحیح فضائل اپنی جگہ لاتعداد ہیں لیکن شیعہ پھر بھی اس پر قانع نہیں ہیں انہوں نے اتنی احادیث جعل کیں ہیں کہ ان کا رد بھی مشکل ہے۔

یہاں تک ان کی دسترس تھی اتنی احادیث جعل کیں یہاں تک کہ اہل عراق کا چہرہ خراب ہو گیا لوگ پوچھتے تھے کہ تم کہاں سیہو جب کہتے تھے کہتے تھے عراق منہ موڑ لیتے تھے لوگ نام عراق سنتے ہی کہتے تھے کہ یہ لوگ کذاب ہیں خائن ہیں خیانت کار ہیں لوگ ایک دوسرے کو کہتے

تھے کہ ان سے بچ کے رہو امیر المومنین کے کسی صحابی نے ان کے بارے میں کہا خدا ان کو ختم کرے کہ کیسا خاب علم انہوں نے پیدا کیا عامر شعبی نے کہا ہے اس امت میں اتنی جعلی احادیث وضع نہیں ہوئی ہیں جتنی علی کی شان میں وضع کی گئی ہیں ابن تیمیہ نے کہا ہے شیعوں کی احادیث تاریخ میں ضرب المثل بنی ہیں ابن مبارک نے کہا دین اہل حدیث سے تعلق رکھتا ہے گفتگو اہل عقل سے تعلق رکھتے ہیں اور جھوٹ شیعوں سے تعلق رکھتا ہے۔

امام مالک نے شیعوں کے بارے میں کہا کہ ان سے بات نہ کرو ان سے روایات نقل نہ کرو یہ لوگ جھوٹے ہیں امام شافعی نے کہا ہے میں کسی سے زیادہ جھوٹ بولتے ہوئے نہیں دیکھا سوائے شیعوں کے یزید بن ہارون نے کہا ہر بدعت گزار کی احادیث کو اگر وہ بری نیت رکھتے ہیں لیکن شیعوں سے نقل نہیں کرنا یہ جھوٹ بولتے ہیں عماد بن سلمہ نے کہا ایک شیخ بوڑھا عمر رسیدہ یعنی یہ شیعہ تھا اس نے توبہ کی تھی اس نے کہا جب ہم کسی جگہ جمع ہوتے بات چیت کرتے تو کوئی بات پسند آئی تو ہم اس کو حدیث بنا دیتے تھے۔ انہوں نے احدیث کو خود وضع کیں ہیں جو حدیث ہے اس میں تحریف کی ہے ہر دن ان کی احادیث میں اضافہ ہوتے گئے جب وہ حدیث علی کے فضائل میں رکھنا زیادہ ہو گئیں تو انہوں نے معاویہ اور بنی امیہ کی مزمت میں لکھنا شروع کر دی اس سلسلہ میں احادیث جعلی حدیثوں کو جمع کرنے والوں نے بہت سی احادیث اس باب میں دیکھتے ہیں۔

علی پیغمبر کے بعد خلیفہ ہیں، علی میرا وصی ہے میرے بعد سب سے بہتر ہستی جسے میں چھوڑ کے جا رہا ہوں وہ علی ہے، اے علم ہم آپ کو نبوت دے رہے ہیں جبکہ میرے بعد نبی نہیں ہونگے ہر نبی کا وصی و وارث ہوتا ہے میرا وصی و وارث علی ہے مجھے اللہ جب معراج پر لے گیا اس وقت اللہ نے علی کو وہاں مجھے دکھایا ہرا آسمان پر عجیب منظر دیکھا پیغمبر نے فرمایا میں اور علی نور واحد سے ہیں ہم دونوں عرش کیدائیں طرف ہوتے تھے میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ایک اللہ کی کتاب دوسرے علی ابن ابی طالب علی خیر الناس ہیں جو یہ نہیں سمجھتے ہیں وہ کافر ہیں، علی کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے حب علی تمام گناہوں کو کھاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھاتی ہے اگر کوئی آدم کو دیکھنا چاہے علم میں نوح کو فہم میں ابراہیم کو حکمت میں یحیٰ کو زہد میں موسیٰ کو طاقت وقدرت میں تو علی کو دیکھو کوئی انسان مرے اگر اس کے دل میں علی کا بغض ہو تو سمجھ میں لے لیں وہ یہودی یا نصرانی مرے گا میری حدیث کی مثال وہ درخت ہے جس کا اصل میں ہوں، اور فرع علی ہے۔ حسن وحسین اس کے پھل ہیں شیعہ اس کے ورق ہیں نجس جس سے عیب ہی عیب نکلے گا جو ہم سے محبت کرے وہ علی سے محبت کرتے وہ ہم سے دشمنی کرے گا جس نے علی سے دشمنی کی جس نے ہم سے دشمنی کی اس نے اللہ سے دشمنی کی اور جو اللہ کا دشمن ہو گا وہ جہنم میں جائے گا اے علی اللہ نے آپ کو بخشا ہے آپ کی ذریت کو آپ کے والدین کو آپ کے اہل خانہ، آپ کے دوستوں کو، آپ کے دوستدار کے دوستداروں کو۔

حتیٰ فضائل علی میں احادیث کو وضع کی گئی ہیں اس زیادہ گندے اور بدالفاظ میں ابوبکر، عمر کی مذمت میں حدیث نقل کیں جتنی بری زبان اور

الفاظ ہوسکتے تھے ابن ابی الحدید نے اپنی کتاب میں لکھا ہے جتنے برے الفاظ میں احادیث شیعوں نے نقل کیں مثلا ابوبکر نے عمر کو حضرت زہراء کے گھر بھیج دیا اور عمر نے آکر دروازے پر لات ماری اور علی کی گردن میں رسی ڈالی اور اس کو کھینچ کر گئے یہ حدیث کسی بھی راوی نے نہیں نقل کی ہے اور نہ کوئی اس کو جانتا ہے یہ صرف شیعہ ہی نقل کرتے ہیں اس دیکھ سنیوں نے ایسی احادیث خلفاء کی شان میں معاویہ کی شان میں فضیلت میں رکھی مثلا پیغمبر نے فرمایا جب مجھے معراج پر لے گئے تو میں نے دعا کی کہ خداوند میرے بعد میرے جانشین علی کو قرار دیدے یوں ہی یہ دعا کی تو آسمان ہلنے لگا اور ملائکہ نے اوپر سے نداء کی ہر طرف سے یا محمد ہوگا وہی جو اللہ چاہتا ہے اللہ نے چاہا ہے آپ کے بعد ابوبکر ہی خلیفہ ہونگے۔

عبداللہ بن جزار سے نقل ہے کہ ہم رسول اللہ کے پاس تھے ایک گھوڑا لائے کہا اس پر سواری کرو کہا اس گھوڑے پر وہی سوار ہونگے جو میرے بعد میرے خلیفہ ہونگے تو ابوبکر آکر سوار ہو گئے ابوبکر نے پیغمبر سے کہا میں آپ کے ساتھ صف اول میں تھا میں نے تکبیر پڑھی پھر سورہ حمد پڑھی پھر میرے دل میں کوئی فتور آیا کہ میں وضو کروں یا نہیں وہیں باہر نکلا مسجد کے دروازے پر تو اوپر سے ندا آئی پیچھے ہٹو تو جب پیچھے دیکھا تو ایک سونے کے برتن میں صاف وشفاف' ٹھنڈا' بہت میٹھا اس کے اوپر ایک سبز رومال رکھا ہوا تھا اس پر لکھا ہوا تھا لا الہ الا اللہ صدیق ابی بکر ہے میں نے رومال کو ہٹھایا اور وضو کیا اور آکر مسجد میں داخل ہو گیا۔ ص ۲۶۰ پر ہے کہ عبدالکریم بن ابی عوجا نے کہا ہے کہ میں نے چار ہزار احادیث جعل کیں ہیں جس میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال قرار دیا خلیفہ عباسی نے کہا ہے زنادیق نے میرے پاس اقرار کیا ہے انہو ں نے چار ہزار احادیث جعل کی ہیں حماد بن زید نے کہا ہے میں نے پیغمبر سے بارہ ہزار احادیث کو نسبت دی ہے ایک روایت میں چودہ ہزار۔

اماکن مقدسات کی فضائل میں احادیث:

ص ۲۵۹ پر لکھا ہے دنیا میں چار شہریں ہیں جن کا جنت کے شہروں میں ذکر ہوتا ہے مکہ' مدینہ' بیت المقدس' اور دمشق۔

بعض شخصیت کی مذمت میں آیا ہے پیغمبر نے فرمایا میری امت سے ایک شخص ہوگا اس کا نام محمد ابن ادریس ہوگا وہ میری امت کے لئے اتنا نقصان دہ ہوگا کہ ابلیس سے بھی زیادہ اور میری امت میں ایک شخص ہونگے جو میری امت کا چراغ ہوگا اس کا نام نعمان بن ثابت ہے اللہ کے دین کو یہ زندہ کریں گے میری سنت اس سے رواج پائے گی۔

احادیث کی جعلیات میں سے ایک یہ ہے کہ غریب احادیث کے بارے میں بعض احادیث کی سند کے بارے میں آیا ہے ان کی فضیلت بیان کی گئی ہے تاکہ لوگ یہ کام کریں۔

روایات موضوعہ (خودساختہ) کی تعداد:

سطحی سادہ اذہان کے حامل انسان جو مسائل کو سرسری' چلتے ہوئے مناظر تک محدود سمجھتے ہیں اور وہ لوگ جنہوں نے عمدا سوچے سمجھے ان جرائم

موبقات کا ارتکاب کیا ہے جس میں ان کا کردار ہے وہ کہتے ہیں کیونکہ ہم ان خودساختہ اخبار کو ایک کتاب کی شکل میں جمع کر کے پیش نہ کریں تا کہ لوگ ان سے پرہیز کریں گریز کریں، یا یوں ان سے اصل صحیح حدیث ہو جمع کر کے پیش کریں ورنہ عام لوگوں کے لئے کیسے ممکن ہے کہ وہ صحیح احادیث کو سقیم احادیث سے، صحیح احادیث کو خودساختہ احادیث سے شناخت کریں پہچان کریں یہ فارمولا یا یہ نسخہ یا یہ تجویز رائے عامہ میں اسکو پذیرائی ہے ہر ایک اس کی داد دیں گے لیکن اہل فکر و دانش مسائل کو گہرائی، انتہائی، عمق، اعماق و آفاق کی سطح پر دیکھنے والے سمجھتے ہیں احادیث موضوعہ سے بچنے کا یہ فارمولا، یہ تجویز درست نہیں ہے۔

کیونکہ یہاں حدیث موضوعہ کی تعداد محدود و مشخص نہیں جو ہو ایک کتاب میں آ سکتا ہو ایسا نہیں ہے احادیث موضوعہ کا آپ اندازہ یوں کر سکتے ہیں ایک مثال سے ہمارے پاس دین و شریعت کے بارے میں قرآن کریم میں چھ ہزار کچھ آیات محکم ہیں اس میں آیات متشابہ کم اور آیات محکم زیادہ ہیں۔ قرآن میں چندیں آیات آئی ہیں مسلمانوں کی دین و دنیا کی ضروریات بطور کامل، اتم، بغیر کسی نقص کے ایک تو اس کتاب میں موجود ہیں اگر اس میں کوئی کمی بیشی ہو وضاحت طلب، تشریح طلب ہو تو وہ سنت و سیرت رسول سے پوری ہوتی ہے سنت اس کی تشریح و تکمیل ہے لہٰذا اس کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کے پاس سنت کی مقدار اس سے بہت کم ہونی چاہیے تا ہم علمائے حدیث کا کہنا یہ ہے انہوں نے واضح انداز ے میں کہا ہے کہ ہمارے مجامع احادیث میں کل احادیث دو لاکھ سے زیادہ ہیں یہ جو دو لاکھ کی تعداد بتائی ہے وہ بھی منہاء احادیث اہل تشیع ہے۔ وہ اس میں شامل نہیں ہیں اگر اہل تشیع کی احادیث کو اس میں شامل کریں تو وہ کم سے کم پچاس ہزار کی احادیث بنے گی اب اس میں علمائے حدیث کا کہنا ہے مکرارت کو ضعیف احادیث کو نکالنے کے بعد ہمارے پاس دس ہزار احادیث صحیح بچتی ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے آپ کے پاس دو لاکھ چالیس ہزار احادیث آپ کے پاس زائد، ضعیف یا خودساختہ ہیں تو آپ صحیح احادیث کی کیسے چھانٹی کریں گے یا ضعیف احادیث کو خودساختہ احادیث کو کیسے نکالیں گے۔

قرآن کریم اور اس کو لانے والے حضرت محمد انسانوں کے لئے آئیں لائے امر و نہی لائے کہ یہ کام کرو اور یہ کام مت کرو یہ تمہارے لئے نقصان دہ ہے یہ تمہارے فائدہ میں ہے لیکن اس مقابل میں اگر آپ احادیث کو دیکھیں گے تو مجموعہ احادیث خودساختہ میں اسلام کی کوئی شق خالی نہیں چھوڑی جس خودساختہ احادیث کو شامل نہ کیا ہو۔

عقائد، توحید سے لے کر آخرت تک، معاد تک، قبر تک اور ابواب فقہ میں طہارت سے جہاد تک ہر باب میں احادیث کی بھرمار کی ہوئی ہے او ران سب سے نجات پانا نہ کسی کی شخصی یا اجتماعی بس کی بات ہے بالغرض اگر اس کو لائیں گے تو عوام اس پر توجہ نہیں دیں گے پھر وہی مافیا، دینی مافیا مداخلت کرے گا تو ہمارے لئے کوئی چارہ نہیں ہمارے لئے کوئی اور طریقہ نہیں رہتا ہے کہ ہم لوگوں کو احادیث کی، خودساختہ احادیث کی نشاندہی کرنے کی بجائے، خودساختہ احادیث کی شناخت کرائیں اصول بتائیں اس اصول کے ذریعے ہر شخص فوراً یہ درک کرے کہ اس سے خودساختگی کی بو آتی ہے ہمارے معاشرے میں اسلامی معاشرے میں جن مسائل میں خودساختگی کی بھرمار ہے اس کی ایک فہرست ہم پیش

کرتے ہیں پھر آگے جا کر اس کی شناخت کا طریقہ معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔
دین کا اصل مبداء اللہ کی وحدانیت ہے اللہ اپنے ذات وصفات میں ''لیس کمثلہ شئی'' ہے دنیا کی کوئی چیز، ہستی، اللہ کی صفات میں کمال و جمال میں قریب نہیں ہوسکتا یہ مسلمانوں کے بنیادی عقائد میں سے ہیں اسی سے انسان موحد بنتا ہے جبکہ آپ کو اس سلسلہ میں خود ساختہ حدیث کی ایک جنگل ملے گا جس میں اللہ کو نیچے اتار کر مخلوق کے لباس میں گلی کوچے میں چلتے پھرتے دیکھائے گا یہ ذوات وہی کام کر سکتے ہیں جو اللہ کرتا ہے یہ ذوات اتنا جانتے ہیں کہ جتنا اللہ جانتا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ وہ ایک منظر سے غائب میں تھے ابھی منظر ظہور میں آیا ہے پہلے وہ کھاتے پیتے نہیں تھے اب وہ کھاتے پیتے ہیں جب ان کی موت آتی ہے تو کہتے ہیں وہ پردہ غیب میں گئے ہیں وہ پھر دوبارہ آئیں گے اس نے انتظار کرواگر کبھی اس کو علی کہتے ہیں کبھی محمد کہتے ہیں کبھی عیسیٰ کہتے ہیں کبھی کہتے ہیں مہدی ہے اور اس کی انتظار کرواتے ہیں یو یہ ارباب عقل وفکر کے لئے کافی ہے جس کو آپ نے لیس کمثلہ شئی کہا ہے آپ نے اس کو مثل بنا کر پیش کیا ہے تو اس سلسلہ میں جتنی بھی روایات ہیں وہ روایات خود ساختگی ہیں ان روایات کی اسناد ضعیف ہونے کے بارے میں علماء نے مندرجہ ذیل کتابیں لکھی ہیں کہ ان احادیث کی اسناد درست نہیں ہیں غلط ہیں فاسق ہے فاجر ہے ملحد ہیں۔

موضوعات ضد معقولات ومتواترات ومسلمات:

علمائے حدیث نے حدیث کی حجیت پر دو زاویوں سے بحث وگفتگو کی ہے:

۱۔اسناد حدیث: یعنی حدیث کی سند کیسی ہے حدیث کے قبول کرنے کے لئے جو شرائط علمائے حدیث نے بیان کی ہیں راوی کے لئے میسر ہے اگر نہیں ہے تو یہ حدیث ضعیف ہوگی اگر اس حدیث کو نقل کرنے والے اپنی جگہ ازروئے حمد ونعت بیان کی ہے تو اس کو موضوعات کہا ہے اس سلسلہ میں علماء نے مستقل کتابیں لکھی ہیں۔

۲۔متن یا مضمون روایت: یعنی کلمات، جملات حدیث اپنی جگہ درست ہیں یا نہیں اس بحث کو متن روایت کہا جاتا ہے حدیث اس وقت مخدوش قرار پاتے ہیں جب حدیث کا متن عقل آیات محکمات نبی کریم سے ثابت شدہ روایت سے متصادم قرار پائے تو یہ حدیث ازروئے متن مردود ہوگا اس سلسلہ میں علماء نے بہت سی احادیث کو ازروئے متن مسترد کیا ہے لیکن کوئی کتاب مستقل طور پر کل جمع کیا ہو جن کے متن درست نہیں ہیں کم دیکھنے میں آئی ہیں، کتابوں میں بطور شاہد مثال کثیر احادیث کا ذکر آیا ہے لیکن ایک مستقل کتاب کی صورت ابھی تک کم دیکھنے میں آیا ہے صرف ایک کتاب محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ متولد ۲۱۳ متوفی ۲۷۶ یہ شخص اپنے دور کے بہت بڑے جید علوم وفنون کے ماہر تھے اس نے ایک کتاب تاویل مختلف الحدیث کے نام سے تالیف کی ہے۔

اس کتاب میں انہوں نے ۱۱۰۹ احادیث کو جمع کیں ہیں اور ۱۱۰۹ احادیث پر ناقدین کی نقد کو ذکر کیا ہے یہ جو حدیث آپ نقل کرتے ہیں وہ قرآن کی ان آیات سے متصادم ہیں یا ان روایات مسلمہ سے متصادم ومتعارض ہیں اعتراض کیا ہے صاحب کتاب نے بہت سی جگہ کوشش کی

ہے کہ اس تصادم وتضاد کا حل پیش کریں یعنی حدیث کی ظاہری الفاظ سے نظر ہٹا کر اس کا ایک تاویلی بعید از فہم تاویل پیش کی ہے یقیناً کلام اللہ کلام رسول سامعین پر پر حجت ہے لہٰذا اللہ فرماتے ہیں ’’فل وللہ حجۃ البالغۃ‘‘ جب اللہ بندے پر حکم نازل کرتا ہے اس کی پاسداری اس پر عمل کرے تو اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس ٹھوس دلیل ہے ہم نے واضح اندازے میں سمجھایا ہے اگر کوئی حیلہ بہانہ کرکے اس پر عمل نہیں کیا تو ہم اس کو اپنی گرفت میں لیں گے اس کو نہیں چھوڑیں گے اس کے لئے مقررہ کردہ سزا اس کو ملے گی تو اس کا مطلب یہ ہے جو حکم شریعت میں آیا ہے اس کو واضح ہونا چاہیے روشن ہونا چاہیے خاص وعام کے فہم ودرک میں آنا چاہیے ساری عوام خلائق سب تو ابن قتیبہ جیسے نہیں بن سکتے ہیں تو یہ ابن قتیبہ کی کوشش تاویل بلا جواز ہے چنانچہ ان کی تاویلات سے پتہ چلتا ہے یہ تاویلات متن سے بہت کوسوں دور ہے چنانچہ ہم اس سلسلہ میں چند نمونے پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں کیونکہ ۱۰۹ کے ۱۰۹ ذکر کرکے ان کے جوابات کو پیش کرنا ہماری کتاب کی مقررہ صفحات حجم سے باہر ہوجائیں گے۔

مصادر حدیث موضوع:

خودساختہ حدیثوں کے مصدر کہاں سے ملیں گے ہم اگر حدیث ضعیف کو سمجھنا چاہیے تو کن کتابوں میں رجوع کرنا پڑے گا اس کو کہتے ہیں مصادر حدیث موضوع۔

علمائے اعلام نے سعی پیہم اور قابل قدر سعی کی ہے کہ احادیث ضعیف کو یکجا جمع شیفتگان حدیث کو فراہم کریں کہ یہ ضعیف احادیث ہیں تا کہ عام مسلمان یا سادہ علماء یا کم لیاقت واے کم صلاحیت والے باطل میں گرنے سے' باطل میں مبتلا ہونے سے بچ جائیں اس سلسلہ میں بہت سے علماء نے اپنے وسائل جمیلہ کو پیش کیا۔

۱۔موضوعات بن جوزی

۲۔اللالی الموضوعۃ فیالاحدیث الموضوعۃ حافظ جلال الدین سیوطی

۳۔تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاحدیث الشنیعہ الموضوعۃ حافظ بن الحسن کناتی

۴۔المنار المنیف فی صحیح والضعیف حافظ بن قیم جوزی

۵۔الموضوع فی الحدیث الموضوع حافظ علی قاری۔

بتایا کہ یہ علمائے اعلام نے خودساختہ جعلی احادیث کو ایک کتاب میں جمع کرکے علماء کے لئے بڑا کارنامہ ہے اور امت پر بڑا احسان ہے اور ان کے لئے راستی نزدیک کئے ہیں اب ہمیں مزید اس سلسلہ میں کاوش کرنے کی یا بار دیگر زحمت کرنے کی ضرورت نہیں ہے یہ زحمت انہوں نے اٹھائی ہے یہ بات اپنی جگہ درست نہیں ہے جس طرح ادھر حدیث جعل کرنے والوں نیا حادیث جعل کیں ہیں ممکن ہے انہوں نے ان کی زد میں ایسا کیا ہو ممکن ہے ان کا حافظہ بھی درست نہ ہو تو آپ کو من وعن آنکھ بند کرکیان کی تقلید نہیں کرنی ہے ٹھیک ہے یہ انہوں نے

خدمت کی ہے ان کی خدمات بھی گزشتہ احادیث جیسی ہے ان میں بھی شکوک وشبھات موجود ہیں اس میں بھی ہم کو تقلید نہیں کرنی اس میں بھی ہم کو تحقیق کرنی ہے کیا نہوں نے یہ شناخت عادلانہ کی ہے کسی کو گرانے کے لئے کیا ہے یہ سب جاننا پڑے گا اس کا کیا طریقہ ہے چنانچہ اس سلسلہ میں بھی ہمیں اس شخص کو جس نے یہ کتاب لکھی ہے اس کے بھی شخصیت کو سامنے رکھنا ہو گا کہ وہ کس قسم کے انسان تھے۔

۳۰ سے یہاں

عبداللہ عنان زیدی نے انس سے نقل کیا ہے کہ میری امت میں ایک ایسے شخص ہو نگے جس کا نام محمد بن ادریس ہے وہ میری امت میں ایک ایسا فرد ہو گا اس کا نام ہے ابوحنیفہ یہ میری امت میں چراغ ہے اس سے زیادہ تعجب والی وہ حدیث ہے عمر بن تمیمی نے نقل کیا ہے وہ کہتا ہے کہ میں سعد بن توریب کے پاس آے اہے اس کا بیٹا کتاب لے کر آیا روتے ہوئے پوچھا کیا ہو تم کو کہتا میرے معلم نے مجھ کو مارا ہے تو اس نے کہا میں آج ان کو شرمنہ کروں گا اکرمہ نے ابن عباس سے نقل کیا ہے تمہارے بچوں کے اسناد بدترین مخلوق ہے وہ یتیموں پر رحم کم کرتے ہیں مسکینوں پر سخت برستے ہیں یہ حدیث پیغمبر کی ہجرت کے ۴۱ سال گزرنے کے بعد سامنے آئی خلیفہ رابعہ حضرت علی کے دور میں جب مسلمان خلفاء کے بارے میں گروہ درگروہ تقسیم ہوئے ہیں بعض عامۃ الناس کے ساتھ ہوئے بعض خوارج ہو گئے بعض شیعہ۔

سب سے سستہ ٔاہلا کار ٔضعیف وہ ہے جو برے علماء ہر دور مین حاکم وقت سے قرب حاصل کرنے اس دربار میں پہنچنے کے لئے ان سے کچھ لینے کی خاطر حدیث جعل کیں ہیں غیاث بن ابراہیم نخعی کوفی ٔ مہدی امیرالمومنین کے پاس حاضر ہوئے مہدی عباسی کبوتر بازی سے شغف رکھتے تھے ان سے زیادہ کھیلتے تھے جب یہ شخص وہاں پہنچے تو مہدی کے پاس کبوتر تھے اس کے سامنے تو اس نے کہا کوئی حدیث نقل کرو تو اس نے ہاں فلاں فلاں نے پیغمبر سے نقل کیا ہے۔ مسابقہ تیراندازی میں ہوتا ہے یا گھورا سوار ہوتا ہے یا اونٹ ہوتا ہے یا پرندہ اس نے کبوتر کے لئے پرندہ استعمال کیا تو مہدی نے ان کے لئے تازیانہ اٹھایا اور کہا جھوٹے واپس چلے جاو پھر وہاں انہوں کبوتروں کو ذبح کرنے کا حکم دیا۔

حدیث خودساختہ میں ایک سلسلہ ایک حدیث قدسی ہے علماء حدیث نے حدیث قدسی کو حدیث نبوی سے اور قرآن کریم میں فرق بیان کیا ہے حدیث قدسی کہا وہ حدیث ہے جو اللہ نے نبی کو الہام کے ذریعے ٔ خواب کے ذریعے ملک کے ذریعہ خبر دی ہے پیغمبر نے اس کو اپنے کلمات والفاظ میں بیان کیا ہے معنی اللہ کے ہیں الفاظ پیغمبر کے اس کو حدیث قدسی کہتے ہیں حدیث نبوی وہ حدیث ہے جس کے لفظ اور معنی دونوں پیغمبر کے خود کے ہیں اس کو حدیث قدسی نہیں کہتے ہین قرآن اس کا لفظ معنی کے ساتھ لفظ بھی اللہ کے ہیں اللہ نے اس کو بطور اعجاز نازل کیا ہے اس کی تلاوت کرنا بذات خود تلاوت ہے قرآن میں معجزہ ہے حدیث قدسی میں معجزہ نہیں ہے قرآن کو جنایت کی حالت میں مس کرنا حرام ہے جبکہ حدیث قدسی کو مس کرنا حرام نہیں حدیث قدسی نقل کرنے والے خود پیغمبر ہیں پیغمبر نے جبرئیل سے نقل کیا ہے یہ حدیث تاج الدین بن عناوی نے نقل کی ہے۔

ادوار علم الحدیث:

اس وقت حدیث جو ہمارے دسترس میں ہے ہمارے ہاتھوں میں آئی ہے اور جہاں سے حدیث شروع ہوئی ہیں اس مدت مین حدیث کتنی ادوار مراحل و مراتب سے گزرے ہیں اس سلسلہ میں کتاب منہج النقد فی علوم الحدیث تالیف دکتور نورالدین عترص ۳۶ پر لکھتے ہیں علم الحدیث اپنی تاریخی تدرج و مراحل کو جب اکتسا کرتے ہیں سامنے لاتے ہیں تو پتہ چلتا ہے علم حدیث جو ہم تک پہنچی ہے وہ سات ادوار سے گزری ہے۔

دور اول:

پرورش کا دور ہے یہ دور نبی کریم کی وفات سے لے کر پہلی ہجری کے آخر تک چلا ہے جب پیغمبر کے بعد مستعل اسلام کو پرچم اسلام کو اصحاب نے اٹھایا خلفاء نے اٹھایا تا کہ انسانیت کو وہاں پہنچائے جہاں رسول اللہ پہچانا چاہتے تھے جہاں اب حقیقی معنوں میں صحیح معنوں میں قرآن کے محافظ بنے لیکن سوال ہے انہوں نے حدیث رسول کی حفاظت کے لئے کونسے اقدامات کئے کیسے اس کو ضیاع سے تلف سے بچانے کا بندوبست صفا قلبی، قوت ادراک جو دیگر قوموں سے الگ ایک ذہانت رکھتے تھے کیونکہ عرب کو نہ پڑھنا آتا تھا نہ لکھنا آتا تھا لہذا وہ ان کا تمام تر زور اپنے حافظہ پر ہوتا تھا اور اسی کا وہ تحفظ کرتے تھے اس کو بھولنے نہ پائیں جس طرف زندگی کے پیچیدہ مسائل سے باہر رہنے کی وجہ سے اور سادگی سے زندگی گزرنے کی وجہ سے ان کے اذہان بہت صاف تھے وہ عجیب اندازے میں حافظہ کے مالک تھے ذہانت کے مالک تھے یہی وجہ ہے کہ وہ الفاظ، القاب کو عجیب محیر اندازے میں یاد رکھتے تھے اسی طرح وہ صرف ایک دفعہ سنتے تھے اور ایک دفعہ سننا ان کے لئے کافی تھا ایک قصیدہ سن لیا اور اس کو یاد کیا۔

نہ ان کو لکھنا آتا تھا اور نہ وہ تکرار کرتے تھے۔ لہذا حفظ صفا قلبی بذات خود حفظ حدیث کا بندوبست بنے اس طرح وہ اپنی پوری زندگی کو چلاتے تھے۔

جب انہوں نے اسلام کو قبول کیا اب ان کے پاس اسلام جو ہے وہ اسلام قرآن اور محمد کی سیرت ہے اور محمد کی سیرت ہر حوالے سے ضائع ہونے سے بچانا ہے وہ سمجھتے تھے عربوں کی سعادت دنیا و آخرت دونوں میں عزت و شرف مقام و منزلت صرف اور صرف اسلام ہے اور اسلام قرآن و حدیث کا نام ہے لہذا انتہائی حرص تمع ولالچ جو کچھ کہہ لیں لیکن ان تمام تر توجہ یہ تھی کہ حدیث پیغمبر ضائع نہ ہو ان کے اندر یہ جو حس ہے یہ جو سوچ ہے اس کو پیغمبر نے بھی پرورش کی ہے توجہ دی ہے عنایت کی پیغمبر نے ان کو سفارش کی چنانچہ زید ابن ثابت نے کہا ہے کہ اس نے پیغمبر سے سنا ہے خدا اس شخص کو آباد رکھے خوشحال رہے جس نے میرے کلمات کو سن لیا اور اس کو دوسروں تک پہنچایا پیغمبر کے فرمان کو دوسروں تک پہچاننے کے لئے پیغمبر کی دعا ہے۔

جیسا کہ ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ وغیرہ لہذا حفظ حدیث واجبات میں سے تھے یہ از خود مسولیات و ذمہ داریوں میں سے تھے جو پیغمبر نے ان کے دوش پر چھوڑا ہے حدیث اسلام میں صحابہ کی شناخت بنی ہے ان کے سلوک عملی کی وجہ سے وہ رسول اللہ سے مانوس تھے وہ ہر چیز کو کلمہ کلمہ

پیغمبر سے نقل کرتے تھے ان کے دماغوں میں محفوظ تھے پھر وہ اس کو عملی صورت میں پیش کرتے تھے لہذا وہ نسیان وضیاع سے محفوظ تھے پیغمبر کو امید تھی کہ ان کی امت میری اس امانت کو انتہائی نگہداری سے آگے پہنچائے گی پیغمبر لمبی، چوڑی خطبے نہیں دیتے تھے کلمات پیغمبر مختصر ہوتے تھے محل وقوع پر لڑتے تھے۔

حفظ حدیث میں ایک کردار کتابت ہے:

حفظ معلومات کا ایک وسیلہ کتابت ہے جو کتابت کرنا جانتے تھے وہ لکھتے بھی تھے چنانچہ اس سلسلہ میں وہ اپنے یادداشتوں کو یاد کرتے تھے اس سلسلہ میں ابوبکر، ابو ہریرہ کہتا ہے باقی سے ہم زیادہ بغض رکھتے تھے لیکن عبداللہ عمر ہم سے زیادہ ہے کیونکہ وہ رکھتے بھی تھے اور حفظ بھی کرتے تھے۔ مجھے لکھا نہیں آتا ہے یہ جو کہتے ہیں کہ پیغمبر نے احادیث رکھنے سے منع کیا ہے اس کی زد میں بھی حدیث ہے بعض نے حدیث کو رکھا ہے لیکن مکتوب کی صورت میں لوگوں کو نہیں دیا کہ لوگ اس سے رجوع کریں اور لوگ اس کو پڑھیں لیکن بہت سوں نے اس کو رکھا ہے عبداللہ بن عمر بن عاص نے لکھا ہے حضرت علی نے بھی کچھ رکھا ہے سعد بن عبادہ نے بھی لکھا ہے کتاب زکات وسئیات جیسے ابوبکر نے رکھا۔

دور دوم:

دور تکامل ہے اس دور میں قواعد کلی کے اندر سب جمع ہوئے ہیں یہ دوسری صدی کے آغاز سے شروع ہوا اس دور میں چند کارنامے انجام پائے لوگوں کے داخلے کم ہوئے ہیں حدیثوں کی سند لمبی ہوگئی ہے بلکہ متعدد بھی ہوگئی ہے حافظان حدیث کم ہوگئے ایک صحابی سے مختلف لوگوں نے حدیث نقل کیں پھر شہروں میں منتشر ہوئے حدیث بھی منتشر ہوئیں ساتھ ہی منحرف گمراہ فرقے وجود میں آئے جیسے معتزلہ، جبریہ، خوارج وغیرہ تو اس صورت سے نمٹنے کے لئے علماء عالم نکلے اس حادثے کو اس المناک صورت کو اس سوارخ کو بند کرنے کے لئے رسمی طور تحقیق شروع ہوئی با قاعدہ رکھنے کا دور شروع ہوا اس کا آغاز عمر بن عبدالعزیز نے کیا انہوں نے شہروں میں موجود علماء کو بلایا اور ان سے کہا کہ حدیث ضائع نہ ہوجائیں چنانچہ احادیث کو جمع کیا گیا مجھے ڈر ہے کہ حدیث ضائع نہ ہوجائیں چنانچہ احادیث کو جمع کیا گیا مصنفات، جائع صفیان ثوری، عبدالرزاق، امام مالک اس طرح پانچ سو احادیث اقوال صحابہ وتابعین سے نقل درج ہوئے۔

آغاز وظہور احادیث خودساختگی: [کتاب منہج الفقد فی علوم الحدیث ص ۵۵]

فتنہ قتل امیر المومنین عثمان کے بعد فرق منحرفہ وگمراہ منظر عام پر نمودار ہونا شروع ہوئے انہوں نے بہت سی احادیث کو اپنی طرف جذب کرنے کیلئے جعل کیں اور نبی کریم سے اسناد کیں جہاں سے احادیث میں وضع وساختگی شروع ہوئی۔ جونہی جعلی احادیث کا ظہور شروع ہوا ہے تو علماء بھی میدان میں آئے انہوں نے بھی صحیح اور غلط کو تمیز کرنے، پہنچانے کی بھرپور سرتوڑ کوشش کی سب سے پہلا حدیث غلط وحدیث صحیح کی شناخت سند پوچھنے سے شروع ہوئی جو بھی حدیث نقل کرتے تھے ان سے پوچھتے تھے کہ آپ کس سے نقل کر رہے ہیں یہ کس کی بات

ہے چنانچہ مسلم نے اپنے کتاب کے مقدمہ پر ترمذی نے محمد بن سیرین سے نقل کیا ہے پہلے زمانہ میں سند کے بارے میں نہیں پوچھتے تھے جو نہی فتنہ ہوا تو لوگوں نے سند پوچھنا شروع کیا کہ بتاو کس سے نقل کیا ہے اگر معتبر ہے تو ان سے لیتا تھا اگر موضوع تو ان سے نہیں لیتا تھا علماء نے موضوع کو حدیث لینے میں احتیاط برتنے کا حکم دیا ہے ہر کس و ناکس سے نہ لے لیں جب تک راوی کی صداقت' دیانت' علم پر یقین اور اطمینان نہ ہو۔

یہاں تک کہ یہ معلوم ہوا کہ حدیث لینا دین ہے دین ہر شخص' ہر کس و ناکس سے نہ لے لیں جن سے دین لینا ہے ان کو بھی جان لیں تو یہاں سے شناخت راوی کی ضرورت منظر عام پر آئی احساس کرنے لگے کہ کون سے راوی سے لینا ہے اور کون سے راوی سے نہیں لینا ہے یہ ایک کسوٹی وضع ہوگا اس کو جرح و تعدیل کہا یہ اصول حدیث میں ستون کی حیثیت قرار پایا ہے احادیث صحابہ میں عبداللہ بن عباس انس بن مالک' ان سے لیتے تھے تابعیں میں سعید بن مسیّب سے لیتے تھے یہاں سے لوگوں کا بھی سفر حدیث کی تلاش میں شروع ہوا کہ ایک راوی اصل سے نقل کریں ہمارے پاس ایسے اخبار پہنچے ہیں جو انتہائی حیرت انگیز ہیں حدیث کو تلاش کرنے میں مشقت' زحمت و برداشت کرنا شروع کیا حدیث صحیح کو غلط سے سالم کو مخلوط سے تمیز کرتے ہوئے یہ تمام احادیث اپنی جگہ دو حصوں میں تقسیم ہیں۔

حدیث مقبول: یعنی یہ حدیث مقبول ہے اس پر عمل ہوسکتا ہے۔ اس حدیث کو حدیث صحیح اور حسن کہتے ہیں۔

حدیث مردود: اس کو حدیث ضعیف نقص کہتے ہیں حدیث ضعیف کی بھی اقسام ہیں۔

علم حدیث کو سات قسموں میں پایا:

۱۔حدیث مرفوع	۲۔حدیث موقوف	۳۔حدیث مقطوع
۴۔حدیث متصل	۵۔حدیث مرصل	۶۔حدیث منقطع
۷۔حدیث مدلس		

دور سوم:

یہ حدیث کو لکھنے کا دور ہے یہ تیسری صدی سے چوتھی صدی کے دور تک ہے تیسری صدی تدوین حدیث کے حوالے سے اس کو دور ذہبی کہتے ہیں اس میں احادیث مکمل طور پر تدوین ہوئی پہلی صدی کے دور میں حدیث کو جمع کیا اور مسانید کو بھی جمع کیا اسماء صحابہ کے نام سے یعنی پہلے صحابہ کا نام لیا پھر اس نے کتنی احادیث جمع کیں مثلاً مسند ابی بکرؓ پھر مسند عمرؓ یہ پہلا دور تھا اس کے بعد بخاری آیا انہوں نے حدیث صحیح کو الگ کیا اس حدیث تک پہنچنے کے لئے ان کو یکجا جمع کیا کتاب جامع صحیح اس میں باقی کتابیں قومی پر مشتمل رکھیں اگرچہ حدیث جمع کرتے وقت صحت کا شرط نہیں لگائی یہ امتیاز صرف بخاری کے لئے ہے پھر ان کے بعد ابن خزیمہ نے شرط صحت لگائی۔

اس دور میں انواع حدیث ایک علم خاص کی شکل میں وجود میں آئی علم حدیث صحیح' حدیث مرسل' علم اسماء کنی

کتاب یحییٰ بن حصین متوفی ۲۳۴ تاریخ رجال میں محمد بن سعد ۲۳۵ متوفی طبقات احمد ۲۴۱ متوفی ''الی معرفت الرجال میں ناسخ ومنسوخ ''علی بن عبداللہ مدنی متوفی ۲۳۴ شیخ بخاری انہوں نے بہت سے فنون میں کتاب لکھے ہیں ان کی تالیفات ۲۰۰ تک پہنچی ہے ہر فن میں انہوں نے کتاب لکھی ہے۔

چوتھا دور:

اثر تالیف جامع یہ چوتھے دور سے ساتویں دور تک پہنچتے ہیں علماء اس دور میں کتب سابق پر تقیہ کیا ان کی مولفات میں جو نہیں آیا ہے اس کو انہوں نے جمع کرنا شروع کیا مستدرکات کے نام سے پھر انہوں نے اس پر حاشیہ لگایا اس حوالے سے یہ کتاب آئی ہے محدثفاضل راوی قاضی ابواحمد حسن بن عبدالرحمٰن خلاط متوفی ۳۶۵ یہ سب بڑی کتاب ہے علم حدیث کی اپنے دور میں اس میں آداب راوی، محدث اور حدیث یاد کرنا علم حدیث میں تحقیق کی۔

الکافیہ کی علم راویہ:

خطیب بغدادی ابی بکر احمد بن علی متوفی ۴۶۳ اس میں قوانین روایت کو جمع کیا اصول قواعد کلیہ کو بیان کیا۔

العلم فی اصول الرویات والسمعاء: روایت نقل کرنے کے کیا اصول ہیں روایت سننے کے کیا اصول ہیں یہ قاضی ایاز بن موسیٰ متوفی ۵۴۳

معرفۃ علوم الحدیث حاکم ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ متوفی ۴۵۵۔

المستخرج ابی نعیم احمد بن عبداللہ سیانی متوفی ۴۳۰

اس دور میں سب سے بڑی کتاب بڑے عالم علم حدیث میں ابوعبداللہ حاکم ہیں۔

پانچواں دور:

دور پختگی، دور تکمیل حدیث یہ ساتویں سے دسویں ہجری کا دور ہے۔

چھٹا دور:

اس دور کو رقعود و جمود کہتے ہیں یہ دسویں سے ابھی تک کا دور ہے یعنی چودھویں ہجری تک اجتہاد علم میں ابتداء میں تحقیق رک گیا اس مین علم حدیث میں مختصر مختصر کتابیں لکھی گئی اس دور میں لکھی گئی کتابیں یہ ہیں توضیح افکار، شرح نہضت النظر۔

ساتواں دور:

یہ دور جو اس وقت تک چل رہا ہے یہ وہ دور ہے جس میں علماء عالم اسلام کو شرق وغرب سے جو خطرات لاحق ہیں اور فوجی حملوں کا، استعماری حملوں کا جو خطرہ ہے اس کے بارے میں آگاہ ہوئے اب وہ متنبہ ہوئے ہیں۔

عدالت صحابہ:

مسلمانوں کے درمیان نا قابل حل مسائل میں سے ایک عدالت صحابہ ہے ہر صحابہ بلکہ مافوق عدالت نبی جیسا ان کے بھی قول وفعل وتقریر حجت ہے ان کے نام گرامی بھی نبی کی طرح بغیر کسی تحلیل کے نہیں لے سکتے ہیں اس کے بالمقابل میں دوسرا گروہ ان کے فسق وفجور بلکہ کفرو شرک والحاد وارتداد کے قائل ہیں ان میں سرفہرست مہاجرین کے ہراول دستہ سابقین اسلام خلفاء راشدین ہے کیونکہ انہوں نے نبی کریم کی وصیت کونظرانداز کر کے امامت کی جگہ نظام خلافت قائم کی ہے اگر ہم دوراز افراط وتفریط ہوکر نبی کریم کے ایک لاکھ سے زائد اصحاب کو مقام عدالت پر فائز ہونے اور رہنے کی فارمولے کوتھیٹر پر رکھیں اور اس مقام والا پر فائز ہونے اور رہنے کی فارمولے کو جاننا چاہتے ہیں تو اس پر بحث وتحقیق کریں' اندازہ لگائیں:

۱۔کیا انبیاء گزشتہ انبیاء اولوالعزم کے اصحاب جیسے اسباط نبی اسرائیل حواریین عیسیٰ بھی معصون یا مامون از خطاء تھے۔

۲۔خود نبی کریمؐ کے اصحاب میں آپ کی حیات میں خیانت کرنے والے جیسے حاطب بن ابی بلتعہ جس نے مشرکین کو نبی کی راز جنگی کی خبردی ہے۔

۳۔بعض اصحاب دوسرے اصحاب سے میدان جنگ میں ایک دوسرے کے مقابلے پر اتر آئے تھے۔

۴۔اصحاب حسب تصریح علماء حدیث چندین طبقات پر مشتمل تھے۔

۵۔کیا اصحاب نبی گرائش مال ودولت مقام ومنصب نہیں رکھتے تھے یہ کہنا حقیقت سے عاری ہوگا کہ اصلاً ان کے دلوں میں حب ریاست جاہ وسلطنت نہیں رکھتے تھے ہم نہیں کہتے یہ گناہ کبیر کرتے تھے بلکہ جب جاہ وسلطنت خود بخود انسان کولغزش کی طرف کھینچتا ہے کیا حب دنیاو حب جاہ ومنصب انسان کوصراط مستقیم جادہ مستقیل پر رہنے دیتے ہیں۔

۸۔آیت جمعہ شاہد ہے کہ اصحاب نبی کریم رسول کوحالت خطبہ یا نماز میں تنہا چھوڑ کر چلے گئے تھے' کیا یہ گناہ نہیں تھا۔

۹۔فرار از جنگ گناہان کبیرہ ہے بہت سے برجستہ اصحاب میدان احد میں جنگ سے فرار ہوکے نہیں گئے تھے۔

اصطلاح بین الاقوامی میں قائدامت کے روزنامچہ یا مذاکرات یا داشت کہتے ہیں گزشتہ قدیم زمانے سے عصر حاضر تک گزرنے والی گفت و شنید وبرخاست سوال وجواب اقوال وکردار مزاحمت ومقاومت صلح وآتش عفو درگزر سختی وخاضعیت حتیٰ لمحات نظر وجنات چہرہ ولب سب اپنے حافظ اور مریدین کی یاداشت میں ضبط ہوتا ہے جب تک اس کی قیادت سلطنت راج رہتا ہے یہ یاداشتیں اعلیٰ وارفع قیمتی اور سنہری جلدوں اور رنگین کاغذوں میں چھاپتے رہتے ہیں اس کے قول سکوت خاموشی سر ہلانے والی حرکات قوم کی راہ رہنما اصول بن جاتی ہے ملک آئین سازایوانوں کی قراردادیں ایک طرف ان کی اشارے وکنایے اس پر حاکم رہتا ہے انبیاء کرام فی زمانہ حضرت مسیح کو ماننے والوں کے پاس اگر آج کوئی تعلیمات مسیح کے نام سے موجود ہے۔ وہ حضرت مسیح کی روزنامچہ کی حیثیت ہے لیکن مسیحی اس کو مسیح سے انتساب صحیح دینے سے

عاجز ہے نبی اسلام حضرت محمد کی سنت وسیرت بھی حضرت محمد اور سرفروشی اصحاب ویاران کی روزنامچہ ہے کی حیثیت مسلمانوں کے پاس آ ئین حیثیت یا فوق عقل امت کی جذبات احساسات البتہ احمق بندی ودیوانہ بندی کی بنیاد پر نہیں بلکہ اللہ نے کی اقوال وکردار کو بخشا ہے اس قسم تاثر کنی اثر پذیر یا انحراف بھول ونسیان سے پاک ومنزہ مقتبس از وحی گردانا ہے اس کو قرآن کے بعد سند قانونی بخشا ہے سنت وسیرت یا روزنامچہ کو جو مقام اللہ نے دی یا آپ کے بعد آپ کے یاران باوفاء نے دیا ہے یا ان کے امت نے دیا ہے وہ تاریخ سنت کا کہا بشریت من للدن او صام سے لے کر الٰی یوم ہذا کسی کو نہیں ملا ہے اور نہ آئندہ کسی کو مل سکے گا سنے کی مقام ثانوی اس لئے کہا ہے اس کی عبارات جن وانس سے کی گئی ہے لہٰذا آپ کی سنت الفاظ وکلمات کا بیشتر اصحاب اور راویوں کی الفاظ ہے معانی رسول اللہ کی جو بلکہ عالم تخاطب میں لفظ پہلے ہوتا ہے لہٰذا یہ نہیں کہہ سکتا ہے الفاظ ہو بہو رسول اللہ کی ہے لیکن معانی کی چھٹی امت نے کی ہے کہ یہ آپ کی ہے یا نہیں ہے۔

ذخائر احادیث کتاب رجال الفکر ودعوہتہ ج ا ص ۱۷۲:

ا۔ابن خیال ۷ لاکھ حدیث ضعیفہ یاد رکھتے تھے۔

۲۔بخاری دو لاکھ ضعیف ایک لاکھ صحیحہ یاد رکھتے تھے جامع صحیح بخاری میں دو ہزار چھ سو حدیث یا سند ذکر کیا ہے۔

۳۔صحیح مسلم تین لاکھ حدیث یاد رکھتے تھے۔

کل احادیث صحاح ستہ ومسند احمد ودیگر بعض کتب پچاس ہزار حدیث صحیح، سقم، متفق علیہ ومختلف قید ومتکلم فیہ حاکم ابوعبداللہ کا کہنا ہے کل معتبر احادیث دس ہزار حدیث سے زیادہ ہے۔

تراشا عدد ۵۳۔۱۴۳۵۵۴ محرم جمادی الاخر ۱۴۱۹ ص ۱۰۰ سنت مبارکہ نبوی جو کہ مصدر دوم شریعت اسلامی بعد از کتاب عزیز قرآن کریم ہے اس حوالے سے علم حدیث علوم اس مبہمہ شریعت اسلامی ہے اس حوالے سے علم حدیث چندین زاویے سے بحث کرنے کی ضرورت ہے۔

ا۔تاریخ حدیث یعنی ادوار ومراحل حدیث رسول اللہ ولادت سے لے کر تا عصر حاضر کے ادوار مراحل پیچ وخم سے گزر رہے ہیں بحث کریں ان ادوار ومراحل کے بارے میں بحث کرنے کو تاریخ حدیث کہتے ہیں۔

۲۔رواۃ الحدیث نبی کریم سے نقل کر کے ہم تک پہنچانے والے شخصیات کو رواۃ حدیث یا رجال حدیث کہتے ہیں جس میں حدیث کے ناقلین اور جرح وتعدیل کرنے والے علماء بھی شامل ہے۔

۳۔درآیت الحدیث اپنی سند ومتن کے حوالے سے صحیح ہے سقیم ہے قابل قبول ہے یا نہیں۔

۴۔فقہ الحدیث معانی مطالب حدیث کو سمجھنے درک کرنے کو فقہ حدیث کہتے ہیں۔نوعیت حدیث آیا قول وفعل رسول دائر مدار بیان احکام فرائض واجبات تک محدود ہے یا اس میں تفسیر غریب الغات اخیار تمیی اخبار ماورالطبیعت اخبار تکوینیات قصص عبرتیں نصیحتیں اجتماعات بھی شامل ہے حدیث ماقبل البعثہ ہے۔

۲۔بعثت سے وفات تک۔

۳۔دورات خلافت راشدہ۔

۴۔ابوبکر کے بارے میں۔

۵۔عمر کے بارے میں۔

۶۔علی کے بارے میں۔

۷۔بنی امیہ کے بارے میں۔

۸۔بنوعباس کے بارے میں۔السنۃ تراثنا اول دوم ۴۵۔۴۲ محرم جمادی الاخر سنہ ۱۴۱۷ھ ص ۱۲۴ السنۃ قول وفعل وتقریر نبی کریم سے سنت نبی کریم سے صادر ہونے کے بعد حجت وہ ناصورف ضروریات میں سے ہے اس میں جائے شک وتردد نہیں سنت نبی حجت ہونے کے بارے میں آیات قرآن سے استناد ان آیات سے کرتے ہیں آل عمران ۳۱ نساء ۵۹ نساء ۸۰ حشر ۷ احزاب ۳۳ نساء ۹۵۔

ذکر علی عبادۃ مجلّہ تراثنا ۱۴۱۸ اص ۷۶ پر آیا ہے ذکر علی عبادہ ہے اوراس کے مسانید ذکر کیا ہے ذکر اللہ کے علاوہ کسی نبی کا ہو یا خاتم نبی کا کیوں نہ ہو عبادت ہے یہ اللہ نے کسی بھی نبی کو نہیں دیا ہے عبادت مختص ذات باری تعالیٰ سبحانہ کے لئے مخصوص ہے یہ کیسے ممکن ہے علی کا ذکر عبادت ہوجائے اللہ سبحانہ سورہ مائدہ ۱۱۶ میں فرماتے ہیں قیامت کے دن اللہ عیسیٰ سے پوچھے گا کہ کیا آپ نے لوگوں کو بتایا تھا کہ میری اور میری ماں کی پرستش کریں تو عیسیٰ نے فرمایا سبحانک یہ کیسے ممکن ہے کہ میں ایسی بات کروں یہ حق مجھے حاصل نہیں شعراء ۹۸ عبادت اطاعت' محبت میں اللہ کا کوئی برابر نہیں ہوسکتا ہے محبت میں اللہ کا کوئی برابر نہیں بقرہ ۱۶۵۔

روایت امومیت:

ہمارے معاشرے میں والدین میں سے باپ سے زیادہ ماں کی زیادہ تجلیل کی جاتی ہے جو کچھ خوبیاں اپنے اندر پایا جاتے ہیں ان کو ماں کی تربیت اوردعاوں کا نتیجہ گردانتے ہیں اس کی بنیاد کو کتب روائی میں موجود یا وارد روایات کو گردانتے ہیں وہ یہ دفعات ہیں ان روایات کی متن وسند کے بارے میں بھی تحقیق کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ یہ ہمارے معاشرے کی تنزلی انحطاط پستی بے راہ روی کا سبب بنتی ہے ہم یہاں صنف اناث کی تحقیر وتذلیل کرنی ہے نہ مردوں کی جانب داری کرتے ہیں بلکہ اس کے پس منظر اوراثرات ہمارے معاشرے پر کہاں تک ہوتا ہے دیکھ رہے ہیں۔:

۱۔دور جاہلیت کا دورہ تھا جہاں خاندان ہمیشہ اجتماعات میں اپنا انساب باپ سے کرتے تھے بہت کم لوگ کم حالت میں ماں کے خاندان بہت بڑا ہونے کی صورت میں ماں سے افتخار کرتے تھے۔

۲۔معروف معلوم قابل ذکر باپ نہ ہونے کو عیب سمجھا جاتا تھا جہاں کسی کا تنقص کرنا ہوتا تھا تو ماں سے نسبت دیتے تھے۔

۳۔ماں کی عمل اور حضا ماں کی فطری غیر اختیاری لگاؤ ہے جسے حسن اختیار کے لین میں مدح تعریف نہیں کرسکتا ہے' بلکہ بچہ کو وہ دور کیا تھا تصور میں نہیں آتا ہے اور نہ وہ تصور کرسکتا ہے بلکہ ماں خود اس سے لطف اندوز ہوتی ہے۔

۴۔ماں کے کردار تمام کے تمام مادی ہے جب کہ باپ کے کردار فکری عقلی یہ اداب تجر باتی تعلیماتی ہوتا ہے ماں باپ کی کمائی سے کھلانی ہے۔

۵۔مسلمان بچوں کو معاشرے میں جاری روئیداد تجربات سے دور رکھنے کے لئے ماں سے باندھ کر رکھا جاتا ہے۔

۶۔ناکامی پر ماں کو گالی دیتا ہے۔

۷۔کامیابی پر باپ کو داد دیتا ہے' کیونکہ اعلی تعلیم میں باپ کا کردار دیکھتے ہیں۔

نقدالراویہ:

نقد روایت دوزاویہ سے کرتے ہیں نقد داخلی روایت یعنی روایت کا مضمون یا متن کا جائزہ لیتے ہیں کیا یہ مضمون اصول ومبانی لغت عرب اسلام کے مبانی اور مزاج سے مطابقت رکھتا ہے یا نہیں اس سلسلہ میں صاحب کتاب منہج الفقد فی اعلام الحدیث ص ۳۱۰ پر لکھتے ہیں:

کلام اللہ گونگ اور نامفہوم ہونے کی چند احتمالات ہوسکتے ہیں وہ سب ذات باری تعالیٰ کے بارے میں مردود ہے:

۱۔اس معبر کتاب صاحب کے پاس الفاظ کی کمی تھی جو معانی وہ بیان کرنا چاہتے ہیں اس کے پاس نہیں جیسے فلاسفہ۔

۲۔الفاظ کی فراوانی ہے معانی کی کمی ہے جیسے ادیبوں کے پاس ان کے صفحات کے معانی شاید دوسطر کا نہ ہو۔

۳۔اس کے پاس الفاظ ومعانی دونوں کی کمی نہیں ہے۔

۴۔وہ عامۃ الناس سے بچانا جانا چاہتا ہے جیسے لاسکی نظام تفاہم۔

نقدرجال:

علم رجال ایک باب یا ایک کتاب ہے جس طرح ثقات کے بارے میں ایک کتاب ہے ضعفاء کے بارے میں ایک الگ کتاب ہے اسی طرح نقد رجال کے نام سے ایک کتاب ہے اس کو علمائے رجال جرح وتعدیل کہتے ہیں علم رجال مسلمانوں میں ایک اہم علم ہے اسی علم رجال سے علم تاریخ نے جنم لیا ہے۔لیکن یہ علم کتنا متروک ہو چکا ہے یہاں تک جو صاحبان اجتہاد وفتاوی بھی اس کو نہیں چھوتے سوائے چند نوابغ فقہا کے یا وہ افراد جو میدان فقاہت میں داخل نہیں ہوتے وہ اس میں وارد ہوتے ہیں یا وہ افراد جو علم تاریخ میں تحقیق کرنے کے خواہش مند ہیں وہ دلچسپی لیتے یں علم رجال متروک ہونے کے چند شواہد ہیں:

۱۔حوزات ومدارس میں اس موضوع پر کتب مقدار وافر میسر نہیں ہیں۔

۲۔ہمارے ملک کہ اس کے بارے میں اردو میں کوئی کتاب موجود نہیں ہے نہ کوئی بحث کرتا ہے۔

۳۔حوزات ومدارس کے فارغ التحصیل کوسند دینے کی درخواست کرتے ہیں تو وہ چیڑتے ہیں کہتے ہیں سند کی کوئی ضرورت نہیں ہم اصالت متن کے قائل ہیں متن اگر صحیح ہے تو روایت بھی صحیح ہے متن صحیح سے مراد ان کی اپنی عقل وفہم اس سے اتفاق کریں۔

۴۔جب سے ہم نے اپنی بعض کتابوں میں یہاں کے اکابر عمائدین وعلماء جنہوں نے مجھے شیعیت سے خارج کیا ہے میری کتابوں کے خریدنے پڑھنے پر پابندی لگائی تو ہم نے ان کے نام گرامی کوعزت واحترام سے اپنی کتاب میں لایا تو ان کے شاہین چیخ اٹھے کہ انہوں نے علما پر بھی حملہ کیا ہے یہ فکر وسوچ اس وجہ سے آئی ہے کہ علم رجال یہاں متروک ہے ورنہ اس ملک میں ہر روز حوادث انقلاب اور دگرگون ہوتا ہے اس سے مربوط شخصیات کا نام موافق مخالف دونوں اخبار میں ہوتے ہیں بعد میں وہ تاریخ کا حصہ بنتے ہیں اسی طرح یہاں دین کے مسائل بھی انقلاب کی زد میں ہیں خرافات بدعتیں ایجاد کرتے ہیں بعض اسے دیکھنے کے باوجود خاموش وساکت رہتے ہیں بعض اس کے خلاف آواز اٹھاتے ہیں احتجاج کرتے ہیں اگر احتجاج نہ کریں تو گزشت زمان کے بعد یہاں کے فقہاپرست علماء پرست دین کومجتہدین کے اوپر قرآن وسنت کی طرف لے جانے کے مخالف ہیں اس حالت میں آنے والی نسل کیلئے حجت بنے گے وہ کہیں گے یہ بدعتیں خرافات چندین صدی سے چل رہی ہیں۔کسی نے اس پراعتراض نہیں کیا آپ کون ہوتے ہیں آپ ان سے زیادہ علم رکھتے ہیں بڑی بات ہے تکبر وغرور کی بات ہے آپ کے پاس سند اجتہاد ہے ہمیں خود آپ کا سامنا ہوا ہے ہر ایک نے کہا آپ کو پہلے کس نے کہا ہے امام خمینی جیسی ہستی شخصیت نے نہیں کہا ہے یا فلاں مجتہد نے کہا ہے تو یہاں چاپلوسی اور نادانوں کا بول بالا ہوگیا میدان سے ہٹنا پڑے گا یہ سب اس بات کی واضح دلیل ہے کہ وہ تنہا علم رجال نہیں ہے بلکہ وہ اصول ومبانی سے ناواقف نہیں ہے آیئے دیکھتے ہیں جرح وتعدیل کسے کہتے ہیں معجم الفاظ وعبارات تعدیل تالیف سید عبدالماجد غوری اپنی کتاب ص ۲۷ پر لکھتے ہیں جرح یعنی ضربت یعنی چھری تلوار وغیرہ مارنے کو کہتے ہیں جس سے اس کو زخم لگے اسی مناسبت سے قاضی حاکم اپنی عدالت گاہ میں خصیم یا مدعا علیہ مدعیٰ کے گواہ پر اعتراض کرنے کو کہتے ہیں۔

۴۔اس کے معانی ہے نہیں وہ صرف لوگوں کو دھوکہ دینا چاہتا ہے اس کے رموز اختیار کرتے ہیں جیسے مذہب حروفی کرتے ہیں۔یہ تمام مفروضے اللہ کی شان کے منافی ہے۔

۱۔وہ خالق الفاظ معلم الفاظ وکلمات ہے اگر الفاظ اختلاف انسانی ہے، تو وہ خالق انسان ہے۔

۲۔معانی ومرکب ومحیط کل شئی ہے۔

۳۔یہ کہنا قرآن عامۃ الناس کے فہم وادراک سے دور رکھنا ہے یہ بات باطل ہے چونکہ صاحب قرآن نے باطل ہے چونکہ مخاطب عامۃ الناس کو قرار دیا ہے۔

تاکہ ان آیات کے ادراک ان کو امان دیں۔جب اس کی وضاحت رسول فرمائیں گے تو اس کا نقص غرض ہوگا۔

۴۔اللہ لوگوں کو دھوکہ نہیں دیتا وہ شان الوہیت، علم وقدرت ذاتی کے خلاف ہے۔

۵۔وہ خود لوگوں کو کوتاہی فکر کی عدم تدبر کی مذمت کرتا ہے۔
۶۔اس میں بہت سے احکام واضح کیا ہے۔جیسے آیات محرمیت‘ارث‘احکام زوجیت‘احکام ماکولات۔

مطلع منہل:

ملک میں کچھ گروہوں کی کردار باورچی خانے میں عورتوں کا کردار جیسا ہے ان کی تکیہ کلام سرگرمیاں بود و باش اعلیٰ ہدف لمحات تعیش مسائل کے گرد گھومنا ہے جس طرح عورتوں کا ان کی زندگی سے اندازہ ہوتا ہے آٹا‘ مرچ‘ مسالہ سے شروع ہوتا ہے بعض کا کردار عمر رسیدہ نابالغوں کا ہوتا ہے ان کے موضوع کھیل ہوتا ہے۔بعض کا فلسفیانہ انداز ہوتا ہے ملک کی تمام تر مسائل کا حل عوام الناس کی خدمت ہے جسے بیرون ملک سے آنے والے کا سربراہوں کردار ہے آیا وہ صدر ہاوس میں لگا جاتے ہیں تاکہ ان کی یادگار رہے بعض نصاب تعلیم کو جنسیات سے شروع کرنے کی زور پودے دیتے ہیں بعضوں کی کردار الیکشن کے دوسرے تیسرے ہفتہ سے آئندہ الیکشن کی ماحول تیار کرنا ہوتا ہے ہمارے نظر کوتاہیوں ضعیف گردے کی حدود میں رہے کم بجٹ کم مدت وسیع اصلاح کچھ باورچی خانہ سے غسل خانہ اداروں درسگاہوں میں عبادتگاہوں ضرور جگہ اقامہ دلیل وبرہان اس کی کیا دلیل ہے اپنے دینی اور دنیوی معاشرے اصلاح کے لئے اصلاحات محکم دلیل پیش کرو سے صلب ہوتا ہے کیونکہ ابھی تک جو بربادی اس وقت تک امت کو لاحق ہوئی ہے اقامہ دلیل کی دروازہ بند کرنے جذبات کو رقصانے کے کردار سے لاحق ہوئی ہے۔

مطلع ومنہل:

ہمارا قارئین کرام کے لئے مشورہ نصیحت دین مقدس اسلام کی ترویج واشاعت کی واحد ذریعہ علم وآگاہی وتدقیق مصائب کے بعد اللہ سبحانہ پر بھروسہ ہے جو آپ کرتے ہیں وہ اس کے موکل وذمہ داراران ثبت کرتے ہیں یہ عمل کسی این جی اوز مسیحی‘ یہودی‘ ہندو سے معاونت ان کے کہنے پر نہ ملک کے اندر کسی سرمایہ دار کے کہنے پر نہ سیاسی سماجی معاشرتی افراد کی ایماء واشارہ پر نہ کریں نہ اس کے لئے کوئی وارث بنے نہ تنظیم بنائیں نہ کسی کو گواہ رکھیں نہ اس میں پریشان ہو جائیں۔

عزاء وبندش حدیث نویسی:

نبی کریم اور آپ کے بعد خلیفہ دوم نے حدیث پر بندش کر کے آج امت اسلامیہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے جس کا تدارک اب ممکن نہیں ہے لہٰذا یہ دن اگر کسی کو رقیق تاریخ معلوم ہے تو اس دن کو یوم عزاء کی طور پر منایا جانا چاہیے تاکہ ہماری کل سعادت ترقی وتمدن انہی عزاوں سے قائم ہے ایک اضافہ حدیث کی عزا مناتے ہیں دوسرا کم ہونے کی وہ زیادہ واویلاء چند گھرانے ہیں۔
۱۔دشمن عمر والے تاکہ حدیثوں سے گزر اوقات کرنے والوں کی جام غضب عمر پر پڑے۔
۲۔اس کو وسیلہ وذریعہ بنا کر دین کو ناقص دیکھا کر مغرب سے رشتہ کو محکم کریں۔

۳۔حدیث سے چیڑنے والے بھی اس کو اٹھاتے ہیں چنانچہ ان کو ابو ہریریا عائشہ سے بہت چیڑ ہے کہ انہوں نے بہت حدیث نقل کیا ہے ان کی کیا حیثیت تھے آخر انہوں نے ایسا کیوں کیا۔

لیکن اہل فکرو دانش والوں کے لئے کسی قسم کی پریشانی نہیں انہیں حدیث کے زیادہ سے پریشان ہے نہ کمی سے بلکہ انہیں ان لوگوں سے پریشانی ہے جو اسلام کو پھیلا تا پھولنا دیکھنا چاہتا ہے یہ مسائل دین دیگر مسائل کی طرح تحقیق سے حل ہونا چاہیے۔

بحران حدیث کتاب تشریع اسلامی ج ۲ص ۲۹۴ تدوین الرسمی لتشریع' الاسلامی صاحب کتاب لکھتے ہیں شریعت اسلام اس وقت ایک حالت جمود ورکرد کے دور سے گزر رہے اجتہاد و تحقیق کا دروازہ پر بہت بڑا تالہ لگایا ہے اگر کوئی کسی مسئلہ پر تحقیق تو دور کی بات ہے اس مسئلہ کے بارے میں کرنا ہمارے سوال و دستور کریں اس کے بارے میں دلیل آیات و روایات تاریخ آغاز سے پوچھنا بڑا جرم و جنایت تصور کیا جاتا ہے فوراً گر جماعت گھر میں ملاقات کے بہانے یا بغیر اجازت سے وارد ہونگے سب سے پہلا سوال یہ ہوگا جناب عالی آپ سے سوال ہے آپ مجتہد ہے یا مقلد یقیناً ذرا سا ابن جہل و نادانی کا احساس رکھنے والے یہ کہنے کی اجرت جسارت تونہیں کریں گے کہ یہ کہیں جی میں مجتہد ہوں اگر کسی نے بے وقوفی کرلیا تو کہیں گے اجازہ اجتہاد دیکھائیں کس نے دیا ہے اگر کسی اجازہ فروش سے لیا وہ یقیناً کہیں گے ہم ان کے اجازت کونہیں مانتے ہیں اگر کسی مرجع وقت سے لیا ہوا یسے آدمی سے سوال نہیں کرسکتا ہے تو وہ محبوس ہوگا یہ کہیں کہ ہم مقلد ہیں اگر کہیں مقلد ہے تو آپ ایک صفحہ تک نہیں لکھ سکتے ہیں جب تک مرجع وقت سے اجازت نہ لیلیں چنانچہ اس بے چارہ چھوٹے قد کے ساتھ ایک دفعہ نہیں چندین دفعہ ایران میں بلتستان میں یہاں کراچی میں اپنے گھر میں پریشان کیا ہے ان کا اشکال ہے قرآن کریم تو خلیفہ سوم کے دور میں قرات واحد پر جمع ہوگیا تھا لیکن حدیث کے بارے میں ایسی کوئی کوشش نہیں ہوئی ہے۔

تدوین حدیث کو عمر نے اس لئے منع کیا تاکہ لوگوں کی توجہ قرآن سے نہ ہٹائیں حدیث لکھنے کی ابتداء عمرو بن عبدالعزیز نے دوسری صدی ہجری کے آغاز میں شروع کیا تھا جہاں انہوں نے ابی بکر بن حزم کو جمع حدیث کرنے کا حکم دیا تھا لیکن ابھی شروع ہوا تھا وہ طرف ہوگئے نہیں ہوسکے۔

۲۔دوسری کاوش عبداللہ المفضع کی ابوصفو منصور کو تجویز تھی کہ ہر کام کریں یہ بھی تجویز تک محدود رہے کام نہیں ہوسکے۔

۳۔خود ابوجعفر منصور نے کوشش کیا جہاں آپ نے جب ۱۴۸ کو حج کیا ہے وہاں سے مدینہ جاکر یہ ذمہ داری امام مالک کو دیا تو امام مالک نے الموطاء لکھا لیکن انہوں نے منع کیا کہ لوگوں پر نہ ٹھوسیں۔

لیکن یہ معاملات کے بارے میں عبارات چونکہ روزہ کی بات تھی تو سب جانتے تھے لیکن حدیث نہ لکھنے کی وجہ سے معاملات کا مسئلہ متوقف رہا ہے۔کتاب تشریع الاسلامی ج ۲ص ۲۴ میں آیا ہے نبی کریم نے اپنی دعوت اسلامیہ میں تین چیزیں لکھنے ثبت کرنے کی دعوت دی ہے:

۱۔قرآن کریم۔

۲۔ جوخطوط آپ نے امراء وملوک کولکھا ہے۔

۳۔ جوایک دوسروں کے ساتھ عہد و پیمان کیا ہے لکھیں لیکن حدیث لکھنے سے آپ نے منع کیا تا کہ قرآن کریم سے خلط نہ ہو جائیں لو مذاہب لکھنا منع کیا تھا۔

اسلام کی رمز جاودانی :

دین اسلام کودوام و بقاء وصلاحیت علاج متطورات مترقیات ومتجددات میں اس کے نصوص مدغم ومندمج ہے اس سے استفادہ کے لئے ہر مفتی، قاضی ہر حاکم سیاستمدار وقت حالات کے تحت احکام صادر کرتے ہیں اس اختیار کی ان کے پاس کوئی سند عقلی وشرعی نہیں ہے اور یہ نہیں کہہ سکتے ہیں پھر کیا کریں یہ جو ہنگامی حالات میں احکام صادر کرنے کا حکم اس سے ہر شخص نہیں کر سکتے ہیں یہ اختیار صرف سربراہ اعلیٰ سیاسی وفوجی قیادت کو حاصل ہے وہ بھی اوقات گزرنے کے میں جواب دہ ہوتا ہے۔

اصحاب کی سنت بھی حجت ہے کیونکہ نبی کریم نے فرمایا تھا کہ میرے اصحاب کی سنت وسیرت میری سنت جیسا ہے کیونکہ وہ سچے ہیں کیا سچے ہونا تاسی کے لئے کافی نہیں کیوں کر نبی کریم کی تاسی کیلئے اللہ نے فرمایا ہے اصحاب کی اللہ نے ضمانت نہیں دی ہے تا کہ تاسی کریں اصحاب کی ضمانت نبی کریم نہیں دے سکتے کہ دی ہے کیا اصحاب غلطی نہیں کریں گے ان سے اشتبہات صادر نہیں ہو گئے اس کا حساب کون کرے گا۔ بہت عرصے سے اس کا مزاحمت بطور صریح ہورہا ہے یا اھواء رمزی کررہا ہے۔

مصادر اسلام میں حدیث کا مقام :

اکثر وبیشتر علماء دانشوران اپنی بیان وقلم میں حدیث کو درجہ دوم قرآن کے بعد بھی ذکر کرتے ہیں لیکن عملی میدان میں قرآن کو پیچھے چھوڑ کر حدیث سے آگے بڑھاتے ہیں۔ جہاں ہوشیاری سے وہ کہہ گزرتے ہیں حاکمیت اور فوقیت حدیث کو ہی حاصل ہے چنانچہ انہوں نے قرآن کی حدیث پر فوقیت کو چھینی کیلئے احادیث کی عرص بقرآن کرنے کی حدیث ضعیف گردانا ہے۔ لیکن اخباری اور اھل حدیث کو بھی پیچھے چھوڑ کر یا کو حذف کر کے فتاویٰ کو اختیار کیا ہے۔

حدیث میں دوسرا غلو یہ ہے کہ حدیث بھی قرآن جیسا محفوظ ہے اس بارے میں بہت اقوال وکلمات علماء ملیں گے لیکن ہم یہاں اپنے پسند مدعولہ ایک عالم دین جناب ابتسام الحق ظہیر کی قول کو نقل کرتے ہس آپ نے ۹ شعبان ۱۴۳۵ھ ۸ جون اتوار کے دن الدنیا بخاری شریف کا مقام پر لکھے مضمون دیئے ہمیشہ آپ کے کالم میرے دل کے درد کے لئے ایک مسکن کی حیثیت رکھتا ہے جہاں الحادی ثقافتی جنگ میں لشکر کے ابرھ کو ایک تیسرا آپ کی ترکشی سے نکلنا ہے چند بطور لڑنے کے بعد خوش ہوتا ہے الحمد اللہ ابھی بھی اس معاشرے میں ایک داعی اسلام موجود ہے آپ نے لکھا ہے جس طرح قرآں کو اللہ نے کبھی یقین سے محفوظ کیا ہے حدیث کو بھی محفوظ کیا ہے لیکن اس پر کوئی دلیل کم دیکھنے میں آئی ہے۔

☆احادیثِ موضوعہ:- یعنی خود ساختہ احادیث کتاب الموضوعات تالیف ابن جوزی متوفی ۵۹۷ھ جلد اول صفحہ ۳۰۱

☆فضائل خلفاء راشدین:- اس میں چند احادیث ہیں

۱۔پہلی حدیث ابو منصور قزار نے ابوبکر احمد ابن علی خطیب سے، انہوں نے عبدالوھاب بن حسن دمشقی سے، انہوں نے ابوالقاسم عبداللہ بن احمد بن محمد تیمیمی المعروف بالغباغبی سے، انہوں نجر ار بن سہیل سے، انہوں نے حسن بن عرفہ سے، انہوں نے ابوحفص الابار سے، انہوں نے حمید ابن انس سے، انہوں نے علی ابن ابی طالب سے، اور انہوں نے رسول اللہؐ سے نقل کیا کہ پیغمبرؐ نے فرمایا ''یاعلی ان اللہ امرنی ان اتخذ ابابکر والداً، وعمر مشیراً، عثمان سنداً، وانت ظھیراً، انتم اربعۃ قد اخذ اللہ لکم المیثاق فی ام الکتاب تحبکم الامومن تقی، ولا یبغضکم الا منافق شقی انتم خلفاء امتی وعقد ذمتی وحجتی علی امتی '' یاعلی اللہ نے آپ کیلئے مجھے حکم دیا ہے ابا بکر کو باپ بناؤ عمر کو مشیر بناؤ اور عثمان کو تقیہ گاہ بناؤ اپنے آپ کو معاون ومددگار، آپ چار وہ ہیں جن سے اللہ نے ام الکتاب میں عہد ومیثاق لیا ہے آپ سے محبت نہیں کریں گے مگر مومن ومتقی، آپ سے بغض وعداوت نہیں کریں گے مگر منافق، آپ میری امت میں خلفاء ہیں میرے قرضوں کے ذمہ دار ہیں عہد وپیمان کے ذمہ دار ہیں میری امت پر میری طرف سے حجت ہیں خطیب بغدادی نے کہا یہ حدیث منکر ہے نا آشنا ہے نہیں جانتا ہوں اس سند کے ساتھ سوائے ضرار ابن سہل اور الغباغبی نے نقل کیا ہے یہ دونوں مجھول الحال ہیں

۲۔دوسری حدیث ھبۃ اللہ بن محمد بن الحصین نے ابوطالب بن عیلان سے، انہوں نے ابوبکر شافعی سے، انہوں نے محمد بن عثمان بن ابی شیبہ سے، انہوں نے حسن بن صالح سے، انہوں نے حسن بن الحسن نرسی سے انہوں اصبغ بن فرج سے، انہوں نے بیع بن محمد سے، انہوں نے اب سلیمان الایلی سے، انہوں نے ابن جریج سے، انہوں نے عمرو بن دینار سے، انہوں نے ابن عباس سے، نقل کیا ہے کہ پیغمبرؐ نے فرمایا ہے جب قیامت کا دن ہوگا منادالہٰی نداء کریں گے عرش پر کہ کہاں ہیں اصحاب محمد، تو ابوبکر کو، عمر کو، عثمان کو اور علی کو لائیں گے ابوبکر سے کہیں گے کہ جنت کے دروازے پر کھڑے ہو جاؤ اور اللہ کی رحمت سے جیسے چاہو جنت میں داخل کرو، اور جسے چاہو واپس کرو اللہ جانتا ہے ،عمر سے کہیں گے کہ میزان پر کھڑے ہو جاؤ جسے چاہو اس کے میزان کو بھاری بناؤ اور جسے آپ چاہو اس کے میزان کو خفیف کرو اللہ جانتا ہے عثمان سے کہیں گے کہ یہ دو حلیے ہیں ان کو پہن لیں ان دونوں کو میں نے خود بنایا ہے اور آپ کیلئے تیار رکھے ہیں جس وقت اللہ نے زمین و آسمان کو بنایا تھا، اور علی ابن ابی طالب کو ایک درخت سے عوسج دیں گے خوشبو، کہیں گے اللہ نے اس کو جنت میں خلق کیا ہے حوض کوثر میں ان سے زاد ور حیلہ دیں گے یہ حدیث سلیمان ابن عبدالعلی نے ابن جریج سے نقل کی ہے انہوں اصبغ سے، انہوں نے سیرین بن محمد سے انہوں نے ان سلیمان الایلی سے انہوں نے ابن جریج سے نقل کی ہے اس میں دلیل ہے اصبغ اور اصبغ سے نقل کرنے والوں نے گھڑی ہے خلق کی ہے اس کی سند میں بعض مجھول افراد ہیں جیسے احمد بن الحسن الکوفی نے وکیع سے نقل کیا ہے دار قطنی نے کہا ہے وکیع متروک الحدیث ہے اس کی احادیث کو قبول نہیں کرتے ابن حیان نے کہا ہے یہ حدیث جعل کر کے ثقہ افراد کو نسبت دیتے ہیں ابراھیم ابن عبداللہ المعیصی نے

حجاج ابن محمد سے اور انہوں نے جریج سے نقل کیا ہے ابن حیان نے کہا ابراھیم حدیث چور ہے اور اسکو برابر کرتے ہیں پھر ثقہ سے نقل کرتے ہیں جو کہ تمھاری حدیث نہیں ہے یہ متروکین میں سے ہیں

۳۔تیسری حدیث ابن خیرون نے جوھری سے، انہوں نے دارقطنی سے، انہوں نے حاتم بن حیان سے، انہوں حمزہ بن داود سے، انہوں نے ابن سلیمان بن ربیع سے، انہوں نے کادح بن رحمہ سے انہوں حسن بن ابی جعفر سے، انہوں نے ابی زبیر سے، انہوں نے جابر سے، انہوں نے رسول اللہ سے نقل کیا کہ ابوبکر میرا وزیر ہے میری امت میں میرے بعد قائم مقام ہے عمر میرا حبیب ہے میری زبان سے بات کرتے ہیں عثمان مجھ سے ہیں علی میرا بھائی ہے اور میرے صاحب لواء ہیں یہ حدیث گھڑی ہوئی ہے کادح معتبر نہیں ہے ابن حیان نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ یہ ثقات سے حدیث کو الٹا کر کے بیان کرتے ہیں تا کہ لوگوں کے دلوں میں گھس جائیں کہ وہ حدیث پر معتمد ہے بہتر ہے اس حدیث کو چھوڑیں ابوالفتح الازدی نے کہا کہ وہ جھوٹا ہے حسن ابن ابی جعفر نے کہا کہ اس کو احمد نے چھوڑا ہے یحیٰی نے کہا کہ وہ کوئی انسان نہیں ہے نسائی نے کہا کہ وہ متروک الحدیث ہے

۴۔چوتھی حدیث محمد ابن ناصر نے مبارک ابن عبدالجبار سے، انہوں نے ابوطالب العشاری سے، انہوں نے ابوالحسن محمد بن عبدالعزیز البردعی سے، انہوں نے ابوالجیش طاہر بن الحسین فقیہ سے، انہوں نے صدقہ بن ھبیرہ بن علی الموصلی سے، انہوں نے عمر ابن اللیث سے، انہوں نے محمد ابن جعفر سے، انہوں نے علی ابن محمد الطنافی سے، انہوں نے موسیٰ ابن خلف سے، انہوں نے حماد ابن سلیمان سے، انہوں نے ابراھیم بن سعید الخذری سے نقل کیا کہ ہم پیغمبرؐ کے پاس بیٹھے تھے اس وقت جبرائیل جنت سے آئے اور کہا سلام علیک یا محمد! اللہ نے آپکو یہ سفرجل تحفے میں بھیجا ہے تو سفرجل پیغمبر گو دیا تو ہاتھ میں تسبیح کرنے لگے اور ہر زبان میں تسبیح کی ہم نے کہا یا رسول اللہؐ یہ سفرجل بھی آپ کے ہاتھ میں تسبیح کرتے ہیں کہا ہاں جس نے مجھ کو نبی بنایا اس اللہ نے اس کو جنت میں بنایا ہے جہاں ایک لاکھ قصر ہے ہر قصر میں ایک مقصور (کمرہ) ہے ہر مقصور کمرے میں ایک لاکھ سریر ہے چارپائی ہے ہر چارپائی پر ایک حور ہے ہر سریر کے نیچے چار نہریں چلتی ہیں نہر خمر ہے نہر عسل ہے نہر سلسبیل ہے نہر لبن ہے ہر نہر سے ایک ہزار درخت ہیں ہر درخت کی ایک لاکھ شاخیں ہیں ہر شاخ پر ایک لاکھ سفرجل ہے ہر سفرجل کے نیچے ایک لاکھ درخت ہیں ہر درخت کے نیچے ایک لاکھ ملائکہ ہیں ہر ملک کیلئے ایک لاکھ پر ہیں ہر پر کے نیچے ایک لاکھ سر ہیں ہر سر میں ایک لاکھ چہرہ ہے ہر چہرہ میں ایک لاکھ منہ ہے ہر منہ میں ایک لاکھ زبان ہے یہ سب اللہ کی تسبیح کرتے ہیں ایک زبان دوسری سے شباہت نہیں رکھتی ہے یہ سب تسبیح محبّ ابی بکر وعمر وعثمان وعلی کیلئے ہے

ابن جوزی لکھتے ہیں یہ حدیث جعلی ہے کتنی گندی ہے اس کی ساخت کتنی خراب ہے کتنی محال ہے صدقہ بن ھبیرہ مجھول لوگوں سے حدیث نقل کرتے ہیں احمد ابن حنبل نے کہا محمد ابن جعفر سے حدیث نقل نہ کرو ابن حیان نے کہا موسیٰ بن ظھیر متروک الحدیث ہے

☆فضل حسن وحسین:۔ابومنصور قزار نے ابوبکر احمد بن علی سے، انہوں نے ابوالحسن علی بن الحسن بن مطر الجراحی سے، انہوں نے محمد ابن

الحسین بن سعید بن ابان الھمد انی سے، انہوں نے احمد ابن محمد بن حجاج بن یعنی بن رشید ین سے، انہوں نیعبد الرحمٰن بن محمد سے، انہوں نے ابن علی سے، انہوں نے ابونعیم الحافظ سے، انہوں نے سلیمان بن احمد طبرانی سے، انہوں نے ابن رشدین سے، انہوں نے حمید بن علی البجلی سے، انہوں نے ابن لھیعۃ سے، انہوں نے ابن عشانۃ سے، انہوں عقبہ بن عامر سے، انہوں نے رسول اللہؐ سے کہ جب اہل جنت، جنت میں مستغرق ہو جائیں گے تو جنت کہے گی یارب تو نے مجھے وعدہ نہیں دیا تھا کہ تو مجھے دوارکان سے زینت بخشے گا تو اللہ فرمائے گا کیا میں نے تمھیں حسن وحسین سے زینت نہیں بخشی تو جنت ناچے گی جس طرح عروس دولہا ناچتا ہے یہ الفاظ جراحی کے ہیں اس نے گھڑے ہیں

ایک اور روایت اس سلسلے میں ۔۔ ابوالقاسم جریری نے ابوطالب العشاری سے، انہوں نے دارقطنی سے، انہوں نے ابوجعفر محمد ابن الحسین بن سعید سے، انہوں احمد بن محمد رشدین سے، انہوں نے حنید ابن علی بن ادریس سے، انہوں نے ابن لھیعہ سے، انہوں ابن عشانۃ سے، انہوں عقبہ ابن عامر سے، انہوں نے رسول اللہؐ سے کہ جب قیامت ہوگی جنت کہے گی کہ تو نے مجھے وعدہ دیا تھا کہ مجھے اپنے رکن سے زینت دے گا تو اللہ فرمائے گا کیا میں نے تجھے حسن وحسین سے زینت نہیں دی تو اس وقت یہ ناچے گی عقبہ نے رسول اللہ سے نقل کیا کہ رسول اللہ نے فرمایا حسن وحسین شفائے عرش ہیں

ابن عباس نے محمد ابن ناصر سے، انہوں نے مبارک بن عبد الجبار سے، انہوں نے عبد الباقی سے، انہوں نے حسن سے، انہوں نے محمد بن جعفر بن علان سے، انہوں نے عبد الفتح الازدی سے، انہوں احمد ابن عامر بن عبد الواحد سے، انہوں نے محمد بن اخی غسان سے، انہوں نے محمد بن عقبہ بن ھرم السد وی سے، انہوں نے ابی مخنف لوط بن یحییٰ سے، انہوں نے کلبی سے، انہوں نے ابی صالح سے، انہوں نے ابن عباس سے اور انہوں رسول اللہؐ سے نقل کیا جب اللہ نے جنت کو خلق کیا تو جنت سے کہا کیا تم راضی نہیں ہو کہ میں نے تم کو حسن وحسین سے زینت بخشی ہے تو جنت ناچے گی سر کو اٹھائے گی کہ ان دونوں سے اسے شوق ہے

عائشہ سے نقل ہے محمد ابن ابی طاہر نے جوھری سے، انہوں دارقطنی سے، انہوں نے ابی حاتم سے، انہوں نے بن حیان سے، انہوں نے بن احمد الاصطخری سے، انہوں نے فضل بن یوسف القصبانی سے، انہوں نے حسن بن صابر الکسائی سے، انہوں نے وکیع سے، انہوں نے ھشام بن عروۃ سے، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے عائشہ سے، کہ عائشہ نے کہا کہ پیغمبرؐ نے فرمایا کہ جنت نے کہا یارب مجھے زینت دے دے تو اللہ نے وحی کی میں نے تم کو حسن وحسین سے زینت دی ہے ابن جوزی کہتے ہیں یہ حدیث ہر حوالے سے صحیح نہیں ہے اس کے راستہ میں حمید ابن علی ہے اس پر اعتبار نہیں ہے اور اس کی حدیث پر بھی۔ ابن لھیعۃ اور اسکی حدیث پر بھی، ابن رشدین ابن عدی انہوں نے اس کو جھٹلایا ہے اور انکی روایت سے انکار کیا حدیث ابن ابوالصالح کلبی، ابومخنف یہ سب جھوٹے ہیں حدیث عائشہ، حسن ابن صابر، ان کے میں بارے ابن حیان نے کہا ہے کہ ان کی روایت پر اعتبار نہیں ہے۔

☆ **والدین سے نیک سلوک:۔** کتاب الموضوعات جلد۲ صفحہ ۲۷۸

ابوالحسن علی ابن احمد المواحد نے ھناد بن ابراھیم سے، انہوں نے ابوالحسن عفیف بن محمد الخطیب سے، انہوں نے ابی بکر محمد بن احمد بن حبیب سے، انہوں نے یحیٰی ابن ابوطالب سے، انہوں نے زید بن الحباب سے، انہوں ابوبکر یاسین بن معاذ سے، انہوں نے عبداللہ قرین سے، انہوں نے طلق بن علی سے، انہوں نے رسول اللہؐ سے نقل کیا کہ پیغمبرؐ نے فرمایا کہ اگر میں اپنے والدین کو یا ان میں سے کسی ایک کو اس وقت پاؤں جس وقت نماز عشاء میں سورہ فاتحہ پڑھ چکا ہوں اور مجھے میرے والدین آواز دیں یا محمد تو میں ان کو اجابت کر کے لبیک کہوں۔
یہ حدیث رسول اللہؐ پر گھڑی گئی ہے۔ یاسین نامی آدمی سے، یحیٰی نے کہا کہ اس حدیث کی کوئی قیمت نہیں نسائی نے کہا یاسین کی حدیث متروک ہے ابن حبان نے کہا کہ یہ ثقہ سے جعل روایات نقل کرتے ہیں مشکل احادیث کو اس طرح پیش کرتے ہیں کہ جن سے استدلال و احتیاج نہ کرسکیں
ابوبکر الخطیب نے محمد بن طلحہ النعالی سے، انہوں نے عثمان بن محمد بن بشر السقطی سے، انہوں نے محمد بن یونس سے انہوں نے علی بن قتیبہ الرفاعی سے، انہوں نے مالک بن انس سے، انہوں ابی زبیر سے، انہوں نے جابر سے، کہ پیغمبرؐ نے فرمایا اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو تا کہ تمھاری اولاد تمھارے ساتھ اچھا کرے یہ حدیث صحیح نہیں ہے اس کو بعد میں خلق کیا گیا اور محمد بن یونس سے نقل کیا گیا ان سے یہ حدیث مروی نہیں ہے۔ کدیمی نے کہا ہے کہ علی بن قتبہ، ثقہ سے باطل احادیث نقل کرتے ہیں جن کی کوئی بنیاد نہیں۔
☆ والدین کے لیے دعا نہ کرنے والوں کا رزق ختم ہوتا ہے:- زاھر بن طاھر نے احمد بن حسین البیھقی سے، انہوں نے ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم سے، انہوں نے ابوجعفر محمد بن سعید سے، انہوں نے عباس بن حمزہ سے، انہوں نے شیبانی سے، انہوں نے حسن بن محمد البری سے، انہوں نے یزید بن عتبہ بن المغیرہ نوفلی سے، انہوں نے حسن بصری سے، انہوں نے انس بن مالک سے اور انہوں نے رسول اللہؐ سے نقل کیا کہ اگر کوئی والدین کے لیے دعا کرنا بند کردے تو خداوند عالم اس کا رزق بند کردے گا۔ یہ حدیث رسول اللہؐ سے صحیح نہیں ہے اس کا راوی جویباری ہے جو یباری احمد بن عبداللہ بن خالد کو کہتے ہیں اس نے تدلیس کی۔
☆ ماں کی آنکھیں چومنا:- اسماعیل بن ابی بکر المقری نے اسماعیل بن ابی فضل سے، انہوں نے حمزہ سھمی سے، انہوں نے احمد بن عدی سے، انہوں نے مکی بن عبدان سے، انہوں نے محمد بن عقیل بن خویلد سے، انہوں نے ابوصالح خلف بن یحیٰی القاضی سے، انہوں نے مقاتل ترمذی سے، انہوں نے عبدالعزیز بن ابی داود سے، انہوں نے عبداللہ بن طاؤس سے، اور انہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جس کسی نے ماں کی آنکھوں کو چوما اللہ اس کے اور آتش جہنم کے درمیان پردہ پیدا کردیتا ہے ابن عدی نے کہا یہ حدیث سند اور متن دونوں حوالوں سے باطل ہے ابومقاتل پر بھروسہ نہیں کرتے
☆ باپ کا بیٹے کے لیے دعا کرنا:- دعاء والد، ولد کے لیے مثل دعا نہیں بلکہ امت کے لیے ہے احمد حنبل نے کہا یہ حدیث باطل ہے منکر ہے سعید کی حدیث قبول نہیں ہے۔

اسباب ترسیل احادیث: [مجلّہ تراثنا عدد ۱۲ اور ۳، ۵۰ اور ۵۱ ربیع الاخر تا سنہ ۱۴۱۸ ص ۱۱۳]

احادیث میں ترسیل کرنے کے وجوہات اس سلسلہ میں علمائے حدیث نے کچھ وجوہات بیان کئے ہیں لام از روئے تقیہ اس سلسلہ میں حسن بصری سے کسی نے پوچھا آپ پر حدیث کو رسول اللہ سے نسبت دے کر کہتے ہیں حالانکہ آپ نے رسول اللہ کو نہیں دیکھا تو حسن بصری نے کہا یہ سوال آپ سے پہلے کسی نے نہیں کیا تھا اگر میرے پاس مقرب نہ ہوتے تو میں آپ کو نہیں بتا تا اب آپ کو بتا تا ہوں آپ جانتے ہیں ہم حجاج بن یوسف کے دور میں ہیں اس دور میں علی کا ذکر کرنا ممکن نہیں تھا لہٰذا ہم علی کی جگہ رسول اللہ کا نام لیتے ہیں اس کی ایک مثال اصول کافی میں موجود ایک حدیث ہے جسے ابی اسحاق سبعی نے کہا ہے بعض اصحاب امیر المومنین جن پر ہمیں اعتماد ہے انہوں نے امیر المومنین سے نقل کیا ہے تو یہ حدیث مرسلہ ہوگئی اس روایت میں موثق راوی کمیل بن زیاد نخعی ہے چونکہ کمیل مطلوب حجاج بن یوسف اس کا نام نہیں لے سکتے ہیں۔

۲۔ بھول ونسیان راوی کے ذھن سے راوی حدیث کا نام نکل گیا ہے۔ اس کو یاد نہیں رہتا تو وہ کہتے ہیں جس نے اپنے اصحاب میں سے کسی سے سنا تھا۔

۳۔ محدث جو ہے کلام کو مختصر کرنے کے لئے اسناد کو حذف کرتے ہیں۔

۴۔ محدث جو ہے کتاب رجال کی طرف نسبت دے کر گزر جاتا ہے جیسے شیخ صدوق نے کتاب من لا یحضر الفقیہ کے نصف احادیث کے اسناد طوالت کو بنیاد بنا کر حذف کر کے قاری کو اپنے شیخیہیعنی اپنی کتاب رجال کی طرف ارجاع کیا ہے۔

۵۔ ذہن انسان کے حافظہ اتنا برداشت نہیں کرتا کہ فرد کا نام یاد رکھنے لہٰذا بعض کو کرتے ہیں۔

۶۔ کبھی سامع کو دھوکا دینے کے لئے عن عن عن فلان کہا ہے تو بہت سے راوی متہم ہوئے ہیں جیسے حسن بصری، زہری، سفیان سوری اس وقت چلتا ہے جب ہمیں راویوں کی تاریخ ولادت کا پتا ہو کہ اس نے جھوٹ بولا ہے یا سچ۔

۷۔ مرسل جو ہے قصد و ارادے سے راویوں کو حذف کرتے ہیں جیسا کہ فقہاء دوران درس راویوں کا ذکر نہیں کرتے ہیں لیکن لکھتے وقت سبکو لکھتے ہیں اس طرح اور بھی علماء نے اسباب و وجوہات ترسیل بیان کئے ہیں اس سلسلہ میں انواع واقسام مراحل علماء نے ہر قسم کے مراسل کو قبول کیا ہے۔

۱۔ مراسل صحابہ مثلاً کسی صحابی نے کسی صحابی سے سنا ہے لیکن اس کا ذکر نہیں کرتے رسول اللہ کا کہتے ہیں۔

۲۔ مراسل تابعین دوسری تیسری صدی میں تابعین نے احادیث کو مرسلہ چھوڑا ہے۔

۳۔ مرسلہ اول ہر زمانے کے عادل حدیث مرسل بیان کرتے ہیں ایک جگہ ارسال کرتے ہیں دوسری جگہ وصل کرتے ہیں اب اقسام و

مراسل وترسیل میں مشہور علماء محمد بن ابی عمیر محمد بن خالد برقی، سعید بن مسیّب، عطا بن ابی ریاح سبب ابن ابی ہلال مقہون دمشق حسن بصری ابراہیم بن نخعی مراسیل بن ابی عمیر صفوان بذنطی، مراسل اصحاب اجماع مراسل ثقہ یعنی جن کے ترسیل پر علماء کو بھروسہ ہے انہوں نے مرسلہ بیان کیا ہے مراسل ثقہ جو پابند ہے مراسل غیر ثقہ سے نقل نہیں کریں ضعفاء مجہولیں یعنی وہ راوی جو اپنی جگہ ضعیف ہے یا مجہول الحال ہے انہوں نے حدیث مرسلہ بیان کی ہے قوموں کو مدح وزم کیا ہے۔

تاریخ اسلامی میں دوسری ہجری کو جنگ نظریاتی کہہ سکتے ہیں جس میں خلافت اموی کمزور ہونے کی وجہ سے اقتدار سلطنت کے خواہش مند گروہ جماعت سب میدان جنگ نظری میں اتر آئے۔ شام عراق حجاز گرچہ بنی امیہ کے فاسد حکمرانی کے سائے میں تھے تب بھی اسلام کے سایے میں تھے ان کا افتخار اس میں تھا کہ وہ دین اسلام یہ ہیں لیکن اہل فارس جو کہ اسلام آنے سے پہلے ایک ترقی یا متمدن معاشرہ تھا جہاں ہر قول وفکر عمل کی آزادی خاص کر دین مجوسیت جو کہ محرمات سے بھی نکاح کو جائز سمجھنے والے مجوسیوں کی بستی تھی ان کے دلوں میں کھوئے ہوئے اقتدار کا غم وغصہ ذہن سے نہیں ہوئے تھے وہ اس موقعہ سے استفادہ کرتے ہوئے حکومت امیہ کے خاتمہ نابودی کے لئے اٹھنے والوں کے ساتھ اترے یہاں تک بنی امیہ کا خاتمہ ہوا بنی عباس برسر اقتدار آئے ان کا سلسلہ نسب عبا سنبی کریم کے چاچا اور ابن عباس جسے جبرامۃ کہتے ہیں ان سے انتساب کو اپنے لئے فخر سمجھتے ہیں بلکہ وہ اس انتساب کی وجہ سے حقدار سمجھتے تھے عبداللہ سفاح اور منصور دوانقی گرچہ حب اقتدار میں محو مستغرق تھے لیکن اپنی خود کو محافظ اسلام سمجھتے تھے یہاں سے اہل فارس سے بنی عباس کا سلوک رویہ یا اہل فارس کا ان سے رویہ تغیر وتبدیل ہو گیا اہل فارس اپنے عقائد کو بھرپور طریقہ سے نئی حکومت کی چھتری میں نافذ کرنا چاہتے تھے تو لہٰذا اہل خراسان ابو مسلمہ خراسانی کھلے عالم کفر والحاد پھیلانا شروع کیا زندیقہ کو رواج دینے کی مہم چلائی تو اس کو منصور دوانقی اور ان کے بعد مہدی نے انتہائی جرات شہامت شجاعت سے کچلنے کا فیصلہ کیا اور کچل دیا ان کو جس طرح معاویہ خوارج کو کچل دیا تھا منصور اور مہدی نے زنادیقہ کو کچل دیا لیکن ایرانیوں کی خود برتری خود افضل خود دانش مند ہوش مند قوموں کا چاند ستاری ثابت کرنے اور عربی کو کم فضیلت بلکہ ناسمجھ نااندیش گردانے پر اسرار کرتے ہے اس بارے میں بنی عباس کی حکومت بصارت وسماعت پر پٹی باندھ کے رکھا نظر انداز کیا اس گروہ کا نام کتب تاریخ میں شعوبی آیا ہے اس گروہ نے اپنی افتخار و برتری کو ثابت کرنے کے لئے پیغمبر سے اصحاب سے آئمہ سے احادیث اکاذیب کی بر مار لگائی ذیل میں تاریخ اسلامی ج۲ ص۶۳ پر کچھ احادیث اکاذیبہ پیش کرتے ہیں۔

کتب تشریح اسلامی ج۲ ص۶۳ پر جب خراسان فتح ہوئے لشکر اسلام آذربائیجان اس کے پہاڑوں کی طرف رخ کیا تو عمر بن خطاب بہت پریشان ہوئے اس نے کہا میرے اسلام خراسان کے بارے میں کیا ہوگا خراسان میں مجھے چاہنے والے کوئی نہیں ہے کاش میرے اور خراسان کے درمیان برف کے پہاڑ ہوتے اور آگ کے آتش فشان پہاڑ ہوتے تھے اور ہزار سد یاجوج وماجوج ہوتے تو حضرت علی عمر

سے خطاب کر کے فرمایا یا بن خطاب اپنے آپ کو سنبھالو آپ کے پاس علم محمد ہے یا علم محمد پر احاطہ ہے بتحقیق خراسان مین ایک شہر ہے اس کا نام مروہ ہے اس کو میرے بھائی ذولقرنین نے بنایا ہے وہاں حضر نے نماز پڑھی ہے وہ نہر کی سپر ہوئی ہے زمین خوشبودار ہے اسکے ہر دروازے پر ایک ملک ہاتھ میں تلوار لے کے بیٹھے ہیں وہ یہاں رخ کرنے والے تمام آفات بلیات کو واپس کرتے ہیں بتحقیق خراسان میں ایک شہر ہے اس کا نام کا طالقان ہے اس کے ذخائر کنز نہ سونا ہے نہ چاندی وہاں مرد مومنین ہیں وہ کھٹے ہوئے ہیں جب لوگ گرتے اٹھتے ہیں تو لوگ ناکام ہوتے ہیں خراسان میں ایک سیر ہے اس کا نام شاش ہے وہاں سونے اور جاگنے اور جاگنے والے دونوں اللله کی راہ میں جہاد کر کے اپنے خون بہانے والوں کے برابر ہے خراسان میں ایک شہر ہے اس کا نام بخارہ ہے وہ قیامت کے دن سب پریشان ہوتے ہیں تو وہ امن میں ہوتے ہیں خدا ہر دن ہر رات کو اہل بخارہ والوں کو دیکھتا ہے اہل بخارہ والوں کی بخشش کرتا ہے اور ان کی توبہ قبول کرنے والوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔

ذخائر احادیث اور اس کے مکشوفات:

یعنی ہماری احادیثوں کی کل ذخائر سے اب تک جو ہماری دسترس میں آیا ہے کتب کی اور وہ بین دفتین میں ضبط ہو کر ہمارے پاس موجود ہے وہ کتنے ہیں کتاب علوم حدیث مصطلحہ عرض و درازسنت تالیف دکتور صبحی الصالح استاد اسلامیات وفقہ لغات فی کلیہ آداب مجامع دمشق ص ۲۹۶ اب نقل تک ان ذخائر سے چھلنی کرنے والوں میں یہ ذوات ہے امام احمد بن حنبل متوفی اس نے ۷۵۰۰۰۰ احادیث سے صرف ۴۰۰۰۰ احادیث چھنی کر کے مسند احمد کے نام سے پیش کیا ہے۔

۲۔ جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب جمع الجوامع میں تمام احادیث نبوی کو جمع کرنے کی کوشش کی اس نے اس ایک لاکھ احادیث جمع کیا اور اس کو تکمیل کرنے سے پہلے وفات پائے ان کا کہنا تھا کل احادیث جو روئے زمین میں منتشر ہیں وہ ۲ لاکھ کچھ ہے۔

۳۔ صحیح بخاری ص ۳۰۲ حافظ بن حجر کی شرح بخاری پر لکھی گئی کتاب فتح باری میں جو احادیث جمع کیں ہیں مقررہ کو ملا کے ۹۰۱۲ احادیث جمع کیں ہیں۔

صحیح مسلم کی احادیث ۴۰۰۰۰ ہیں بخاری اور مسلم کا کہنا ہے ہم نے اپنے پاس صحیح احادیث سب کو جمع نہیں کیا ہے بلکہ بہت سی صحیح احادیث اپنی کتاب میں نقل کیا ہے وہ سنن عربی میں یا دیگر صحاح میں کہا جاتا ہے موطہ امام مالک کو صحیح میں نہیں گنا جاتا ہے کیونکہ علماء کے نزدیک اس کتاب میں مراسیل زیادہ ہیں یا مسائل فقہی کتب احادیث کو علماء نے باب تفصیل باب تاریخ سیر باب سفر و قیام قھود باب فتن باب مناقب و مثالب ان ۱۸ ابواب پر مشتمل کتاب کو جامع کہتے ہیں ام کتب مسانیت جس میں احادیث ترتیب دیا ہے سب سے پہلے تالیف ہونے والی مسند ابی داود طیاسی متوفی ۲۰۴ سب سے بڑی مسند احمد م بن حنبل ہے جس میں صحیح بہت ہیں احمد بن حنبل نے کہا ہے ۷۵۰۰۰۰ احادیث میں

جو اختلاف ہے اس کی طرف رجوع کرو اگر وہ اتفاقی نہیں ہے تو سمجھ لو وہ حجت نہیں ہے۔

عقل کے بارے میں روایات:

کتاب اصول کافی ج ۱ ص ۱۰ پر کتاب عقل وجہل کے عنوان سے ۳۴ احادیث نقل ہیں اس میں راویوں کو بطور جداگانہ پیش کریں گے:

حدیث نمبر ۱: محمد بن مسلم نے امام باقر سے نقل کی ہے اللہ نے جب عقل کو خلق کیا تو اس سے طلب نطق کی اس سے بات کرنے کے لئے لہا پھر اس سے کہا آگے آجاو تو آگے آیا پھر اس سے کہا پیچھے ہٹ جاو تو پیچھے ہٹ گیا پھر اللہ نے فرمایا میری عزت وجلال کی قسم میرے پاس میں اس سے زیادہ کوئی محبوب خلق نہیں کیا میں نے تم کو اس شخص میں داخل کیا جو مجھے پسند تھے میں تم سے ہی امر کروں گا اور تم سے ہی نہیں کروں گا اور تمہیں ہی عقاب وسزا دوں گا اور تمہیں ہی ثواب دوں گا اس کا راوی یہ ہے محمد بن یعقوب نے اپنے بعض اصحاب سے انہوں نے محمد بن یحییٰ عطار انہوں نے احمد بن محمد انہوں نے حسن بن محبوب انہوں نے علاء بن زیاد سے۔

حدیث نمبر ۲: علی بن محمد، سہیل بن زیاد، عمر بن عثمان، مفضل بن صالح، سعید بن طریف، اصبغ بن نباتہ انہوں نے حضرت علی سے جبرئیل آدم کے پاس نازل ہوا آدم سے کہا مجھے حکم ہے آپ کو تین چیزوں میں سے ایک انتخاب کریں ۲ چھوڑیں تو آدم نے پوچھا یا جبرئیل وہ ۳ چیزیں کیا ہیں کہا وہ عقل، حیا اور دین ہے تو آدم نے کہا میں نے عقل کو انتخاب کیا جبرئیل نے حیا اور دین سے کہا تم دونوں واپس چلو تو انہوں نے جبرئیل سے کہا ہمیں حکم ہے عقل کے ساتھ رہنے کا جبرئیل نے کہا تمہاری مرضی ہے۔

سنت:

دوسری مصدر سنت نبی کریم ہے بعض نے نبی کریم کی سنت میں سنت خلفاء واصحاب اس کے بعد سنت سلف کو شامل کیا ہے جبکہ دوسرے گروہ نے نبی کریم کی سنت کو مس اصحاب کی وجہ سے نا قابل عمل گردانا کر سنت آئمہ کو اس کے بعد سنت مقدمین سے باندھا ہے مفاد پرست مافیہ کا میدان عمل اجتماعات، اقتصادیات، سیاسیات میں شاہ سوار رہے ہیں وہ میدان دین وشریعت ان کے لئے پہلی جولان گاہ تھے لیکن جس ذات والا نے جس دین کو بچانے اور لبہ دینے کا وعدہ دیا ہے اس کیلئے شعوری غیر شعوری طور پر بعض افراد کو میدان عمل میں کھڑا کیا اور انہوں نے سنت نبی میں غیر سنت کو شامل کرنے پر صدائی احتجاج بلند کیا اور اہل اسلام سے اپیل کی وہ سنت نبی غیر سنت نبی یا روایات صحیح یا روایات غلط کو تمیز کرے ورنہ یہ دین گذشتہ ادیان کی طرح ہوں گے یا فسطایزم یونان بنے گا یہاں سے بیک وقت دو عنوان نے جنم لیا ہے ایک شناخت وروایات یہ روایات درست ہیں یا نہیں درست روایات کو روایات صحیح یا حسن یا موثق کہا ہے غیر صحیح روایات کو غیر مقبول اور مردود کہا ہے اور روایات صحیح غیر صحیح کو ہزار ہا روایتوں کے بیچ سے چننا تلاش کرنا اس وقت ریت سے سونا تلاش کرنے کے برابر ہو گیا ہے کیونکہ جھوٹی روایتوں کی اتنی بر مار ہو گئی ہے یا زیادہ کارخانے لگے ہیں یہاں سے علماء نے درک کیا ہے یہ تمیز کیسے ممکن ہو سکتی ہے بعض نے اس کا حل یہ

نکالا ہے کہ کچھ افراد اٹھیں زحمت کریں صحیح روایات کو ان مجامع صدق وکذب غث وثمین مخلوط کتب سے نکال کر الگ کتاب میں چھاپیں چنانچہ کچھ افراد اٹھے اورانھوں نے یہ کام انتہائی زحمت تکالیفیں پیش کیا اوراب تک کتنوں نے کتنی جلیل وعزیم خدمات کو پیش کیا ہے وہ کتابیں کون سی کتابیں ہیں اوران کے گرامی قدر مصنفین کون تھے اسے ہم درج ذیل میں پیش کریں گے جبکہ بعض دیگر نے کہا ہے ہم کیونکہ ضعیفوں کو نکال کر ان کی نشاندہی کیوں نہ کریں کون سی احادیث غلط ہے خود ساختہ ہیں وہ الگ پیش کریں اور کون کون یہ کام کرتے تھے جعلی احادیث کا کاروبار کرتے تھے ان کو اٹھا کر تشہیر کریں تاکہ مسلمان جہاں جہاں ان کا نام آجائے اول روایات میں ہو یا وسط میں ہو آخر میں ہو اس کو مردود گردانیں۔

صحیح حدیث نقل کرنے والے الگ جمع کرنے والے راویوں کے نام اس بارے میں پیش کرنے والوں کی تعداد بہت کم نہ ہونے کے برابر ہے اس میں سب سے پہل کرنے والے۔

۱۔عجلی ہیں جو متوفی ۲۶۱۔

۲۔ابن حیان ۳۵۴۔

یہ سب کتابیں مفصل ہے ذیل میں ایک فہرست ملاحظہ کریں۔

کتاب ضعفاء بین العقیل تالیف ڈاکٹر اکرامی محمد محمد شاذلی ص ۳۸ پر آیا ہے۔

سنت پیغمبر:[تراشا عدد ۴۵-۴۶]

نبی کریم کے ۲۳ سال زندگی نبوت ورسالت کے دوران آپ سے صادر پر مشتمل قول وفعل تقریر قرآن کے برابر ہے یا قرآن کے بعد حجت ہے قرآن اصول وقوانین وضع کرتا ہے قواعد کلیہ احکام اخلاق وآداب پر شامل ہے تمام علوم معارف دین اور منائج ونصاب تربیت اجتماع سنت مطہرہ ان تمام اصول وقواعد کی تفصیل بیان کرتا ہے اس کی مبہمات کی وضاحت کرتے ہیں متشابھات کو حل کرتے ہیں مجملات کو بیان کرتے ہیں ہر وہ چیز جو فرد سے متعلق ہو یا اجتماع سے کلی ہو یا جزئی اس کا حکم سنت بیان ہوا ہے یہاں تک ہر چیز دقت باریک سے وضاحت کی ہے ان وضاحتوں کے بعد کس حکم سے عدم وضاحت بنا دینا گر ہاتھ نہیں اٹھا سکتے لہٰذا سنت کو وہاں سے الگ کرنا ہے ایک قسم کی سازش خیانت کاری ہے اور لاپرواہی ہے جہاں اللہ نے سورہ حشر کی آیت ۷ میں فرمایا ہے جو چیز پیغمبر نے لائے اس پر عمل کریں۔

مشہور ترین کتب تعدیل:

۱۔معرفت رجال۔یحییٰ بن معین ۲۳۳ھ

۲۔جرح وتعدیل: حسین بن علی بن یزید الکرابیسی ۲۴۸ھ

۳۔جرح وتعدیل: جوز جانی ابراہیم بن یعقوب السعدی ۲۵۹ھ۔

۴۔جرح وتعدیل۔احمد بن عبداللہ بن صالح عجلی ۲۹۱ھ

۵۔روایت اعتبار:مسلم بن حجاج نیساپوری ۲۶۱ھ

۶۔جرح وتعدیل:محمد بن عیسیٰ ترمذی ۲۷۹ھ

۷۔جرح وتعدیل:عبدالرحمٰن بن یوسف بن خواش موزی ۲۸۳ھ

۸۔جرح وتعدیل:ابی محمد عبداللہ بن علی جارود ۳۰۷ھ

۹۔جرح وتعدیل محمد بن عمرو بن موسیٰ عقیلی ۳۲۲ھ۔

۱۰۔جرح وتعدیل:ابی محمد عبدالرحمٰن بن ابی حاتم رازی ۳۲۷ھ

۱۱۔ثقات محدثین وضعفاء ھم:ابی عرب تمیمی قبروانی:۳۳۳ھ

۱۲۔جرح وتعدیل:محمد بن حیان بستی ۳۵۴ھ

۱۳۔جرح وتعدیل دارقطنی ابی حسن علی بن عمر ۳۸۵ھ

۱۴۔ارشاد فی معرفت علماء حدیث:ابی علی خلیلی ۴۴۶ھ

۱۵۔جرح وتعدیل:جمالدین قاسمی دمشقی ۳۲۳ھ

جرح علمائے احادیث کے نزدیک زہری کہتے ہیں بعض تابعین سے احادیث نکلی ہیں جس پر جرح ہوئی ہے ان میں سے صحیح کم نکلی ہے یہ جرح جو ہے جو وہ جرح شاہد سے نکلی ہے جب اس پر اعتراض کیا اور اس کے قول کو رد کیا گیا یعنی جب احادیث میں کثرت آئی جب اہل علم محتاج ہوئے بعض روایات احادیث کو رد کریں مجازاً کہتے ہیں۔جرح اصطلاح محدثین راوی شاہد ہر جرح کرنے کی عیب جوئی کریں اگر یہ ثابت ہو جائے تو اس کا قول اعتبار سے گر جاتا ہے اور اس پر عمل کرنا باطل ہو جاتا ہے بعض نے کہا ہے جرح راوی پر ایسا اعتماد کریں جس کے ثبوت کے بعد اس کی عدالت میں یا ضبط میں خلل آجائے تعدیل جرح کے مقابل میں تعدیل آتا ہے یعنی جب کسی عاد کو گرانا اس کے قول سے رازی ہونا اس کے گواہ قبول ہونا اس کے گواہ پر حکم دینا علم رجال میں یہ علم راوی کی مرتبت کو بیان کرتے ہیں یعنی یہ راوی ضعیف ہے یا صحیح ہے راوی پہ جرح وتعدیل شریعت کو بچانے کی خاطر ہوتا ہے غلطیوں یا اشتباہت سے بچانے کی خاطر ہوتا ہے جواز جرح وتعدیل کسی مسلمان پر تان کرنا عیب جوئی کرنا غیبت کرنا شریعت میں حرام ہے۔

چنانچہ قرآن واحادیث میں اس عمل سے منع کیا گیا ہے ایسے عمل کرنے والے کی مذمت آئی ہے تو راوی پر جرح کرنے کی اجازت کہاں سے آئی ہے اس اعتراض کے جواب میں علمائے احادیث نے آیات قرآن وسنت محمد احیائے علمائے سیرت عملی اہل علم ودانش سے استناد کیا ہے اما قرآن میں آیت ہے سورہ طلاق آیت ۲۔اور حجرات ۶ میں آیا ہے اجماع خطیب ابوبکر بغدادی نے کہا ہے صرف خبر عادل قبول کرتے ہیں

جس طرح گواہ میں گواہ عادل قبول ہے جب تک مخبر شاہد کی عدالت قبول نہیں ہوگی لہٰذاان کے بارے میں لوگوں سے پوچھا جائے گا یہ لوگ کیسے ہیں جب کسی سے پوچھیں گے تو وہ شخص کے بارے میں وہی بتائے گا جو جانتا ہے اگر فاسد عمل ہے خطاء کار ہے لغزش کار ہے تو دین وشریعت کے تحت اس کو وہی بتاتا ہے جو ضعفاء میں اس میں ہے اگر اس نے چھپایا تو اس نے خیانت کی ہے کتب اخلاق میں آیا ہے کہ مقاصد اجتماعی دینی کے تحت بعض لوگوں کی غیبت جائز ہوجاتی ہے ان غیبتوں میں سے ایک روایات پر جرح ہے علماء نے بعض کی غیبت کو جائز قرار دیا ہے:

۱۔اگر کوئی شخص مظلوم ہوجائے ظلم کا نشانہ بنے تو وہ بادشاہ یا قاضی سے شکایت کرے کہ اس نے میرے ساتھ یہ مظالم کئے ہیں۔

۲۔اگر ایک شخص معاشرے میں برائی چھپا رہا ہے تو برائی سے روکنے کیلئے ضروری ہے اس میں موجود صفات بد کو بیان کیا جائے تاکہ وہ باز آجائیں

۳۔استفتاء کیلئے طلب فتویٰ کریں کسی مفتی مجتہد سے کہے کہ میرے باپ بھائی نے میرے اوپر ظلم کیا ہے۔

۴۔ازدواج میں اگر کوئی شخص کسی عورت کو عقد میں لینا چاہتا ہے یا کوئی عورت کسی کی زوجیت میں جانا چاہتی ہے تو وہ کسی کو مشورہ کرے میں اس کی زوجیت میں جاؤں تا نہیں تو جس سے مشورہ لیا ہے اس پر فرض ہے اس کے اندر موجود صفات رزیلہ اور صفات کیثیفاء کو بتائے اگر ملک میں مسلمانوں کو کوئی شخص دھوکا سے گمراہ کرر ہا تو لوگوں کو آگاہ کریں۔

۵۔مناجاہر بل فسق: یعنی کھلے عام برائی کرتا ہے تو اس کی مذمت کرنا جائز ہے۔

۶۔اگر کسی کا لقب غیب دار ہو جیسے اعمتس اعرج کا نام لے لے۔

رواتِ ضعیف:

۱۔یحییٰ بن سعید القسطان ۱۹۸ھ

الضعفاء رجال الحدیث ۲۔علی بن محمد ابی الحسن مدائنی ۲۲۵ھ

۳۔اضعفاء: یحییٰ بن معین ۲۳۳ھ

۴۔علی بن عبداللہ مدائنی ۲۳۴ھ

۵۔محمد بن عبداللہ برقی زھری ۲۴۹ھ

۶۔عمر بن ابی حفص الفلاس ۲۴۹ھ

۷۔ضعفاء الکبیر: محمد بن اسماعیل بخاری ۲۵۶ھ

۸۔الضعفاء الصغیر۔محمد بن اسماعیل بخاری

۹۔احوال الرجال ابراہیم بن یعقوب سعیدی جوز جانی ۲۵۹ھ

۱۰۔ضعفاء: احمد بن عبداللہ عجلی ۲۶۱ھ

۱۱۔ضعفاء عبیداللہ بن عبدالکریم ابی زرعۃ رازی ۲۴۶ھ

۱۲۔ضعفاء یعقوب بن سفیان فسوری ۲۷۷ھ

۱۳۔اضعفاء ابی زرعۃ دمشقی ۲۸۱ھ

۱۴۔اضعفاء ابراہیم بن اسحاق حربی ۲۸۵ھ

۱۵۔اضعفاء الکذبون المترکون ابی عثمان سعید بن عمرو البرزعی ۲۹۲ھ

۱۶۔اضعفاء والمتروکین احمد بن شعیب نسائی ۳۰۳ھ

۱۷۔زکریا بن یحییٰ ساجی ۳۰۷ھ

۱۸۔اضعفاء ابی محمد بن عبداللہ بن علی بن جارود ۳۰۷ھ

۱۹۔اضعفاء محمد بن احمد بن دلابی ۲۳۰ھ

۲۰۔اضعفاء الکبیر ابی جعفر محمد بن عمرو عقیلی ۳۲۲ھ

۲۱۔اضعفاء عبدالملک بن محمد بن عدی ابی نعیم جرجانی ۳۲۳ھ

۲۲۔اضعفاء ابی عرب بن احمد بن تمیم قیروانی ۳۳۳ھ

۲۳۔اضعفاء محمد بن حسن نقاش ۳۵۱ھ

۲۴۔اضعفاء ابی علی سعید بن عثمان بن اسکن ۳۵۳ھ

۲۵۔مجروحین محدثین واضعفاء والمتروکین محمد بن احمد بن حبان بستی ۳۵۴ھ

۲۶۔کامل فی الضعفاء رجال عبداللہ بن عدی جرجابی ۳۶۵ھ

۲۷۔اضعفاء محمد بن حسین بی فتح ازدی ۳۶۷ھ

۲۸۔اضعفاء ابی احمد حاکم الکبیر محمد بن محمد بن احمد ۳۷۸ھ

۲۹۔اضعفاء والمتروکین علی بن عمر ادارقطنی ۳۸۵ھ

۳۰۔اضعفاء عمر بن احمد بن عثمان ابی حفص بن شاہین ۳۸۵ھ

۳۱۔اضعفاء احمد بن علی سلیمانی ۴۰۴ھ

۳۲۔اضعفاء ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم النیسا بوری ۴۰۵ھ

۳۳۔اضعفاء محمد بن سراقہ عامری ۴۱۱ھ

۳۴۔اضعفاء ابی نعیم احمد بن عبداللہ صبحانی ۴۳۰ھ

۳۵۔زیل علی کامل ا اتکملۃ الکامل ضعفاء المحد ثین محمد بن طاہر مقدسی ۵۰۷ھ

امام عقیلی وضعفاء:

ضعیف راویوں کی نشاندہی علامت یاتعین کرنے والوں میں سے ایک امام عقیلی ہے آپ کی کنیت ابوجعفر نام محمد بن عمرو بن موسیٰ بن حماد بن محمد عقیلی۔ کتاب ضعفاء تالیف محمد شاذلی ص ۵۹ متولد ۲۲۵ھ وفات ۳۲۲ھ آپ مذہب حنبلی پر تھے کیونکہ آپ کا اسناد عبداللہ بن احمد بن حنبل تھا اس نے کتاب ضعفاء لکھی ہے ضعفاء سے مراد ہر وہ شخص جس پر جھوٹا ہونے یا احادیث جعل کرنے کا یا اس کی احادیث گوئی میں متہم ہو یا وہ مجہول راویوں سے روایت کرتا ہو یا بدعت گزار ہو یہ سب اس میں شامل ہیں اس کتاب میں شامل روایات کی نوعیت کچھ طرح ہے۔

ا۔ضعفاء: جن کو کسی نہ کسی وجہ سے سبب سے مجروح کیا گیا ہے یعنی ضعیف گردانا گیا ہے ان کے نام یہ ہیں۔

ا۔عبدالمنعم بن بشیر یزید بن عجاء یشکری محمد ابن سالم ابوصالح کوفی۔

۲۔وہ موثق جن کی روایات کو اعتراض یا رد کیا گیا ہے وھب بن جریر ابن حذم اسماء بن حکم فزارمی عبدالرحمٰن بن ابی لیلی۔ ابوزناء عبداللہ بن زکوان، امام الائمہ علی بن مدائنی

۳۔جن کو جھوٹا گردانا گیا ہے جھوٹ بولنے کا کہا گیا ہے جس میں احادیث جعل کرتے ہیں بشیر بن ابراہیم انصاری، عبدالنور بن عبداللہ سمعی، بکر بن اسود ابوعبیدہ ناجی۔

۴۔ان راویوں کے بارے میں علماء اختلاف نظر رکھتے ہیں وہ اسرائیل بن یونس بن ابی اسحاق سبعی، حصین بن عبدالرحمٰن مسلمی عکرمہ مولا ابن عباس۔

۵۔جن احادیث کو متہم کہا گیا ہے حکم بن عبدالملک وورقہ بن عمر یشکری، یوسف بن عبدہ ابوعبدہ۔

۶۔جن کی احادیث میں وہم غالب ہے حسین بن عبداللہ بن ضمیرہ سلمان بن کراز الطناوی، صالح بن بیان السیر افی، عاصم بن سلیمان کوزی، محمد بن محسن الحرانی۔

۷۔یہ لوگ مجہول الحال ہیں ان کا کوئی پتا نہیں ہے جن سے احدیث نہیں لینی تھیں ان سے لی ہیں بشیر مولا بنی ہاشم، حمید ابن وھب قرشی، سلیمان بن مسلم خزائی، سلیمان تیمی نافع، عبدالواحد بن سلیم، محمد بن عبدالرحمٰن قشیری۔

۸۔وہ راوی جنہوں احادیث صحیح بنائی ہیں لیکن بدعت گزار ہیں۔ بشیر بن سری جعفر بن زیاد احمر کوفی عمر بن ابی زائدہ۔

کتاب معرفۃ الحدیث تالیف محمد باقر بہبودی ص ۱۲۱:

ابوحمزہ ثمالی ان کا نام ثابت بن ابی صفیہ کنیت ابوحمزہ ثمالی ان کے باپ کا نام صفیہ دینار ہے یہ آل مہلب تھے یہ امام زین العابدین امام باقر امام صادق سے ملے ہیں ان سے روایات نقل کرتے ہیں یہ سنہ ۱۵۰ کو وفات پائے نجاشی نے اور شیخ طوسی نے ان کو ثقہ گردانا ہے کشی نے کہا ہے وہ شراب پیتے تھے باقر بہبودی نے لکھا ہے اصحاب نے ان کو اس لیے ثقہ گردانا ہے ان کے اوقات میں فسق اور غلط اعمال مضر صداقت نہیں ہے لیکن ان کی یہ منطق سوچ غلط ہے کیونکہ شراب پینے والا فاسق ہوتا ہے اور خبر فاسق مردود ہوتا ہے جابر بن یزید جعفی کنیت ابوعبداللہ کتاب معرفۃ الحدیث ص ۱۲۲ لکھتے ہیں یہ عربی الاصل ہیں یہ امام باقر اور امام صادق سے ملے ہیں سنہ ۱۲۸ کو وفات پائے ہیں علمائے رجال نے ان سے حدیث نقل کرنے والوں کو ضعیف گردانا ہے ابن غضائری نے لکھا ہے جابر بن یزید جوفی نفس ثقہ ہے ان سے حدیث نقل کرنے والے ضعیف ہیں ان سے نقل کرنے والوں جس سے مفصل بن صالح سکوفی منخنل جمیل احمد بن محمد ابن خالد بن عبدالرحمٰن بن محمد بن علی ابرقی کنیت ابوجعفر رجال حدیث ۱۰۵ ان کا اصل کوفہ ہے ان کا دادا محمد بن علی کو یوسف بن عمر نے قتل کیا تو عبدالرحمٰن اپنے بیٹے خالد کو لے رقم میں برقیر وبذات خود ثقہ لیکن وہ ضعفاء سے نقل کرتے تھے اور احادیث مرسلہ نقل کرتے تھے انہوں نے مختلف کتابیں لکھی ہیں ان میں سے ایک رجال ہے ان کی ایک محاسب ہے جس میں ۲۶۰۰ احادیث ہیں لیکن وہ یہ نہیں دیکھتے تھے کہ احادیث کو کہاں سے نقل کرنا ہے انہیں تمیز نہیں آتی تھی وہ غالی اور زنادک سے بھی نقل کرتے تھے فضائل خلفاء کتاب الموضوعات ج ا ص ۲۲۵ لکھتے ہیں بعض لوگ متعصب مدعی تمسک بہ نسبت رکھنے والوں نے رافضیوں کی زد میں ابوبکر کے فضائل گھڑے ہیں حالانکہ یہ دونوں اپنے عمل میں خطاء ہیں علی اور ابوبکر اپنے حامل فضائل صحیحہ سے ان کے گھڑے ہوئے فضائل سے بے نیاز ہیں۔

حدیث یہ ہے نبی کریم نے غار سے نکلتے وقت ابوبکر کو دیکھ کر فرمایا کیا میں آپ کو بشارت دوں تو پیغمبر نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت کے دن آپ کو خصوصی تجلی کریں گے صاحب کتاب جوزی لکھتے ہیں اس میں راوی عبداللہ بن واکد ہے عیسائی نے کہا ہے ان کی روایات متروک ہے۔ عمر بن خطاب کے بارے میں ص ۲۳۸ میں ہے پیغمبر نے ابوبکر سے فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلے کتاب دائیں ہاتھ میں عمر ابن خطاب کو دیں گے اس حدیث کے راوی عمر بن ابراہیم ہیں وہ متہم ہے ص ۲۴۰ میں پیغمبر سے نقل ہے آپ نے فرمایا مجھے جبرائیل آسمان پر جب لے گیا وہاں گھوڑے باندھے ہوئے تھے جس میں زین وجلام لگے ہوئے تھے یہ فضلہ پھینکتے تھے نہ پیشاب آتا ہے نہ پسینہ آتا ہے ان کا سر سرخ یعقوت سے بنا ہوا تھا ان کی ٹاپیں سبز زمرد سے بنی ہوئی تھی ان کے بدن عقیق اور زر کے پر تھے میں نے پوچھا یہ کس کے لئے ہے تو جبرائیل نے کہا یہ دوستدار ابوبکر وعمر کیلئے ہیں ان کے دوست ان پر سوار ہوئے اللہ کی زیارت کریں گے صاحب کتاب لکھتے ہیں یہ حدیث بھی جعلی ہے۔

مصادر رجالات شیعہ:

جو کچھ علم رجال کے بارے میں مصادر شیعوں کے پاس فی زمانہ ہیں قدیم ترین کتاب رجال میسر و دستیاب ہے ان میں سے ایک رجال برقی کے نام سے ہے یہ کتاب عہد حاضر میں منشورات موسست میں ۱۴۳۰ کو تحقیق آیت اللہ جعفر سبحانی سے نشر کیا ہے ہم اس کے بارے میں اسی کتاب کے ابتدائی صفحات سے نقل کر رہے ہیں احمد بن محمد ابن خالد ابن عبدالرحمٰن بن محمد بن علی البرقی کنیت ابو جعفر یہ کوفہ والے تھے جب محمد بن علی برقی کو یوسف بن عمر نے زید بن علی کے بعد قتل کیا تو عبدالرحمٰن نے اپنے بیٹے خالد کو ساتھ لے کر وہاں سے فرار ہو کر قم میں برقیرت سکونت کی وہ بذات خود ثقہ تھے لیکن ضعفاء سے نقل کرتے تھے اور مراسل پر اعتماد کرتے تھے انہوں نے زیادہ تر اپنے باپ محمد بن خالد سے اور احمد بن محمد ابن ابی نصر بذنیتی عبدالرحمٰن ابی نجران حسن بن علی ابن وشاء حسین بن سعید حوازی یحییٰ بن ابراہیم ابن ابی البلاد علی ابن حکم سے نقل کیا ہے یہ امام جواد و امام ہادی کے اصحاب میں شامل ہوتے ہیں وہ زیادہ روایات جمع کرتے تھے سیرت و اخبار میں لکھتے تھے خود ان سے نقل کرنے والے سعد ابن عبداللہ اشعری محمد بن حسن صفار محمد ابن احمد بن یحییٰ علی ابن ابراہیم علی ابن حسین سعد آبادی حسین بن مسیمی دکاک احمد بن عبداللہ برقی محمد ابن ابی ابن محبوب عبداللہ بن جعفر حمیری ان کے بارے میں زھبی صفدی ذرکلی وغیرہ سے نقل کیا ہے یہ ۲۷۴ یا ۲۸۰ کو وفات پائے اس نے علم رجال میں دو کتابیں لکھی ہیں پہلی طبقات کی بنیاد پر یعنی اصحاب اور ہر آئمہ کے اصحاب امام مہدی تک لکھی ہیں دوسری کتاب اس کو کتاب رجال کہا ہے اس کی اور ترتیب ہے۔

رجال بحر العلوم:

جس کا اصلی نام فوائد رجالیہ ہے جسے منشورات مکتب صادق نے ۱۳۶۳ھ کو نشر کیا تھا مولف گرامی رجال بحر العلوم کا تعارف ان کی کتاب کے تمہید اخذ کر رہے ہیں مولف سید محمد مہدی ابن سید مرتضیٰ آپ سنہ ۱۱۵۵ کو ایران کے شہر پیدا ہوئے۔ اور بروجرد میں پرورش پائی وہاں سے نجف منتقل ہو کر کسب علم کیا اور آپ خود استاد علماء فقہا بنے آپ کے شاگردوں میں وحید بہبانی جو آپ کے داماد تھے آپ نے بہت سی کتابیں لکھی ہے۔

رجال طوسی:

رجال طوسی جس سے سید محمد صادق آل بحر العلوم کے تحقیق تعلیق کے ساتھ ۱۳۸۱ کو محمد کاظم قطبی نے نشر کیا ہے رجال طوسی اور مولف گرامی کا تعارف ہم اس کتاب کے مقدمے سے اخذ کیا ہے شیخ محمد بن حسن بن علی بن حسن طوسی کنیت ابو جعفر ایران کے مشہور شہر خراسان میں سنہ ۳۸۵ پیدا ہوئے اور وہاں سے ۴۰۸ کو ۲۳ سال عمر میں ہجرت کر کے ۴۰۸ کو آپ عراق کے شہر بغداد پہنچے۔ جس وقت وہاں شیعہ زعمات اور ریاست محمد بن محمد بن نعمان اکبری بغدادی معروف بہ مفید تھے۔ ان کی سرپرستی اور شاگردی میں رہے اس وقت آپ حسین بن عبیداللہ خضائری متوفی ۴۱۱ ان کو درک کیا ساتھ ابو العباس احمد بن علی صاحب رجال نجاشی متوفی ۴۵۰ ان کے ساتھ بھی رہے یہاں تک ۴۱۳ رمضان کو شیخ مفید وفات پائے اس کے بعد آپ سید مرتضیٰ علم الھدیٰ کے ساتھ رہے یہاں تک ۴۳۶ھ کو علم الھدیٰ وفات پائے ہیں سید مرتضیٰ کی

وفات کے بعد شیعوں کی زحمت وریاست آپ نے سنبھالی وہاں صابر وزیر آل بویہ نے آپ کو ایک گھر خرید کر دیا تھا پھر آپ نے ایک حادثے میں ایک فرقہ واریت بغداد کو چھوڑ کر نجف منتقل ہوئے آپ کی دو کتابیں تہذیب والستبصار کتب اربعہ شیعہ میں سے دو ہیں علم رجال پر آپ کی دو کتابیں ہیں ایک فہرست کے نام سے دوسری رجال کے نام سے ہے اس کتاب میں آپ نے ۸۹۰۰ رواۃ کا ذکر کیا ہے لیکن صرف نام کے ذکر کرنے پر اکتفاء نہیں کیا ہے کسی کو بھی مدح وزم نہیں کیا ہے استدالالی یا دفع شفع کیلئے کبھی کبھی مدح وزم کیا ہے۔

رجال نجاشی:

تحقیق محمد جواز نائیبی ناشر دارالازواہ بیروت سنہ ۱۴۰۸ مولف رجال نجاشی ابوالعباس احمد بن علی ابن احمد بن عباس مشہور بن نجاشی۔ یہ ابو العباس کے تعلیمات میں سے ایک ان کی کتاب رجال ہے اس کتاب کو یک از اصول رجالی کہتے ہیں ابوالعباس سنہ ۳۷۲ھ ماہ صفر میں پیدا ہوئے آپ کوفہ میں قبیلہ بنی سعد سے تعلق رکھتے تھے لہٰذا ابن کوفی کے نام سے معروف تھے لہٰذا راویوں کے بارے میں شیخ طوسی سے زیادہ واقف وآگاہ سمجھے جاتے تھے لیکن آپ بغداد میں نشوونما ہوئے آپ کی تعلیم شیخ مفید اور حسین بن عبیداللہ غضائری اور ابن جندی سے کیا ہے اس حوالے سے آپ شیخ طوسی دونوں کے مشائخ واساطیت ایک ہے اس طرح آپ عصر کے محمد بن علی بابوی کے بھی شاگرد رہے اور ان سے بھی روایات سنی ابوالعباس کو اس فن میں شیخ طوسی پر ترجیح دیتے ہیں ابوالعباس نجاشی ۴۵۰ جمادی الاول کو بتاتے ہیں اس طرح آپ دس سال شیخ طوسی سے وفات پائے۔

تہذیب التہذیب:

تالیف شہاب الدین احمد بن علی ابن محمد معروف ابن حجر عسقلانی ۷۷۳ھ کو پیدا ہوئے ۸۹۲ کو وفات پائی مصر میں پیدا ہوئے مصر ہی میں وفات پائے ابن حجر کے بھی ۴ سال نہیں گزرے ان کے باپ کی وفات ہوئی ماں کی اس سے پہلے وفات ہو چکی تھی انہیں ابوبکر خروجی تاجر نے تمام احشام وعنایت سے ان کی پرورش کی ۵ سال کی عمر میں انہیں مکتب میں داخل کیا ۹ سال کی عمر میں وہ حافظ بن گئے ۱۱ سال کی عمر میں زہدین کے ساتھ حج کیلئے مکہ گئے وہیں قیام کیا ۷۸۶ھ کو وہ عمدۃ الاحکام مختصر ابن حاجب ملحۃ الاعراب جنفیہ ابن مالک مکمل کیا ۷۹۳ھ کو ان میں علم حدیث میں شغف پیدا ہوا تو ذہن ودین عراقی کے ساتھ ان کی شاگردی میں گزاری ۷۹۳ھ سے وہ اسلامی ملکوں کے سفر پر نکلے بہت سے علماء نے ان سے ملاقات کی چندیں بار وہ مکہ مشرف ہوئے اور وہیں سے وہ بیت اللہ کی مجاورت میں رہے وہاں علماء سے ملاقات کیں مصر میں بہت سے علماء سے انہوں نے درس لیا اور پھر خود تدریس کرنا شروع کر دی کچھ دیر تک وہ قاہرہ میں منصب قضاوت پر رہے وہ مدرسہ نابغہ کے ساتھ خطیب توانا مفتی عازم اور وعظ نامدار کے ساتھ بہت سی کتب کے بہت سے موضوعات کے مؤلف بھی تھے ان کے مشہور تصنیفات فی زمانہ تک استفادہ علمائے اعلام رہے اس میں ایک فتح باری شرح صحیح بخاری ہے علم حدیث میں بہت سی احادیثوں سے سند بھی دی ہے علم رجال میں اس وقت علمائے اعلام کی مورد استفادہ وتوجہ والی کتب یہ ہیں الاصابہ فی نوید سخا واذ یشان المیز ان تقریب وتہذیب

وتہذیب۔

تنقیح المقال فی علم الرجال:

تالیف عبداللہ بن باقر بن علی اکبر بن رضا المقانی کہتے ہیں آپ اپنے وطن کے تبریز صاحب ثروت تھے لیکن آپ کسب علم کے شغف میں کربلا مشرف ہوئے آپ عالم وفاضل بڑے پرہیزگار انسان تھے خوشخط تھے اپنے ہاتھ سے فوائد حائرکو لکھا پھر شرح لمعہ کو لکھا اس وقت کربلاء کے فقہی عازم صاحب ریاض کے ان کے درس خارج میں جاتے پڑھتے ہوئے علم فاضل اپنے ساتھیوں سے برتری اور صاحب چہرہ درخشاں بنے پھر واپس اپنے شہر بمقام تبریز سے ۸ فرسخ کے فاصلے پر تھے کو واپس آئے ایک دو سال گزرنے کے بعد اپنے اہل وعیال کو واپس کربلاء میں لے آئے نماز مغربین ایوان حسینی میں پڑھی تھی جن کی نماز کربلا میں باب النجف کے محلے میں پڑھتے تھے انہوں نے اپنے فتویٰ کے مطابق رسالہ عملیہ لکھا آخر میں ۱۸ صفر ۱۳۱۹ھ کو کوفہ میں وفات پائی۔

نقد روایۃ وراوی:

کتاب موضوعات فی الاثار والاخبار ص۴۳ کتب اربعہ شیعہ بالخصوص اصول کافی کے بارے میں غالیوں نے کیا اس کتاب کو اغلاط واشتبہات سے مافوق گردانا ہے بعض نے قرآں کے بعد صحیح کتاب کافی کو گردانا ہے بعض نے امام مہدی سے منسوب یہ قول مشہور کیا **الکافی لشیعتنا** جس طرح علماء سنت نے بخاری طرح اس کتاب کو غلوکر کے اس میں موجود خود ساختہ جعلی قرآن وسنت رسول اصول اسلام سے متصادم حدیث کو بھی حجت گردانا ہے اس میں واصح کتاب اور کتاب السنہ بعض نے شیخ البلاغہ کے بارے میں کیا فوق الاسلام مخلوق تحت کلام الخالق ہے یہ کوئی نئی بات نئی حرکت نہیں بلکہ یہ قدیم زمانے سے جاری سنت ہے اسی میں موجود اباطیل کو چھپانے کیلئے ڈنڈا کا چھت بنایا ہے ترجمہ فرمان کو قرآن اردو کہا ہے مثنوی رومی کی کفریات کو قرآن فارسی کہا ہے جہاں بین کرنے کا ارادہ کرنے والوں کو فرقے سے خارج کرنے کی مہم چلائی ہے جبکہ علامہ مجلسی نے اس میں موجود نصف سے زائد احادیث کو ضعیف گردانا ہے اب آپ خود انصاف کریں اخبار ضعیف کو جمع کر کے بحار انوار رکھنے کرنے والے اس کتاب کے نصف سے زائد کو ضعیف گردانیں تو اس میں کتنی غلطیاں ہوں گی یہ کتاب جعلیات اسلامی اصول سے متصادم روایات کی کثرت کی وجہ سے جس کسی نے اس کی چھان بین کرنے کی یا دوسری زبان میں ترجمہ کرنے کی یا صحیح کو نکالنے کی کوشش کی تو اس کو روکا گیا ہمیں اپنوں سے اعلیٰ علم وفضل رکھنے والے دین ودیانت رکھنے والے دانش مندان ملت نے تکرار سے کہا ان خرافات کے بارے میں آپ سے پہلے گزرنے والے بڑے بڑے علماء نے نشان دہی نہیں کی بعض نے تو کہا ہے آپ نے خود کو سب سے عالم پایا ہے یا کہا اللہ کے باقی بندے ختم ہوگئے صرف آپ کو اس کیلئے اٹھایا ہے جواب واضح ہے جس جس نے خرافات کے خلاف آواز اٹھائی غلطیوں کی نشاندہی کی اس کو کارندمت تک پہنچایا آیت اللہ طباطبائی نے بحر کی دو جلدوں کی شرح کی تو لوگوں نے ان کی شرح رکوادی انہوں نے اصول کافی سے صحیح احادیث نکال کر صحیح کافی نام رکھا تو اس کو روکا ہمارے اس ملک میں مرحوم ظفر

حسن بانی جامع امامیہ نے اصول کافی کا ترجمہ کرنا شروع کیا تو چند چارچ نکلے تھے روک دیا معلوم خود روکا یا کسی اور نے روکا ہے یہ کتاب متضاد روایات سے پُر ہے غالیوں کی مصادر اولیٰ ہے اس میں امامت کے بارے میں وارد روایات اسماعیلیوں اور غالیوں کے عقائد پر مبنی ہے اس میں امامت کی صفات بیان کیں ہیں اس کو سامنے رکھنے کے بعد ان کے اور اللہ کے درمیان فرق کرنا مشکل ہوتا ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں چند روایات کا حشر کیا ہے۔

ابوعبداللہ معلیٰ بن خنیس جنت کتاب معرفۃ الحدیث ص ۱۲۲۹ ابن نجاشی نے کہا ہے معلا خنیث جن کی کنیت ابوعبداللہ ہے امام صادق کے موالی میں سے تھے آپ سے پہلے بنی اسد کے مولا تھے مولا ابن خنیث کوفہ میں بدار تھے یعنی کاروبار کرتے تھے وہ انتہائی ضعیف تھے اس پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا ہے ابن غضائری نے معجم الرجال میں ج ۱۸ ص ۲۷۴ معلا بن خنیف پہلے وہ مغیرہ کے آدمی تھے اس کے بعد محمد بن عبداللہ کی طرف دعوت دی اسی جرم میں داؤد بن علی نے ان کو گرفتار کیا اور قتل کیا غلاضتوں کی تعریف کرتے ہیں ان پر اعتماد نہیں کرتا ہے ان کی غلط ہونے کی یہ دلیل یہ ہے غالی ان سے دفاع کرتے ہیں مفضل بن صالح نخاص کنیت ابوجمیلہ کتاب معرفۃ الحدیث ص ۲۳۰ معجم الرجال حدیث ج ۱۸ ص ۳۲۹ غضائری سے نقل کیا مفضل ابن صالح ضعیف کذاب ہیں حدیث جعل کرتے ہیں معاویہ بن حکم کہتے ہیں میں نے ابا جمیلہ کہتے ہوئے سنا ہے معایہ کا خط محمد ابن ابوبکر کے نام میں نے بتایا ہے ابوعبداللہ مفضل بن عمر جوفی معرفۃ الحدیث ص ۲۳۱ نجاشی نے نقل کرتے ہیں ابومحمد جوفی اہل کوفہ ہیں مذہب فاسد رکھتا ہے ان کی روایات معتر مضطرب ہیں ان کی روایات پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا ہے وہ اپنی خطاب کو مانتے تھے ان کی لکھی ہوئی کتاب پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔

ان الارض لا تخلو من حجة:

زمین حجت خدا سے خالی نہیں رہ سکتی ہے اس بارے میں ۱۳ روایات نقل کی ہیں آئیں دیکھتے ہیں ان کا متن اور راوی کے بارے میں دیکھتے ہیں کتاب اصول کافی ج ا ص ۱۷۸ پر آیا ہے:

ا۔ امام صادق سے سوال کیا ہے آیا زمین میں ایسا دور بھی ہوسکتا ہے جس میں امام نہ ہو تو امام نے فرمایا نہیں سائل نے پوچھا دو امام ہوسکتے ہیں تو امام نے فرمایا نہیں ایک خاموش رہے۔

۲۔ اسحاق بن عمار نے کہا امام صادق فرماتے ہوئے سنا ہے زمین بغیر امام کے حجت سے خالی نہیں رکھ سکتی ہے تاکہ اگر لوگوں نے دین میں کوئی اضافہ کیا تو امام اس کو رد کرتے ہیں اگر لوگوں نے اس میں کوئی کمی کی تو امام اس کو پورا کرتے ہیں۔

۳۔ امام صادق نے فرمایا روئے زمین میں ہمیشہ اللہ کی حجت رہی ہیں لوگوں کو حرام سے روکتے رہے اور اللہ کی طرف دعوت دیتے رہے۔

۴۔ امام صادق سے پوچھا آیا زمین بغیر امام کے ہوسکتی ہے فرمایا نہیں۔

۵۔ ابی بصیر نے امام باقر سے یا امام صادق سے پوچھا اللہ روئے زمین کو عالم سے خالی نہیں رکھا ہے اگر خالی ہو یوحق و باطل کو نہیں پہچانا جا

سکتا ہے۔

۶۔امام صادق نے فرمایا اللہ عظم وشانہ وجل جلالہ ہے پاک، بزرگ و برتر ہے زمین کو بغیر عادل چھوڑے ممکن نہیں۔

۷۔امیر المومنین نے فرمایا اے اللہ زمین کو اپنی حجت سے خالی نہیں کرتا۔

۸۔امام باقر سے نقل ہے اللہ نے روئے زمین کو خلقت آدم سے اب تک امام اور حجت سے خالی نہیں رکھا اور نہ رہیں گے آئندہ بھی نہیں رہیں گے۔

۹۔امام موسیٰ ابن جعفر نے فرمایا زمین سے خالی نہیں ہوسکتی میں وہی حجت ہوں

۱۰۔امام صادق سے پوچھا گیا زمین بغیر امام کے رہ سکتی ہے تو امام نے فرمایا اگر بغیر امام ہوجائے تو زمین ختم ہوجائے گی۔

۱۱۔امام رضا سے پوچھا گیا زمین بغیر امام کے رہ سکتی ہے تو فرمایا نہیں میں امام صادق سے نقل کر رہا ہوں زمین بغیر حجت نہیں رہ سکتی ہے اہل زمین سے ناراض ہوجائیں اگر امام نہیں ہوں تو زمین ختم ہوجائے گی۔

۱۲۔امام باقر نے فرمایا امام کو روئے زمین سے ایک گھنٹے کے لئے اٹھالیا جائے تو زمین میں طوفان آئے گا جس طرح سمندر میں آتا ہے۔

۱۳۔امام رضا سے پوچھا گیا زمین بغیر امام سکتی ہے تو فرمایا نہیں تو راوی نے کہا ہم نے سنا ہے مگر اللہ لوگوں سے ناراض ہوجائے تو امام نے فرمایا اگر ایسا ہوا تو زمین ختم ہوجائے گی۔ان ۱۱۳ احادیث میں سے ۴ دفعہ علی بن ابراہیم تکرار ہیں۔

۲۔احمد بن محمد بن عیسی ۳۔محمد بن ابی عمیر ۲ ہیں۔ ۴۔حسن بن علاء ۲ ہیں۔ ۵۔علی بن ابراہیم کا باپ۔

۶۔منصور بن یونس۔ ۷۔سادان بن مسلم ۸۔اسحاق بن عمار ۹۔محمد بن یحییٰ ۲ ہیں۔

۱۰۔احمد بن محمد ۲ ہیں۔ ۱۱۔علی بن حکم ۱۲۔ربی بن محمد مسلیٰ۔ ۱۳۔عبداللہ بن سلمان عامری ۱۴۔احمد بن مہران

۱۵۔محمد بن علی ۲۰ ہیں ۱۶۔محمد بن عیسیٰ ۵ ہیں۔ ۱۷۔یونس ۲۶ ہیں ۱۸۔ابی بصیر

۱۹۔علی بن ابی حمزہ ۴ ہیں ۲۰۔قاسم بن محمد ۲۱۔ابن مسکان ۲۲۔علی بن محمد

۲۳۔سہل بن زیاد ۲۴۔حسین بن محبوب ۴ ہیں ۲۵۔ابی اسامہ ۲ ہیں ۲۶۔ہشام بن سالم

۲۷۔ابی اسحاق ۲۸۔بغیر نام کے ۲۴ ہیں ۲۹۔محمد بن فضیل ۳ ہیں ۳۰۔حسین بن محمد ۲ ہیں

۳۱۔معلّٰی بن محمد ۲ ہیں ۳۲۔ابی علی بن راشد ۲۲۔ابی عبداللہ مومن ۳۴۔ابی صراحہ

۳۵۔وشاء۔

محمد بن عیسیٰ جامع رواۃ ج ۲ ص ۱۶۵ ، ۱۷ دفعہ آیا ہے تو مجہول ہے کونسے ممدوح والے مذموم ہیں۔

محمد بن یحییٰ کے نام سے جامع رواۃ ج ۲ ص ۲۱۳ میں ۲۶ نام آئے ہیں یہاں پتہ نہیں کونسا عیسیٰ ہے لہٰذا مجہول ہے جامع رواۃ ج ۲ ص ۱۵۰

میں محمد بن علی ۳۴۳ بار تکرار آیا ہے سہل بن زیاد جامع رواۃ ج ۲ ص ۳۹۳ وہ ضعیف ہے ان کی احادیث پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا ہے احمد بن محمد بن عیسی جھوٹا اور غالی ہے۔

محمد بن فضیل جامع رواۃ ج ۲ ص ۱۷۴ میں ۷ نام آئے ہیں۔

محمد بن ابی عمیر جامع رواۃ ج ۲ ص وہ ایک معروف ثقہ ہے مشکوک ہے۔

حسین بن سعید جامع رواۃ ج ۱ ص ۲۴۱ پر اس کو ثقہ گردانا ہے لیکن دیگران نے ان کو راس الفسا دکہا ہے حسین بن محمد کے نام سے جامع رواۃ میں ج ۱ ص ۲۵۱ میں ۱۶ نام آئے ہیں حسین بن محبوب کے نام سے جامع رواۃ میں کوئی نام نہیں ہے۔

احمد بن محمد بن عیسیٰ جامع رواۃ ج ۱ ص ۶۹ میں ۴ نام آئے ہیں ان میں کون مراد ہے واضح نہیں ہے۔ منصور بن یونس جامع رواۃ ج ۲ ص ۲۶۸ میں ان کو امام صادق اور امام موسیٰ کاظم کے اصحاب میں گردانا ہے جب کہ نجاشی نے ان کو واقفی کا ہے اور کشی نے ان سے مروی روایات سے احتیاط برتنے کو کہا ہے۔ ساداق بن مسلم کے بارے میں جامع رواۃ ج ۱ ص ۳۵۷ میں آیا ہے لیکن ان کے بارے میں اظہار رائے سے اجتناب کیا ہے۔ احمد بن محمد کے نام سے جامع رواۃ میں ج ۱ ص ۵۸۸ اور ۶۹ نام آئے ہیں۔

اسحاق بن عمار جامع رواۃ ج ۱۱ ص ۸۲ میں آیا ہے بہتر یہ ہے ان کی روایات توقف کریں اور عمل نہ کریں۔

متن روایات ان ۱۳ روایتوں میں ۱۲ روایات میں روئے زمین امام اور حجت سے خالی نہ رہ سکنے کی بات آئی ہے امام سے مراد امام کل کائنات اور متصرف ومتصعد امور اجتماع سہونسیان لغزشوں سے پاک امام کا ہونا وجدان اور صریح آیات محکمات سے متصادم ومتعارض ہے قرآن کریم میں اللہ کی طرف سے بعثت انبیاء میں خلل فترت آتی ہے

فرت اور وقفہ وقفہ سے آنے کا ذکر کیا ہے یعنی ایسے ادوار گزرے ہیں جس میں ایسی ہستیوں کا فقدان تھے۔

۲۔ خلائق نے اپنے بشر کے خواص سماعت وبصارت کے ایسے ادوار دیکھے ہیں سنا ہے انہوں نے نہ کوئی ایسی حجت دیکھی ہے نہ سنی ہے نبی کریم کے بعد سلطنت وریاست خلفاء نے کی ہے ان کے ۳۰ سال اپنی جگہ نمونہ مثالی ہونے کے باوجود لغزشیں خطاء کوتاہیاں ان سے دیکھی اور سنی گئی ہیں تاہم سنہ ۴۰ ہجری سے اب تک کوئی ایسا رہنما رہبر نہ دیکھا نہ سنا ہے دنیا مغرب ومشرق زمین ایسات سلبیات میں اپنی دعوتکو طاقت وقدرت اور حجت بیانی سے پھیلا ہے ان روایات کے متن صرف باطنی عقیدے کے جزء ہے جہاں ان کا کہنا ہے ہمارے امام سے گربچوف، ٹونی بلیئر اور اوباما کلینٹن، من موہن سنگھ اندر سے ہدایت پاتے ہیں یہ ان کا عقیدہ ہے ہمارا نہیں ہو سکتا ہے۔

علوم آئمہ: آئمہ علم کان و ما یکون وماو کائن:

گزشتہ حاضر آئندہ سب ان کے سامنے ہیں ان سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے ان کے علوم کا مصدر ومنبع کو روایات میں جفر جامعہ مصحف فاطمہ کے نام سے آیا ہے کتاب اصول کافی ج ۱ ص ۲۳۸ باب التسمیح اس میں ۸ روایات آئی ہے یہاں بھی ہمارے پاس ایک متن ہے ایک راوی

پہلے راویوں کو دیکھتا ہے:

۱۔مجہول اصحاب ۲۔احمد بن محمد ۳۔عبداللہ بن حجال ۴۔احمد بن عمر حلبی۔ ۵۔ابی بصیر عدۃ ۶۔عمر بن عبداللہ

۷۔جماد بن عثمان ۸۔عدۃ احمد بن احمد ۹۔علی بن حکم ۱۰۔حسین بن علاء ۱۱۔علی بن ابراہیم محمد بن عیسیٰ

۱۲۔یونس ۱۳۔مجہول راوی ۱۴۔سلمان بن خالد ۱۵۔محمد بن عیسیٰ ۱۶۔ابن محبوب

۱۷۔ابن ریاک ۱۸۔ابی عبیدہ عدۃ صالح بن سعید ۱۹۔احمد بن ابی بشر ۲۰۔بکر بن کرک

۲۱۔علی بن ابراہیم (ان کا باپ)

۲۲۔ابن ابی عمیر ۲۳۔عمر بن عزینہ ۲۴۔فضیل بن یسار ۲۵۔برید بن معاویہ وزارۃ

۲۶۔عبدالملک بن اعیون ۲۷۔حسین بن سعید ۲۸۔قاسم بن محمد ۲۹۔عبدصمد بن بشیر

۳۰۔فضیل بن سکر۔

سنت رسول قرآن کریم میں: [کتاب منہج النقد فی علوم الحدیث ص ۲۱]

مسلمانوں کا آئین حیات بخش، نظام زندگی کی کتاب صرف قرآن ہے جو انسان کو اس کے دین و دنیا کی سعادت بتانے کے لئے نازل ہوئی ہے ساتھ ہی یہ کتاب اس کے آخری نبی محمد کے نبوت کے، نبی ہونے کے ثبوت و دلیل کے طور پر بھی متعارف کرایا قرآن نے نبی کی مقام و منزلت کو اس کتاب میں بیان کیا ہے سورہ نحل کی آیۓ ۴۴ میں اور ۶۴ ان دو آیات کے علاوہ اور بھی آیتوں میں پیغمبر کے وظیفہ، ذمہ دای کو بتایا یعنی پیغمبر کتاب کے شارح ہونے کا مطلب صرف لفظی تفسیر نہیں کیونکہ لفظی تفسیر ہر عرب کے سمجھ میں آتی تھی بلکہ اس میں مخفی، پس پوشیدی یا نظر ثانی میں آنے والے وجوھات کا بیان ہے حسن کے بغیر مکمل نہیں ہوتی چنانچہ اس سلسلہ میں سورہ مائدہ آیت ۹۲ احزاب ۳۶ کی آیات بھی اس کی طرف اشارہ ہیں۔

حدیث مرسل: [کتاب حدیث مرسل ج ۱ ص ۳۷۹]

سب سے پہلے حدیث مرسل کو نقد اعتراض کا نشانہ بنانے والے علماء محمد بن سیرین متولی ۳۳ متوفی ۱۱۰ اس نے حدیث کی سند تلاش کرنے اور سند کے راویوں کو نقد کرنے کی ابتداء کی ہے اس نے کہا ہے احادیث کا ناقل راوی اگر اہل سنت سے تعلق رکھتے ہیں تو ہم ان کی حدیث کو قبول کریں گے اگر وہ راوی مبدع (بدعت کرنے والا) ہے تو ہم اس سے حدیث نہیں لیں گے رد کریں گے اس سلسلہ میں محمد بن سیرین کا بہت کردار ہے ابن سیرین نے حدیث میں سند بیان کرنے پرستی کا ہلی لاپرواہی دکھانے والوں کو اپنی تنقید کا نشان بنایا چنانچہ عاصم بن سلیمان احوال کو منع کیا کہ وہ حسن بصری ابی العلایہ سے احادیث نقل نہ کرے کیونکہ وہ دونوں حدیث نقل کرنے میں لاپرواہی برتتے ہیں

دیکھتے نہیں کہ کس سے نقل کرنی ہے اور کس سے نہیں اسی طرح اس نے ابو قلابہ کی احادیث کو اس وجہ سے نہیں کہ وہ شخص مشکوک ہے شخص اپنی جگہ صحیح ہے لیکن وہ حدیث کو غیر ثقہ سے نقل کرتے ہیں وہ دیکھتے نہیں کہ یہ شخص ضعیف ہے یا غیر ضعیف کہتے ہیں خود ابن سیرین حدیث کو ترسیل کرتے تھے لیکن علماء نے ان کی ترسیل کو قبول کرتے تھے ابن سیرین کہتے تھے شخص مجھے حدیث بتاتے ہیں میں اس کو متہم نہیں کرتا ہو لیکن میں اس حدیث بتانے والے کو متہم کرتا ہوں ان کا کہنا ہے راوی کا ذکر کرنا ضروری ہے تا کہ پتہ چلے یہ شخص درست ہے یا نہیں راوی کو حذف کرنا کسی صورت درست نہیں ہے ابن سیرین نے روایت نقل کرنے مین انتہائی احتیاط برتی ہے ابن سیرین نے فرق رکھا اگر شخص موثق ہے یعنی وہ ضعیفوں سے حدیث نقل نہیں کرتے تب اس کے مرسل قبول کریں گے اگر ایسا نہیں ہے تو رد کریں گے۔

دوسری شخصیت حدیث مرسل کو نقد کرنے والے شوعبہ بن حجاج ہے متولد ۸۲ متوفہ ۱۶۰ شوعبہ بصرہ میں اپنے دور کے بڑے نامور علماء میں سے ہیں امام شافعی نے ان کے بارے میں کہا ہے اگر شوعبہ نہ ہوتے تو عراق میں حدیث کا نام نہ ہوتا امام احمد نے کہا ہے کہ شوعبہ اپنے دور میں اپنے فن میں ایک امام ہیں امت میں شوعبہ دیثوں اپنے دور میں اپنے فن میں ایک امام ہیں امت میں شوعبہ حدیثوں کی سند دینے پر بہت احترام کرتے تھے وہ صرف سند سے ہی صحیح حدیث سے ضعیف کی تمیز کرتے تھے شوعبہ نے کہا حدیث کی قیمت سند سے ہی پتہ چلتا ہے حدیث مرسل کے بارے میں شوعبہ کی نظر یہ ہے کہ وہ حدیث کو اگلے راوی سے وصل کئے بغیر قبول نہیں کرتے تھے دیکھتے تھے کہ وہ کس سے جوڑتا ہے ایک دن مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے جب ان کے شاگردان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے جب اس نے حدیث کو ترسیل کیا تو ان سے اس سے پوچھا اس کی سند کیا ہے اس نے ان کے اسانید پر تنقید کی اس نے کہا خدا اس کی سند ہے شوعبہ بہت سی حدیث مرسل کے پیچھے لگے اور ان کی سند و غیر سند کو تلاش کیا اس نے عطا کی روایت کو علی سے ضعیف گردانا اسی طرح عام شعبی کی حدیث کو حضرت علی سے۔

تیسرا شخص عبداللہ بن مبارک خراسان میں بزرگ جید علماء میں سے تھے ان کی بڑی شہرت ہے یہ سبد پر زیادہ توجہ دیتے تھے اس نے کہا جو شخص رسول اللہ کے لئے علم حاصل کرتا ہے اس کے لئے ضروری ہے حدیث کی سند میں زیادہ شدید ہوا بن مبارک مرسل حجاج بن دینار کو قبول نہیں کرتے تھے اس پر فتویٰ نہیں دیتے تھے وہ کہتے تھے شباب وحجاج دونوں ثقہ ہیں لیکن ان کے درمیان حجاج اور نبی کے درمیان فاصلہ ہے۔

۱۔ یحییٰ بن سعید: یہ ۱۲۰ سے ۱۹۸ تک ہوتے تھے۔

۲۔ یحییٰ بن معین یہ ۱۵۸ سے ۲۳۳ تک تھے۔

۳۔ علی بن مدنی ہیں۔

مرسل علمائے محدثین کے پاس: [کتاب حدیث المرسل جلد دوم]

علمائے متقدمین، علمائے حدیث اور متاخرین کا حدیث مرسل کے بارے میں بطور عام مطلق کیا رائے ہے عمومی طور پر عام طور پر علمائے

محدثین قدیم وجدید حدیث مرسل کو با قاعدہ' باضابطہ طور پرغور وخوص کیا ہے بہت توجہ دی ہے حدیث مرسل محدثین کے نزدیک وہ حدیث ہے جو ایک تابعین کے درمیان کے راویوں کو حذف کر کے مستقیما پیغمبر سے نسبت دی ہے اگر چہ حدیث مرسل کی تعریف میں یہ ہے کہ بیچ میں جہاں کہیں راوی نہیں گر گیا ہے وہ حدیث مرسل ہے جمہور علمائے محدثین نے حدیث مرسل کو کلی طور رد کیا ہے تمام احادیث مرسل مردود ہیں قبول نہیں سوائے مرسل صحابہ کے کہتے ہیں کوئی کتاب علم حدیث' اصول فقہ خالی نہیں ہونگی جس میں محدثین نے اس مسئلے کا ذکر نہ کیا ہو کہ حدیث مرسل قبول نہیں ہے انہوں نے کہا ہے کہ فرق نہیں ہے مرسل چاہے بڑے علماء تابعین کی ہو یا ان کے بعد کے علمائے کی ہو چاہے مرسل علمائے مردود سے ہو یا غیر مردود سے' حدیث مرسل قبول نہیں ان میں سرفہرست حلم بن حجاج ہیں صاحب حلم اس نے اپنی کتاب کے ابتداء میں رکھا ہے روایات مرسل ہمارے نزدیک دیگر اہل علم کے نزدیک حجت نہیں ہے۔

ابو ترمذی نے کہا ہے کہ اکثر اہل حدیث مرسل کے بارے میں کہتے ہیں اگر حدیث مرسل ہے تو اہل حدیث کے نزدیک صحیح نہیں ہے علمائے نے اس کو ضعیف گردانا ہے کہا ہے حجت نہیں ہے حاکم ابی عبداللہ نے کہا ہے کہ حدیث مرسل ضعیف ہونا اسے استدلال نہ کرسکنا اہل حدیث کے نزدیک مشہور علم ہے مراسل علمائے حدیث کے نزدیک ضعیف ہے اس سے استدلال نہیں کر سکتے ہیں خطیب بغدادی نے کہا ہے حدیث مرسل سے استدلال نہ کرسکنا اکثر علمائے حدیث کا نقطہ نظر ہے۔

حدیث مرسل اور ابن حزم: [کتاب حدیث مرسل ج دوم ص ۵۶۱]

ابن حزم حدیث کے علامئے میں سے ماہر' معتبر' مشخص ہیں وہ حدیث کی حجیت کو روایت عدل از عدل جانتے ہیں یہاں تک روایت کا سلسلہ رسول اللہ سے ہے یہ سلسلہ ٹوٹا حدیث کی قبولیت کا سبب بنتے ہیں ابن حزم روایت مرسلہ کے بارے میں کہتے ہیں روایت مرسلہ کسی شکل و صورت میں راوی جو بھی ہو قبول نہیں ہے اس سے استدلال نہیں کر سکتے۔ جس کی اس نے بہت سی جگہ تصدیق کی ہے ابن حزم کہتے ہیں جو حدیث مرسل ہے وہ خبر باطل ہے جعلی ہے اس حدیث کا حکم خبر حدیث مجروح جیسا ہے جس پر جرح ثابت ہوگئی جو خبر مرسل ہو یا مجہول یا ثابت اجرح کے ساتھ نقل ہو وہ خبر باطل ہے شک نہیں کہ حدیث ضعیف ہو یہ حدیث پیغمبر نے نہیں فرمایا ہے ابن حزم نے کہا ہے حدیث مرسل سے استدلال اور اس کو مسترد کرنا تابعین سے ثابت نہ ہو تو اس کے جھوٹے ہونے کی ایک دلیل یہ ہے پیغمبر کے زمانے پیغمبر سے جھوٹی حدیث نسبت دی گئی ہے۔

پیغمبر کے زمانے میں منافقین موجود تھے جو حدیث کو گھڑتے تھے چنانچہ قرآن میں اس کا ذکر ہے سورہ توبہ نمبر ۱۵۱ پیغمبر سے شرف صحبت رکھنے والے پیغمبر کے بعد بعض اصحاب مرتد ہوگئے تھے ابن حزم نے ان میں سے عینیہ بن حسن' ابن ابی صراح اشعث بن قیس کا ذکر کیا ہے۔

بات صحابی نے کہی ہے لیکن نسبت رسول اللہ سے دی ہے بسا اوقات اپنا خیال وانشاء ہے۔ حدیث موضوع احدیث ضعیفہ میں سب سے زیاہ

شروالی احادیث ہیں جس میں، عملاً رسول اللہ سے جھوٹی نسبت دی گئی ہے اس کا اثر دیگر ضعیف احادیث کی نسبت کئی گنا زیادہ ہے علماء اجماع واتفاق کیا ہے کہ ایسی روایات کو حدیث کہا جاسکتا ہے یا حدیث نہیں ہے یا جھوٹا ہے یہ کہہ کر نقل کر سکتے ہیں پیغمبر نے فرمایا کوئی میرے سے نسبت دے کر حدیث بیان کریں اور جھوٹی نسبت دے تو یہ شخص جھوٹا ہے جھوٹے ہوتے ہوئے نسبت دے دے میرے اوپر تو وہ شخص خود جھوٹا ہے۔

علامات احادیث:

حدیث جعلی کو کیسے پہچانیں، علمائے حدیث نے جعلی احادیث کی چھلنی کرنے، شناخت کرنے کے لئے کوششیں کی ہے انہوں نے جعلی احادیث کی پہچان کے لئے علامتیں نشانیاں وضع کیں ہیں یہ دو حصوں میں تقسیم ہیں:

۱۔راوی کی شناخت

۲۔مروی کی شناخت

راوی کی شناخت میں کہتے ہیں کہ وہ خود کہتے ہیں کہ ہم نے احادیث جعل کئے ہیں جسے ابی عاصمہ نوح بن مریم، میر عبدالرابع، ان لوگوں نے کہاں کہ ہم نے احادیث جعل کے ہیں۔ اباعاصمی سے کہا تم نے اتنی احادیث فضائل قرآن میں بیان کرتے ہو کہاں سے لائے اور بہت سے اصحاب کے پاس اتنی روایات نہیں آپ کے پاس کہاں سے آئیں تو اس نے کہا میں نے دیکھا لوگ قرآن سے روگردانی کر رہیں ہیں ابی حنیفہ کی فقہ کو پڑھتے ہیں محمد بن اسحاق کی غزوات کو پڑھتے ہیں قرآن نہیں پڑھتے۔ تو میں نے قرآن کی طرف رخ موڑنے متوجہ کرنے کے لئے فضیلت قرآں میں احادیث گھڑی ہیں۔

جن سوروں کے فضائل کا بہت ذکر آیا ہے وہ یہ ہیں سورہ فاتحہ، بقرہ، آل عمران، کہف، یس، دخان، تبارکہ، زلزلہ، نصر، کافرون، اخلاص۔

تاریخ میں اس قسم کی احادیث کو جھٹلاتی ہے کہ یہ حدیث نہیں ہیں جیسا کہ مامون بن احمد کے لئے ہوا کہ مروی حدیث میں خود نشانی ہے جعلی ہونے کی کہ لفظ یا معنی میں رقیق ہو یونی گرا ہوا ہو یا پست ہو۔

معنی سے گرے ہوئے احادیث:

معنی سے گرے ہوئے احادیث کونسی ہیں کہتے ہیں زیادہ ڈرانے یا دھمکانے والے، چھوٹے گناہوں پر بہت بڑی سزائیں معین کی گئی یا چھوٹے سے مستحب پر بہت بڑے بڑے فضائل معین کئے ہیں جیسا کہ حدیث قصاص میں آیا ہے۔

پھر کمرے میں ستر ہزار تخت ہیں اور ہر تخت پر ستر ہزار کنزیں ہیں یعنی یہ مذاق مثلا کوئی اگر فلان دن کوئی اگر روزہ رکھے تو اس کے لئے ایک ہزار حج کا ثواب ہے ایک ہزار عمرے کا ثواب ہے اور اس کو ایوب کے صبر کا ثواب ہے اگر یہ حدیث صحیح ہو جائیں گی تو معیار میزان سب ختم ہو جائے گا کوئی اصول نہیں رہے گا۔

عقائد میں دوسرا اصول ختم نبوت ہے:

یعنی سلسلہ انبیاء حضرت محمد کے بعد بند ہے اس پر مہر لگی ہے اب کوئی نبی نہیں آئیں گے اب اس کے مقابل میں اس کو توڑنے کے لئے اس دیوار کو گرانے کے لئے کتنی احادیث جعل کیں ہیں یعنی جس طرح وحی محمد پر ہوتی تھی اس طرح یہ وحی آئمہ پر بھی ہوئی ہے جس طرح محمد اپنے زمانہ میں اللہ کی حجت تھی خلفاء اصحاب، آئمہ بھی حجت ہیں پھر آگے جا کر کہتے ہیں کہ تنہا یہ نہیں بعض ایسی ذوات ہیں جو اپنے اعمال اور ریاضت کر کے مقام نبوت کے برابر یا اس کے اوپر چلے گئے ہوں۔ اب ان کا کہنا ہے کہ اب ہماری مقام ومنزلت نبوت سے نیچے نہیں اوپر ہے اب وصی اللہ بطور مستقیم بلا واسطہ نواب امام زمانہ ہے لیتے ہیں ہمارے لئے ائمہ اربعہ حجت ہے یا ہر دور کے فقہاء ومجتہدین حجت ہے یہ اصول دوم کے بارے میں وارد روایات کا حشر ہے۔

تیسرا اصول:

اصل ایمان بالآخرت ہے یعنی حیات انسانی اس دنیاوی حیات پر ختم نہیں ہوتا ہے بلکہ یہ دوسرے عالم میں منتقل ہوتی ہے وہ وہاں زندہ رہتا ہے اس عالم کو برزخ کہتے ہیں یعنی جسم وروحانیت کے درمیان میں ہے یہ ہر حوالے سے درمیانی عالم ہے وہاں منتقل ہونے کے بعد یہاں والوں کی ادھر رسائی نہیں وہاں جانے والے پلٹ کر ادھر نہیں آسکتے اس عالم میں رابطہ نہیں کر سکتے تدارک نہیں کر سکتے بھولی ہوئی چیز کو واپس نہیں لے سکتے لیکن اس میں کتنی روایات کتنی کہانیاں ہیں جس کی انتہاء نہیں مثلاً قبر میں سوال، قبر سے باہر آنا، قبر سے گھروں میں آنا، قبر سے شکایتیں بھیجنے کا، کتنی دنیا کو قبروں کے ذریعے منحرف کیا ہوا ہے انسان کو اس مردہ جسم سے وابستہ کر کے گمراہ کیا جتنی روایات اس سلسلہ میں ہیں وہ روایات ضالہ خودساختہ ہیں۔

شریعت:

شریعت میں آپ کے پاس عبادات اور معاملات ہیں شریعت میں عبادات نماز، روزہ، حج ہے لیکن نماز کی اہمیت ان دونوں سے زیادہ ہے کیونکہ نماز رمز بندگی ہے اسی سے واضح ہوتا ہے کہ یہ بندہ اللہ کی وحدانیت کا معترف ہے اس نے یہ نماز محدود رکعات رکھی ہیں اب دشمنان اسلام نے کتنی نمازیں گھڑی ہیں کہ اسکے اعداد وشمار بیان کرنا ممکن نہیں کیونکہ طور وطریقہ سمجھ میں آنا ممکن نہیں ہیں اس کی ادائیگی ممکن نہیں شاید ابھی تک کسی نے پڑھا بھی نہیں ہوگا اتنی نمازیں گھڑی ہیں اور ان نمازوں کے لئے دعائیں گھڑی ہوئی ہیں۔

معاملات:

معاملات یعنی دنیوی زندگی، یعنی ایک دوسرے سے تعلقاتی زندگی، تعاون کی زندگی، اسکو معاملات کہتے ہیں معاملات چند چیزیں ہیں جو انسانوں میں چلتی آئی ہیں شریعت نے بعض جگہ پر جو حیوان تھے انسان کے نقصان دہ تھے ذرا آسان تھے اس کی اللہ نے بندش کی ہے مثلاً سود مت کھاو ضرر رساں چیزوں سے کاروبار مت کرو، مردے فروخت مت کرو، مردے مت کھاو کسی مسلمان کو دھوکہ مت دو یہ اصول بتایا ہے

اللہ نے لیکن خودساختہ حدیث بنانے والوں نے کیا کہا ہے کھانے کا' پینے کا' غسل کرنے کا' حجامت کرنے کا' دوائی کھانے کا' کہ یہ دوا ہے کتنی احادیث گھڑی ہیں دنیائے بقراط سے لے کراب تک ادباء' حکماء کے تجربات کو پیغمبر سے نسبت دے کر احادیث بنائی ہیں اگر یہ احادیث جھوٹ ثابت ہوجائے تو نبی کی نبوت کے بعد الوہیت اصل تصور دین پر چنانچہ افغانستان سے تشریف لانے والے ایک عالم دین نجف میں بالا منبر جا کر کسی جامعہ کی طلباء کی باتیں سنائی انہوں نے کہا آپ لوگوں کی باتوں پر بھروسہ نہیں کرسکتے ہیں اس اللہ کو مان لو جس نے آسمان سے بارش برسایا ہے بارش آسمان سے نہیں قریب سے آتا ہے پر خدشہ آجائے اگر نہ ہوئیں تو مسلمانوں کو ان چیزوں میں مصروف رکھیں حقائق سے دور رکھیں تو یہ احادیث خودساختہ ہیں ان کا لب لباب اور بنیادی مقصد یہ ہے کہ مسلمان اپنے دین وشریعت سے دور رہیں اور حقیقت تک نہ پہنچیں۔

مزید وضاحت کے لئے اس سلسلہ میں لکھی گئی کتابوں اور بعض روایات کی ہم نشاندہی کریں گے۔

احادیث صحیح: [کتاب منہج النقد فی علوم الحدیث ص ۲۴۴]

اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی تمام اسناد در اویاں عدول ہو اس کی وضاحت مندرجہ ذیل شرائط کا ہونا ضروری ہے:

۱۔ اتصال: یعنی ہر حدیث اپنے سے اوپر راوی سے لے کر آخری ہستی تک روایت تسلسل میں ہو درمیان میں کوئی راوی گرا ہوا نہ ہو یعنی بطور مثال اصول کافی میں ایک روایت ہے یہ روایت کلینی نے جس سے نقل کی ہے اور وہ نقل تسلسل میں رسول اللہ اس تک پہنچے یا فرض کریں کہ امام صادق سے نقل کیا ہے تو تسلسل میں امام صادق تک پہنچنا چاہیے اگر درمیان میں کوئی راوی گر گیا ہے تو اس حدیث کو حدیث صحیح نہیں کہہ سکتے ہیں پھر یہ حدیث مرسل ہے اس کا شمار حدیث مرسل میں ہوگا چاہے اس میں ایک راوی گر گیا ہو دو راوی گر گئے ہوں تین راوی گر گئے ہوں یا سب راوی گر گئے ہو۔

راوی کا متصل ہونا کافی نہیں راوی اپنی جگہ عادل سونا چاہیے یعنی وہ فاسق نہ ہو فاجر نہ ہو' جھوٹا نہ ہو قبول روایت میں عدالت راوی ضروری ہے راوی عادل ہونا چاہیے عادل کسی کہتے ہیں جو واجبات کو بجالانا محرمات کو چھوڑنا اس کی طبیعت بن چکا ہو طبیعت ثانوی عام طور پر اس سے گناہ سرزد ہونا ناممکن جیسا ہو اس شرط کے تحت وہ راوی خارج ہوتا ہے جو اپنی جگہ فاسق ہو یا مروت ہو یا فاجر ہو۔

۳۔ عادل ہونا تنہا کافی نہیں ہے' بلکہ عدالت کے علاوہ اس کی حافظ بھی درست ہو مگر حافظہ اس کا اچھا نہیں ہے کل کی بات کو آج بھول جاتا ہو دس سے پہلے والی بات اس کو یاد نہیں رہتی ہے مثلاً وہ کہے کہ اس فلان سے بات تو ہوئی لیکن کیا بات ہوئی یہ مجھے یاد نہیں اس کو ضابطہ ہونا ضروری ہے ضابطہ یعنی دقت سے حفظ کرتا ہو یعنی راوی اپنے سینے میں یا اپنی کتابت میں حفظ کرے ضبط میں دو چیزیں آتی ہیں:

۱۔ سنتے وقت پورا سنتے ہیں۔

۲۔ ادائیگی کے وقت جو سنا ہے ہو بہو وہ ہی ادا بھی کرتا ہو کیونکہ بہت سے افراد ہوتے ہیں اچھا سنتے ہیں مگر ادائیگی صحیح نہیں یا مثلاً کسی کی

ادائیگی صحیح ہے مگر کم سنتے ہیں۔

۴۔شاذ نہ ہو یعنی صحیح راویوں کی روایت کے خلاف نہ ہو یعنی عام لوگوں کی باتوں سے مثلاً یہ خراب ہے یہ اس کا ساتھ دیتا ہے یہ اس کے خلاف ہے سے متاثر نہ ہو شاذ اس گوسفند کو کہتے ہیں جو غلے سے بار بار الگ ہوتا ہے پھرتا ہے یعنی اپنے سے مستحکم قوی راوی اور روایات کے خلاف نہ ہو۔

۵۔حدیث میں علت بیان نہو ہوا ہو یعنی جو اس کی صح کے لئے مضر ہو۔

حدیث حسن: اس حدیث کو کہتے ہے جس کی سند نقل عادل خود عادل ہے لیکن خلاف ضابطہ ہے یعنی اس کا حافظہ صحیح نہیں ہے حدیث شاذ بھی نہیں ہے معلل بھی نہیں ہے لیکن اس کا حافظہ کمزور ہے تو اس کو حدیث حسن کہتے ہیں

حدیث مردود: (غیر مقبول حدیث) حدیث مردود میں سب سے پہلے حدیث ضعیف آتی ہے حدیث ضعیف کی تعریف یوں ہے جس شرائط نہ ہو شرائط قبول احادیث میں چھ شرطیں وہ اس میں نہ ہو تو حدیث ضعیف بنتی ہیں۔

اقسام حدیث ضعیف:

احادیث ضعیف کی بذات خود کتنی قسمیں ہیں:

۲۔پھر ان احادیث کو بھی دیکھنا ہوگا کہیں اس میں حدیث صحیح کی بو تو نہیں آتی چنانچہ جس طرح حدیث میں نقد ہوسکتا ہے اس طرح اس پر بھی نقد ہوسکتا ہے چنانچہ شیخ الاسلام ابن حج نے نقل کیا ہے کہ زیادہ تر احادیث جو ابن قیم جوزی میں موجود ہے ں اکثر احادیث کو انہوں نے نقل کیا ہے وہ خود ساختہ ہیں لیکن یہ کہنا کہ سب ایسے ہی یہ درست نہیں کہ ان پر بھی تحقیقات ہوسکتی ہے ممکن ہے جو جعلی نہیں ہیں اس کو انہوں نے جعلی تصور کیا ہو ممکن ہے انہوں نے غیر صحیح کو صحیح کہا ہو۔

۳۔عادل کسے کہتے ہیں: عادل اسے کہتے ہیں جس کے اندر ایک ایسی عادت ہے جو اسے ہمیشہ تقویٰ کی طرف لے کر جاتا ہے تقویٰ اپنانے پر اسے اچھے کاموں کی دعوت، پست، برے، ناجائز کاموں سے روکنے کی دعوت دیتا ہے یا روکتا ہے وہ کام جو لوگ پسند نہیں کرتے اس سے بھی اس کو بغض رکھتے ہیں اس کو عدالت کہتے ہیں ایک شخص عادل ہونے کے لئے مندرجہ ذیل امور کا ہونا ضروری ہے:

۱۔مسلمان ہو۔ ۲۔بالغ ہونا

۳۔عاقل ہونا۔ضبط کلام ہو، صدق کلام کے لئے عقل کا ہونا ضروری ہے

۴۔تقویٰ ہو یعنی گناہ صغیرہ پر اصرار نہ کرے اگر گناہ صغیرہ کا ارتکاب کرے گا تو وہ فاسق ہوگا اگر صغیرہ گناہ پر اصرار کریں گے تو وہ کبیرہ گناہ ہو جائے گا چنانچہ روایت میں آیا ہے گناہ صغیرہ کا تکرار کرے پر وہ صغیرہ نہیں رہتا جس تقویٰ کی شرط آئی ہے اور عدالت کے بارے میں تو قرآن سورہ حجرات کی یہ آیت آئی ہے اگر کوئی فاسق خبر لائے تو تحقیق کرو۔

۵۔صاحب مروہو خلاف مروت کوئی کام نہ کرتا ہو۔

۶۔ضابطہ۔ضابطہ وہ صفت ہے جو راوی اس کا اہل بنادے کہ وہ حدیث نقل کرے جس طرح اس نے سنی ہے محدثین کی ضابط سے مراد یہ ہے کہ راوی شخص غافل نہ ہو حدیث لیتے وقت' حدیث یا سنے میں لیتا ہے یا تحریر میں لیتا ہے دونوں حالات میں وہ ضابط نہ ہو یعنی جو اس کی طرف منتقل ہو آ گاہ۔

شیخ صدوق اور شیخ طوسی کی کتابوں کی توثیق: [کتاب گبتہ المقال فی تبین الاسناد ورجال]

یہ کتاب شیخ عباس حاجیانہ نے تالیف کی ہے شیخ عباس لکھتے ہے جو افراد کتاب تہذیب واستبصار کی طرف رجوع کرتے ہیں وہ ان احادیث کو ایسے لوگوں سے نقل کرتے ہیں جن سے شیخ ملے نہیں ہیں یعنی شیخ اس زمانہ میں نہیں تھے بلکہ شیخ نے کسی واسطہ سے ان سے نقل کیں ہیں اور وہ واسطہ انہوں نے اپنی کتاب میں حذف کی ہے پھر انہوں نے ان کا نام آخر میں نقل کیا ہے یہی کام شیخ صدوق نے ''من لا یحضر الفقیہ'' میں کیا ہے شیخ طوسی نے جن کتابوں سے احادیث اپنی کتاب میں نقل کیں ہیں ان شخصیات کو اپنی فہرست رجال میں ان کا نام نہیں لیا ہے نیز اپنی روایتوں کی طریقے رجال کی صحیح غلط ہونے کا بھی ان راویوں کے بارے میں ذکر نہیں کیا ہے جب کہ جن سے نقل کیا ہے ان کے بارے میں بھی تحقیق ضروری اور ناگزیر ہے اس سے دھوکہ ہوتا ہے جب کہ رجوع کرنے والا حدیث میں دیکھتا ہے تو اس وقت سمجھتا ہے کہ راوی کے تمام ثقہ ہیں راوی کو ذکر کیا ہے شخص کہتا ہے کہ حدیث صحیح ہے لیکن وہ غافل ہے مصنف نے جس شخص سے یہ رویات نسبت دی ہے وہ اپنی جگہ ضعیف ہے' اور حدیث ضعیف ہے۔

ایک مثال سے سمجھانا چاہتے ہیں راوی اس نے ایک مثال دی کہ شیخ صدوق نے زیادہ روایت محمد بن مسلم سے نقل کی اور برید ہ بن معاویہ سے نقل کیں ہے ان دونوں نے امام محمد باقر اور امام صادق سے نقل کیں ہیں یہ حدیث ص ۴ کتاب نخبتہ المقال فی تمیین الاسناد والرجال سے لکھیں ''**اذا وقع الکسوف اور بعض هذه الایات فصلها مالم تخنوف ان یذهب وقت الفریضه** '' صاحب ہدایت اور ان کے بعد آنے مسلم والوں نے محمد بن اور بریدہ کو صحیح گردانا ہے کہ دونوں بہت بزرگ ہستی ہیں لیکن شیخ صدوق کا واسطہ بریدہ بن معاویہ سے مجہول ہے ٹھیک ہے بریدہ ٹھیک ہے لیکن شیخ صدوق جو ہیں بریدہ تک کیسے پہنچی وہ معلوم نہیں ہے اسی طرح محمد بن مسلم ہے وہ بھی محمد بن مسلم سے رابطہ ضعیف ہے اس کا راوی ضعیف ہے ایسی کتاب شیخ صدوق میں بہت ہیں ان کی اس غلطی کو نکالنے میں علماء رجال متصدی ہوئے ہیں جیسے کتاب جامع رجال' اردبیلی وغیرہ جسے مجمع الرجال میں اردبیلی کی تحریک کو ذکر نہیں کیا گیا۔لیکن آیت اللہ خوئی اس طرف متوجہ ہوئے ہیں یہ افتخار آیت اللہ خوئی کو ہے لیکن انہوں نے بھی مسئلے کا حل نہیں دیا۔

اس کو سمجھنے کے لئے چند مقدمہ چاہیے:

ا۔روایت صحیح اور روایت ضعیف جب بھی کوئی کہیں گے کہ روایت صحیح کا مطلب کیا ہوتا ہے اور روایت ضعیف کا مطلب کیا ہوتا ہے روایت

صحیح اور ضعیف کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ روایت اپنی جگہ حجت نہیں ہے جب ہم کہتے ہیں کہ اس کی تاریخ صحیح ہے تو روایت معتبر ہے اور حجت ہے اگر تاریخ ضعیف ہے تو اس کا مطلب روایت حجت نہیں روایت حجت ہونے کے لئے اول سے آخر تک سب صحیح ہونا چاہیے درمیان میں کوئی راوی ضعیف نہ ہو۔

ایک راوی کی فقہ کیسے ثابت ہوتی ہے۔ اگر کسی معصوم نے ان کے ثقہ ہونے کے بارے میں توثیق کی ہو لیکن اس سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں ہے اس سے ثابت ہوتا ہے یہ راوی صحیح ہے لیکن یہ کہاں سے ثابت ہوگا مثلاً امام صادق نے محمد بن مسلم کے بارے میں توثیق کی ہے یقیناً اگر امام صادق اس شخص کو کہیں کہ یہ صحیح ہے تو صحیح ہوگا لیکن یہاں سے ثابت ہوگا کہ امام صادق نے جو کچھ کہا ہے وہ صحیح ہے اس کی کوئی مثال نہیں ملی ہے اس کا بھی ثبوت ہم کو ملنا چاہیے۔ چنانچہ ہمارے پاس بہت سے راویوں کے بارے میں معصوم سے روایت کی توثیق موجود ہے کہ فلاں ثقہ ہے لیکن خود وہ روایت ہمارے پاس ثابت نہیں ہے۔

گزشتہ علماء میں سے کسی نے ان کو ثقہ گردانا ہے مثلاً برکی نے ابن قولہ نے' قرشی' صدوق' نجاشی نے شیخ طوسی نے کہا کہ فلاں راوی سچ ہے صحیح ہے موثق ہے صحیح ہے ہم کہتے ہیں کہ ان کی اگر توثیق ہے تو صحیح ہے کہ ایک عالم عادل نے گواہی دی ہے لیکن یہ اگر ثابت ہو جائے کہ زیادہ تر جو ہے احکام میں ثابت ہوتا ہے نیز احکام میں ثابت نہیں ہوتا ہے اصول دین میں یہ ہمیں مجبوری طور پر ثابت ہوتا ہے نیز احکام میں ثابت نہیں ہوتا ہے اصول دین میں یہ ہمیں مجبوی طور پر ثابت ہوتا ہے پھر بھی علماء نے کہا شاید انہوں نے حج کیا ہو یا ان کا اجتہاد ہوا گر انہوں نے حج پر اندازہ لگایا ہے تو یہ اندازہ ہمارے لئے حجت نہیں ہے شیخ صدوق نے یا نجاشی نے ابن بقیر کو صحیح توثیق کی ہو تو یہ بھی اشکال ہے کیونکہ صدوق نے ان کو نہیں دیکھا ہے انہوں نے کیسے ان کی توثیق کی ہے۔

ص نمبر ۱۱ پر ہے اگر ان علماء نے بعض اخبار کے بارے میں کہا ہے یہ اخبار ہمارے پاس ثقات کے ذریعے پہنچا ہے تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ ان کے کہنے پر یہ راوی ثقہ ہیں مثال کے طور پر شیخ طوسی' نجاشی اسفند کے ماہر ہیں یہ دونوں کتاب کامل زیارات کے بارے میں جانتے ہیں یا نہیں یہ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ کامل زیارات کے بارے میں نہیں جانتے ہیں اگر جانتا ہے تو ہم کہیں گے کہ اس کتاب کا سلسلہ مجاہل ہے مجہول ہے معلوم نہیں ہے راوی یعنی مرسل ہے کہا ''الرجل'' یعنی ایک مرد ہے یا ہمارے بعض افراد سے نقل ہے تو جس شخص کو نجاشی یا شیخ طوسی نہیں جانتے ہیں یا مبہم رکھا ہے تو ان کی توثیق ثابت نہیں ہوتی ہے اس کامل زیارات نے تمام راوی کی توثیق نہیں ہوئی ہے اس کے تمام راوی مراسل و مجاہل ہیں صاحب کتاب لکھتے ہیں کہ میں نے ایک سو پچاس جگہ نکالی ہیں ان کے راوی مجہول و مرسل ہیں ہم کہتے ہیں شیخ نجاشی جو ہیں وہ کامل زیارات کے رایوں کو جانتے ہیں یا نہیں جانتے اگر کہیں گے کہ نہیں جانتے تو کیسے توثیق کی ہے اگر جانتا ہے اور توثیق کی ہے تو ان کی توثیق غلط ہے۔ کیونکہ وہ مجہول مرسل ہیں۔

حالانکہ ان دونوں نے اس کے پہلے مرحلے کے راویوں کو ذکر نہیں کیا محمد بن قولین نے کہا ہے کہ نجاشی نے اس کا ذکر بھی نہیں کیا شیخ نے اپنے

رجال میں ان لوگوں سے ذکر کیا ہے جنہوں نے آئمہ سے نقل نہیں کیا ہے اشخاص راوی کی ثقہ ہونا یا نہ ہونے کے بارے میں تین مفروضے ہیں تین قصے ہیں:

ا۔بعض نے کہا ہے کہ توثیق ہوئی ہے۔

۲۔بعض نے راوی کو ضعیف گردانا ہے۔

۳۔یعنی نہ اس میں توثیق ہوئی ہے نہ اس میں تضعیف ہوئی ہے خاموش ہے۔

شیخ صدوق اپنی فہرست میں بہت سی کتابوں کا ذکر کرتے ہیں ان اصحاب سے کہ ایک جماعت سے سنا ہے ایک گروہ سے سنا ہے ص ۱۷ کتاب سے لکیں اخبرنا وحدثنا بہ جماعۃ من اعلی انا یعنی معلوم نہیں ہے یہ اصحاب کون ہیں بعض نے کہا ہے عدہ یا جماعت اس سے مراد شیخ مفید ہے حسین بن عبداللہ ہے احمد بن ابدول ہے ابن جنید قمی ہے۔شیخ کا ان کتب مولفین کی طرف اس کا واسطہ ہے کتب اصول کی طرف وہاں شیخ دو عبارت ذکر کرتے ہیں دو اندازے کبھی کہتے ہیں کہ غالب یہ ہے کہ ابی آدم بن اسحاق بن آدم کتاب فہرست میں کہتے ہیں ان کی ایک کتاب ہے کہا کس نے کہا آپ کو کہا ہے انہوں نے ابی جعفر سے نقل کیا ہے انہوں نے احمد بن عبداللہ برکی سے نقل کیا ہے انہوں ں ے آدم بن اسحاق سے نقل کیا ہے تو شیخ سے ان کا واسطہ ضعیف ہے کیونکہ ابی فضل شیوانی ٗ ابی جعفر کثیر روایات ہیں اور بہت سوں نے ان کو ضعیف گردانا ان ہے محمد بن البطی قمی کے بارے میں نجاشی نے کہا ہے وہ صاحب ادب و فضل علم ہیں لیکن میدان حدیث میں سست ہیں کاہلی کرتے ہیں شیخ ابان بن تغلب بن ربعہ تک کے کہتے ہیں ان کی کتاب کے بارے میں احمد بن محمد بن موسیٰ ٗ اس میں احمد بن موسیٰ بن منظر کا ذکر ہوا ہے ان کی توثیق نہیں ہوئی ہے۔

سنت پیغمبر:[کتاب الموضوعات آثار والاخبار تالیف ہاشم معروف ص ۳۷]

نبی کریم کی سنت کو باقاعدہ تدوین کرنے میں پہلی ہستی مدرسہ اہل بیت ہے جس کی بنیاد علی اور اولاد علی نے کی ہے اور اس کی قیادت امام باقر و امام صدق نے کی ہے انہوں نے اطراف واکناف سے احادیث کے جمع کرنے والوں کو جمع کیا ہے اور ان کے شاگردوں نے حدیث اور دیگر علوم میں ہزار کتابیں لکھی ہیں ان میں سے جو چیدہ کتابیں ہیں منتخب کتاب ہے جو بعد میں اصول اربعہ کے نام مشہور ہوئی ہے یہی اصول اربعہ ماۃ کتاب بعد میں تالیف ہونے والی کتاب اربعہ کا مصادر بھی ہے۔

ہمارے دین وشریعت کے مصادر:

فرماتے ہیں ہمارے دین وشریعت کے مصادر کتب اربعہ تالیف محمدی ثلاثہ ہیں کلینی ٗ شیخ صدوق اور شیخ طوسی سوال یہ ہے کہ ان چار کتاب کے ماخذ ومصادر کیا ہیں تو اس سلسلہ میں فرماتے ہیں کتب اربعہ ماۃ ہیں اربعہ ماۃ کے مولف کون ہیں فرماتے ہیں وہ ان ہزاروں طلاب و شیفتہ گان امام صادق ہیں امام محمد باقر اور امام جعفر صادق کی برگشت کہاں ہے کہ انہوں نے کہاں سے لیا ہے آئیں ہم آغاز سے شروع

کرتے ہیں ان چار کتب کے مصادر کہتے ہیں کتب اربعہ ہیں اس سلسلہ میں اس عصر کے استاد استاذ فقہاء، مجتہدین مفتی مطلق متبحر ومولف موسسہ رجال علم الحدیث اپنی پہلی جلد کے ص ۷۱ پر لکھتے ہیں بعض محدثین کا کہنا ہے کہ کچھ روایات کتب اربعہ میں ہیں وہ قطعی الصدور ہے ان سندھ کی ایک سند میں جائے شک وتردید نہیں ہے آیت اللہ خوئی فرماتے ہیں یہ دعویٰ بنیاد سے باطل ہے کیسے ممکن ہے کہ یہ روایات جو ہیں اکثر وبیشتر بلکہ تمام روایات آحاد ہیں تنہا روایات احاد کی شکل نہیں بلکہ ان راویوں میں جھوٹے کذاب کی ایک لمبی فہرست اس میں ہے جوان شاء اللہ ہم آگے ان کے چہرے سے کشف نقاب کریں گے۔

بعض افراد نے یوں دفاع کرنے کی کوشش کی کہ ان میں موجود قرائن اس بات کی دلیل ہے کہ یہ روایات صحیح ہیں یہ بات بے بنیاد ہے بلا دلیل وبرہان ہے کہ قرائن وقرآن واضح ہے یہ روایت سب قول معصوم ہے اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ یہ روایات کسی کام کی نہیں ہیں بلا دلیل ہیں کہ آئمہ سے صادر ہوتی ہیں اس کی بھی ہمارے پاس دلیل ہے۔

۱۔ اصحاب آئمہ نے اپنے دور میں تمام تر کوشش کی ہے اہمیت دی ہے کہ احادیث کو ضیاع ونسیان سے محفوظ کیا جائے انہوں نے بہت کوشش کی ہے لیکن سب جانتے ہیں کہ یہ تقیہ کے دور میں رہے آئمہ ان احادیث کو نشر نہیں کر سکتے تھے کیسے اتنی احادیث تواتر سے آپ کے پاس پہنچی ہے یہ ایک ابن ابی عمیر ہے رایوں میں سے ہارون رشید کے دور میں زندان میں سے تھے تو حکومت نے ان سے کہا ہے کہ یہ کتابیں جو تم نے لکھی ہے وہ کہاں ہیں اور شیعوں کے نام بتاو امام جعفر کے شاگردوں اور اصحاب کا نام بتاو جب یہ سنا تو کہ ان کی تمام کتابیں زندان میں ہیں تو انہوں نے ان تمام کتابوں کو ختم کیا ہے دفن کیا ہے اس پر بارش برسی ہے۔

کہیں گے ہم تسلیم کریں گے انہوں نے کوشش کی ہے علم کو نشر کرنے کے لئے یہ روایات ان علماء نے بتائی ہیں اصحاب آئمہ نے بتائی ہے لیکن کہاں علم ہے کہ روایات صحابہ تمام معصوم نے کہی ہیں ان کتابوں کی اصل خود معلوم نہیں کہ سب ثقہ ہیں۔ ان علماء نے شیخ صدوق نے شیخ طوسی نے ان روایات کو جن کتابوں میں ان سے نقل کیا ہے انہوں نے اپنے فتویٰ کی حیثیت سے نقل کے اہیں ہمیں اس پر اعتماد ہے لیکن دلیل ثابت نہیں کہ یہ روایات ہم جو نقل کریں گے وہ سب معتبر ہیں مستند ہیں شیخ صدوق نے جب من لایحضر الفقیہ لکھی ہے وہ اپنی طرف سے نہیں لکھی بلکہ کسی کے کہنے پر لکھی ہے اگر ہم فرض کریں کلینی کی کتاب جو ایک جامع کتاب ہے صدوق کے پاس یہ کتاب معتبر ہے ہر حوالے سے صحیح ہے تو انہوں نے پھر اپنی کتاب کیوں لکھی ہے اسی پر اکتفاء کرتے ہیں آیت اللہ خوئی فرماتے ہیں کہ جو حدیث اصول اربعہ میں لکھیں گئی ہیں صحیح ہے تو یہ انہوں نے کہا ہے ہمیں تو پتہ نہیں کہ یہ کتب اربعہ ہیں۔

علماء روایت نے شیخ طوسی، شیخ صدوق پر اعتراض کیا ہے کہ ہماری ایک گروہ ہمارے ایک جماعت سے جو یہ کہا گیا کہ نقل کرتے ہیں بعض افراد سے ہم نے نقل کیا ہے کہا ہے یہ بعض افراد کون ہیں یہ بعض جماعت کون ہیں مجہول ہیں یہ جب یہ مجہول ہونگے تو اربعہ مائۃ کون ہیں جن کو آپ امام صادق کے شاگردوں میں گردانتے ہیں امام صادق کے شاگردوں میں فاسق، فاجر زندیق سب موجود تھے نہ کتاب علماء تک

پہنچی ہے یہ دعویٰ اپنی جگہ اور اس دعویٰ کے علاوہ وہ افراد بھی مجہول الحال ہیں ان چار کتب کے بارے میں ان کتب کے مولفین یعقوب کلینی، محمد بن ابو بابویہ اور محمد بن حسن کے استبصار و تہذیب کے بارے میں ہاشم معروف حسنی اپنی کتاب الموضوعات ص ۳۸ پر لکھتے ہیں انہوں نے یہ کتاب اصول مذہب امامیہ پر لکھی ہے اور اس کے اصول و مبادی کو کہاں سے لیا خرافات شرک سے، غالیوں کی غلاظت سے لیا ہے جیسا کہ اس کے دور کے بڑے جید علماء، مفید، مرتضیٰ، محمد بن فتح، طوسی کی کتابوں سے پتہ چلتا ہے جس دور میں عقائد کی جنگ چلتی تھی اور فلسفی نظریات معتزلہ کی اسماعیلیوں کی بحث چلتی تھی انہوں نے ان سب بحث کو جمع کر کے اس کتاب میں جمع کیا ہے اس وقت ہاشم معروف کہتے ہیں کہ یہ جو اصول اربعہ جو سب وسیع، کتاب ہے جسے آئمہ کے اصحاب نے لکھا ہے یہاں قمی، اشعری، کوفی جو ہیں ان کو ہی نقل کرتے ہیں۔

یہ جو کہا ہے کہ ہزاروں طالبان علم، تشنگان علم، امام محمد باقر اور امام صادق ان دونوں کو جو نصیب ہوا ہے موقعہ میسر ہوا ہے یہ کہاں میسر ہوا ہے اگر آپ ہزاروں ہیں تو ہزاروں میں سے ایک ہزار نکالیں پانچ سو نکالیں چلو ایک سو نکالیں کیا امام صادق سے مروی راویوں کی تعداد جو ہم تک پہنچی ہے ان میں غالی نصیری کذاب، افراد کی کمی ہے کیا تاریخ میں حریف بغداد، تاریخ مدینہ لکھنے والوں نے کہیں بھی کسی بھی جگہ ایسے مظاہر اور اجتماع کا ذکر نہیں کیا امام صادق کے اجتماع کے بارے میں نہ امام صادق کا عراق میں تشریف لانے کا ذکر ملتا ہے کہیں سوائے ابو نعیم اصفہانی کے نہ اتنے گروہ اور افراد ہیں جو ہیں مدینہ میں ہجوم کر کے لے گئے ہو کہ مدینہ کی مسجد میں ایک ہنگامہ ہوا ہو اجتماع اس بھی ذخر کہیں نہیں ملتا ہے اگر کہیں سے نکلتا ہے تو نکالیں کس تاریخ میں ہے یہ ابو نعیم اصفہانی کے علاوہ جتنی بھی کتابوں میں اس کا حوالہ دیا جاتا ہے ان سب کا مصدر ابو نعیم اصفہانی ہے اور ابو نعیم اصفہانی ایک صوی انسان ہے شیخ صوفی ہے وہ۔

فرض کریں کہ یہ سب امام صادق نے فرمایا امام محمد باقر نے فرمایا آیا امام صادق امام محمد باقر کے فرمان یعنی ان کا ہر فرمان حجت ہے اس کی کیا دلیل ہے ان کے قول و فعل پیغمبر کے قول فعل کی حجت ہونے کی دلیل کیا ہے جواب دیتے ہیں کہ وہ معصوم تھے اور معصوم ہونے کے بعد اس کا قول حجت ہے آیا عصمت معصوم کوئی سیل ہے سریش ہے یا بعد میں فٹ ہونے والی کوئی چیز ہے ولادتاً شروع ہوتا ہے مانع کے بعد آتا ہے یا امامت جب منتقل ہوئی ہے تب آتا ہے تو یہ کس دروازے سے آتا ہے ایک انسان پیدا ہوتے ہی عصمت ربانی ہوتا ہے اس کا کوئی وجود نہیں ہے اس دنیا میں ہمارے پاس جو عصمت پیغمبر کے بارے میں ہے وہ یہ کہ ان پر وحی ہوتی تھی یہ قرآن وشاہد و گواہ ہے کہ ان پر گواہی ہوء ہے کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ امام محمد صادق، امام محمد باقر پر وحی ہوتی ہے کوئی اس کے بارے میں ثبوت ہے طریقہ ہے وحی ہونے کا اگر عصمت کے وحی آپ کے پاس واضح نہیں ہے آپ ثابت نہیں کر سکتے ہیں آپ ثابت نہیں کر سکتے تو آپ کا دعویٰ ختم ہو گیا فرض کرتے ہیں کہ ہم عصمت کو قبول کرتے ہیں آپ کی خوشی کے لئے آپ کا دل بہلانے کے لئے حوصلہ افزائی کے لئے آیا معصوم کا قول حجت ہے اس کی دلیل کہاں سے لائے اس کی بھی کوئی سند ہونی چاہیے۔

دنیا میں انسان غلطی نہیں کرتے اشتباہ نہیں کرتے یا اس کے اندر ارتکاب گناہ کی صلاحیت نہیں ہے نابالغ بچہ ایک کمرے میں جسے جعلی صوفی

ہے معصوم کا قول حجت ہے یہ کہاں سے آیا ہے صرف وہ ہوتا ہے اس کو حاصل ہے ابلاغ کرنے بعد اس سے سرکشی کر کے سرپیچی کر کے تغابل سیرت کرے اس فرمان پر عمل نہ کرنے فعل حرام کا ارتکاب کرنے کے بعد اس کا مواخذہ کرنے اس کی گرفت کرنے اس کو سزا دینے کا جو حق ہے اور وہ کر سکتا ہے اس کا قول حجت ہے اس کے پنجہ عقاب سے باہر نہیں جا سکتا ہے صرف اس کا قول حجت ہے یہ صرف اللہ کو حاصل ہے وہ مالک الملوک ہے وہ مربی ہے وہ رازق ہے وہ حیات دینے والا ہے وہ مورد دینے والا ہے اس کا قول حجت ہے اگر اس نے اختیار کسی کو دیا تو اس کا قول حجت ہوتا ہے لہٰذا قرآن میں اللہ نے اطیعوا اللہ کے بعد اطیعو رسول کا ذکر کیا ہے صرف قول رسول حجت ہے وہ سزا دے سکتے ہیں جو سزا نہیں دے سکتا ہے اس کا قول حجت نہیں ہے مگر ہمارے ملک میں علماء بہت چیختے ہیں بہت سے اجتماع کو وہ کور کرتے ہیں خاص کر جمعہ و جماعت اور عید کے موقعہ پر ہزاروں لاکھوں کا مجمع میں خطاب کرتے ہیں لیکن اس کے بعد اتنی وزن نہیں کہ لوگ باہر جا کر اس پر عمل کریں اسی محفل میں عمل کرنے کا ارادہ تک نہیں کرتے اگر یہی اعلان صدر مملکت کریں کمانڈران چیف کریں گے تو کسی کی مجال ہے کہ وہ جائے امام صادق تو خود ڈرتے تھے تقیہ میں تھے خود خوف زدہ تھے خود گرفتار ہونے کا خطرہ رکھتے تھے تو کیسے ان کا قول حجت ہو گیا۔

قول، صرف رسول الہ کا قول حجت ہے سند رسول اللہ ہے اب سوال ہے کہ امام صادق نے امام باقر سے لیا امام باقر سے کس نے لیا ہے آپ کیوں نعرہ مارتے ہیں کہ حضرت علی سے تو امام حسن کو امام حسین کو چھوڑ کر یعنی تین اماموں کو چھوڑ کر امام باقر کا نام لیتا ہے اس کا مطلب انہوں نے کچھ نہیں فرمایا ہے تو امام باقر اور رسول اس میں تین نسل کا فاصلہ ہے تین اماموں کا فاصلہ ہے۔

آیات محکمات:

سورہ مبارکہ آل عمران آیت ۷ میں اللہ نے اپنی کتاب کو فہم و ادراک مخاطبین کے حوالے سے دو حصوں میں تقسیم کیا ہے ایک حصہ جسے محکمات قرار دیا ہے محکمات کو اللہ نے اس آیت میں ام الکتاب کہا ہے دوسرے حصہ کو متشابھات کہا ہے فرمایا ہے متشابھات آیات وہ ہیں جن کی پیروی وہ افراد کرتے ہیں جن کے دلوں میں باطل، انحراف، گناہ، ہذیان وغیرہ کی میل کچیل کے جگہ بنائی ہیں ان آیات سے امت میں تفرقہ فتنہ و فساد کے خواہاں ہیں آیات محکمات یا ام الکتاب بھی حجت ہیں جن پر عمل کرنا ناگزیر ہے جن پر عمل چھوڑنے والا اللہ کی اعتاب میں آئیں وہ آیات جو متشابہ ہیں ہمیں ان کے بارے میں توقف اور روکنے کا حکم دیا گیا ہے محققین، علماء و مفسرین نے آیات محکمات کی تشریح و توضیح یوں کی ہے آیات محکمات وہ آیات ہیں جس کے ظاہری معنی پر آپ عمل کر سکتے ہیں جو مفہوم ظاہر میں سمجھ رہے ہیں اور یہی معنی و مفاہیم مراد اللہ ہے آیات کے ظواہر سے مراد نہ لینا باطل ہے، آیات متشابھات پر عمل کرنا ضروری ہے یا وہ بھی مراد ہے یہ درست نہیں ہے ہم ان آیات محکمات کی تفسیر یہ ہے آیات محکمات کی شناخت وہی لوگ کر سکتے ہیں جو قواعد لغت عربی سے آشنا ہوں وہ ان قواعد کی روشنی میں ان آیات کے مفہوم کو درک کریں آیات محکمات کی وہ تفسیر صحیح نہیں ہے جو لوگ قیاس، منطق، فلسفی زن، تخرصات سے اخذ کرتے ہیں ان میں تفسیر بہ رائے وغیرہ سے استنباط کرنے سے منع کیا ہے فرمایا ہے کہ قرآن کو سیکھو کہ یہ بہترین حدیث ہے اس میں تفقہو کرو یہ دلوں کی بہار ہے اس کے

نور سے شفا پاکو یہ دلوں کی شفا ہے اس کی تلاوت کو بہتر کرو یہ بہترین قصص ہے سب سے پہلے قرآں کی تفسیر کرنے والے رسول اللہ ہیں اس کے بعد آپ کے صحابہ ہیں ان میں جو افضل و اعلم ہیں وہ امیر المومنین علی ہیں۔

قرآن اور حدیث:

دونوں کی ایک نص ہوتی ہے اور ایک یہ قرآں کی محکم آیات کو ام الکتاب کہتے ہیں اس کو علمائے حدیث نص کہتے ہیں نص ہے متن روایت کو نص کہتے ہیں یعنی وہ الفاظ وہ صیغہ وہ کلمات جو اس کلام میں موجود ہیں جو لوگوں سے خطاب ہے۔ اور اس کے سننے کا حکم ہے اور سننے کے بعد اس پر عمل پیرا ہونے کا حکم ہے اس کو علم لغت کی اصطلاح میں صیغہ کہتے ہیں یہ صیغہ اپنی جگہ دو قسم کے ہیں دو نوعیت کی ہیں ایک دفعہ معنی مراد کو سمجھنے میں تر دید نہیں ہوتی ہے پہلے مرحلے میں سمجھ میں آتا ہے دوسرا معنی استعمال ہی نہیں ہوتا ہے کلمات کے جو مفاہیم ہیں اس کا صرف ایک معنی صرف سمجھ میں آتا ہے اس کا دوسرا معنی و مفاہیم مراد ہی نہیں ہوتا ہے استعمال ہی نہیں ہوتا ہے دوسرا وہ ایک معنی سے زیادہ معنی استعمال ہوتے ہیں اگر آپ نے اس کلام کے دو معنی احتمال کئے ہیں مثلاً کسی مجلس میں کسی نے کہا پینے کی چیزیں لائیں تو اس کے دو استعمال ہوتے ہیں سادہ پانی پیا جائے اگر کوئی چاہے لائے تو کہتے ہیں کہ یہ کیوں لائے ہو یہ نہیں کہہ سکتا ہے کیونکہ دونوں کے پینے کی چیزیں ہیں اگر پانی لائے تو نہیں کہہ سکتے ہیں کہ پانی کیوں لائے یعنی دونوں میں احتمال ہے برابر ہیں یعنی دونوں احتمال میں برابر ہیں اگر اس کے تین معنی ہو تو تین احتمال ہونگے اسی طرح چار معنی ہوں تو چار احتمال ہوتے ہیں اس وقت اس کو حدیث میں کیا کہتے ہیں اسے مجمل کہتے ہیں اور اسی کو قرآنی اصطلاح میں متشابہ کہتے ہیں اگر ایک معنی کے احتمال قوی ہی کیوں نہ ہو جب دوسرا معنی ہوسکتا ہے ہو تو اس کو مجمل کہیں گے وہ نص نہیں ہوسکتا ہے۔

روایات متواتر و آیات: [کتاب الموضوعات ہاشم معروف ص ۴۷]

پر آیا ہے کہ حدیث کو دو قسموں میں تقسیم کرتے ہیں روایات متواتر اور روایات آیات حدیث متواتر کی چند قسمیں ہیں ایک دفعہ حدیث متواتر لفظ و معنی دونوں میں تواتر ہے ایک ہی لفظ ہے جس کو سب نے نقل کیا ہے۔ لفظ کے لحاظ سے مختلف ہیں معنی میں دونوں ایک ہیں جو کہتے ہیں حجت ہے اس سے مراد لفظ میں تواتر والی حدیث ہے جس لفظ و معنی دونوں کو سب نے نقل کیا ہے تمام طبقات نے اس سے یہ تواتر مراد ہے یعنی یہ روایت جو پیغمبر سے نقل کیا اصحاب نے بھی سب نے نقل کیا تابعین نے بھی سب نے نقل کیا اس حدیث کو حدیث متواتر کہتے ہیں لیکن جو معنی کے حوالے سے ہے اس کو تواتر نہیں کہیں گے حدیث جو تواتر ہوتی ہے اس میں عدالت شرط نہیں ہے لیکن ایک شرط یہ ہے احتمال قوی ہو آپ کو یقین ہونا چاہیے کہ یہ شرط جو ہے جھوٹ بولنے پر اتفاق نہیں ہوا ہے جیسے مثال کے طور پر آج کل جو چاند کے بارے میں کہتے ہیں کہ پوری دنیا کی رسد گاہوں نے خبر دی ہے کہ آج چاند نظر آئے گا یا آیا ہے سب نے کہا ہے لیکن آپ کو احتمال ہے تو دنیا کی سازش ہے حجت نہیں ہوگی آج کل ایسا ہوتا ہے۔

تواتر حجت ہے:

تواتر حجت ہے لیکن تواتر بننے کے لئے کتنے افراد درکار ہیں اس میں علماء کا اختلاف ہے اتفاق نہیں ہے ایک حدیث جو ہے اس کے جامع معنی یہ ہیں خبہ ہم کو یقین ہے کہ یہ سب جھوٹ پر اتفاق نہیں ہوسکتا ہے اس کا مبدا یہ ہے لیکن کتنی حدتک پہنچنا چاہیے اس کی کوئی سند نہیں ہے چنانچہ بعض نے کہا ہے کہ چودہ ہونا چاہیے بعض نے کہا ہے ۲۰ ہونا چاہیے علامہ ہاشم معروف کہتے ہیں کہ اس کا کتنا ہونا چاہیے کہتے ہیں اہل سنت والے ۷۰ کہتے ہس لیکن ہمارے پاس اس کی کوئی سند نہیں ہے اس کے معنی آپ کے پاس سے ۲۰ سے زیادہ ہونا چاہے آپ کو ۷۰ کافی نہیں ہے اکثر محدثین نے کہا ہے یعنی تواتر لفظی سے یہ جو آپ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہماری روایت میں تواتر نہ ہونے کے برابر ہیں سوائے چند احادیث کے۔

ص ۴۸ پر لکھتے ہیں معنوی جو کہ ایک گروہ نے ایک حدیث کو ایک مطلب کو الفاظ میں نقل کیا ہے سب کی برگشت مراد ایک ہی مسئلہ ہے اس قسم کے تواتر موجود ہیں علامہ ہاشم نے کہا کہ جہاں ہم حدیث کو متواتر کہتے ہیں اس کو حدیث مشہور حدیث مستفویض بھی کہتے ہیں حالانکہ یہ غلط ہے حدیث مستفیوض اس کو کہتے ہیں جو تین سے زیادہ ہو۔

جنگ اصولین اخبارئین کے ساتھ:

شیعوں میں اصولی اور اخبارئین کے ساتھ نزع' کش مکش' اور اہل سنت میں فقہا اربعہ کے درمیان جاری تزاحم واختلافات پھر ان کے اور اہل حدیث کے درمیان اختلافات پھر ان سب کا صوفیوں کے ساتھ جنگ افکار سطحی سرسری' ظاہری دیکھنے والے یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ ان میں ایک حق پر ہے اور ایک باطل پر ہے حالانکہ عندالتحقیق تحلیل تجزیہ اور ان میں پس وپیش گردونواح حالات دنیاوسیاسیات اور اجتماعیات کو سامنے رکھنے کے بعد بخوبی مثل روز روشن انسان سمجھ سکتا ہے کہ یہ درحقیقت دنیا میں جاری سا ای کھیل جو ہے جہاں دوگروہ اپنے بیل کو لاتے ہیں لڑانے کے لئے دوگروہ مکا بازوں کو لاتے ہیں لڑانے کے لئے دوگروہ کتوں کو لاتے ہیں ایک دوسرے سے لڑانے کے لئے یہ درحقیقت دنیا کفروالحاد کی جنگ ہے تا کہ آپس میں لڑا کر ایک فسطائیزم ایک سیکولریزم دین کو معاشرے سے ہٹا کر لادینی معاشرہ قائم کرنے کے لئے کی جانے والی ایک کھیل ہے یا ان واقعات کو ایک دوسرے کو مار کر اپنا مطلب نکالنے کا عمل ہے اس کا واضح حقیقت یہ ہے کہ واضح وروشن دلیل محکم سے رکھ سکتے ہیں حقیقت میں حق نامی' باطل نامی کوئی چیز پس پشت نہیں ہے اگر ایسا ہوتا تو ذرہ بھر غیرت دینی رکھنے والے ایمان باللہ ورسالت وآخرت وقرآن رکھنے والے ایسے دھوکے نہیں کھاتے۔ آئیں ہم آتے ہیں پہلے شروع کرتے ہیں:

اصولیین واخبارئین:

اصولیین اخبارئین ویسے تو کہتے ہیں فضل اللہ نوری سے شروع ہوا ہے اس نے اس کا آغاز کیا ہے لیکن حقیقت میں ایسا ہے کہ مسائل پہلے ہی سے موجود تھے خاص کر کے ان کے درمیان اختلافات اس وقت دکھاتے ہیں جب صاحب حدائق اور محمد باقر بکانی ان کو دونوں میں ایک کو

اصولئین کا قائداور دوسرے کواخبارئین کا قائد کہاجا تا ہے اس منابر کوسامنے لانے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ کسی حدتک جنگ میں تھے اختلافات میں تھے۔

ایک دوسرے کونقصان کرنے کے درپے تھے لیکن کہاجا تا ہے کہ بابہانی اور صاحب ہدایت دونون عشاء کی نماز پڑھ کر صبح تک حرم امیر المومنین کے دروازے کے باہر کھڑے کھڑے پوری رات گزاری ہے اب یہ جعلی ہے خود ساختہ قصہ ہے یا حقیقت ہے اللہ جائے اخباریوں کا کہنا ہے جو کچھ کتب اربعہ میں ہے وہ سب کا سب اخبار صحیح' موثق' معتبر ہے اس میں دست اندازی کرنا چھان بین کرنا ناجائز ہے یہ ایک خیال ہے جو کہ غلط ہے یہ اخباری کہتے ہیں اس کے مقابل میں آپ کے پاس کے علماء اصول ہے علماء اصول سے ہم اگر پوچھیں با بہانی سے نیچے تک پہنچیں گے اگر آپ پوچھیں گے کہ کلینی سے کہ آپ اصولی تھے یا اخباری۔

شیخ صدوق صاحب آپ اصولی تھے یا خباری شیخ طوسی اصولی تھے یا اخباری آپ کوان کی کتابیں اخبار ضعیف' جھوٹ' جعلی' خود ساختہ سے بھرے ہوئے ملیں گے اور آپ ان کتابوں کوایک مقدس' دین کا مذہب کا سرمایہ سمجھتے ہیں اور افتخار کرتے ہیں اور انہی اخباریوں کوجمع کرنے والے شیخ حر عاملی کا کتنا تجدید کرتے ہیں اس سے بھی گرے ہوئے منتشرات کوجمع کرنے والے محدث نوری کا کتنے کرتے ہیں اس سے بھی گرے ہوئے علامہ مجلسی کے بارے میں محدث قمی لکھتا ہے کہ جتنا نشر دین کے لئے مجلسی کوتوفیق نصیب ہوئی ہے وہ نہ آئندہ کسی کوہوگی اور نہ ہی پہلے کسی کونصیب ہوئی ہے۔ شیخ عباس قمی کی نظر میں پیغمبر بھی کوئی چیز نہیں ہیں علی کی بھی کوئی قیمت نہیں ہے اور آئندہ بھی اللہ بھی نہیں کرسکتا ہے اللہ کی قدرت سے بھی باہر ہے پھر کہتے ہیں ہمارے لوگ یہی شیخ عباس قمی کی کتاب دعاوزیارات' حاجات تمام کی تمام بغیر سند مرسلات ومرسلات لکھی ہیں کہتے ہیں یہ قوم کا سرمایہ ہے کہ یہ کتاب جس گھر میں نہیں وہ شیعہ نہیں ہوسکتا ہے ایک دفعہ جھگڑا دکھاتا ہے اور دوسری دفعہ آکر حمایت کرتے ہیں دفاع کرتے ہیں آئیں اب دیکھتے ہیں کہ یہ تو چھوٹی موٹی چیزوں کے بارے میں اختلافات کرتے ہیں ہم آتے ہیں موٹی موٹی چیزوں پر آپ جو ہیں اہل تحقیق ہیں اصولیوں کا کہنا ہے ہم تحقیق کرتے ہیں ہم روایت ضعیفہ پر عمل نہیں کرتے ہیں اس سے ہم استنباط نہیں کرتے آپ نے کتنے احکام فقہ پر انہی روایات ضعیفہ پر عمل کیا ہے اس کو گنتی کریں گے تو کتنا بنے گا آئیں یہ جو معتبر ہے یہ اخبار ضعیفہ سے ثابت ہے یا معتبر سے اگر آپ اصولی ہیں تو اصولی دکھاو کہ جن نے متعہ کورد کیا ہو علم الرجال میں ضعیف راویوں کی چھلنی کرنے والے آیت اللہ خوئی اپنے کتاب بحر عروۃ الوثقیٰ میں بحث کرتے وقت متعہ کو بغیر دلیل ثابت کرکے گزر جاتا ہے بغیر کسی استناد روایت کئے جاتے ہیں کہتے ہیں ہمیں صحیح مسلم کی روایات پر اعتماد ہے آپ شیعہ ہیں آپ اخباری کورد کرتے ہیں تو صحیح مسلم کی روایت سے کیوں اسناد کرتے ہیں آئیں دوسرا مسئلہ کی طرف۔

رجعت جو ہے یہ اخباریوں کی ہے یعنی احادیث نے سند رجعت کی اخبار نکالنے والے ہاشم بحرانی ہیں رجعت کی بات کرنے والے حر عاملی ہیں رجعت کی بات کرنے والے محدث نوری ہیں آپ اہل تحقیق ہیں کسی اجماع میں کسی کتاب میں کسی خطاب میں کہا کہ اس کو نکال دو یہ

ہمارے دین میں نہیں ہے آپ اس کو اگر، مگر، کر کے پھر شامل کرتے ہیں آپ کہتے ہیں کہ دنیا کی تقدیر بدلنے والی ہستی آنے والی ہے آپ کے پاس کوئی آیت نہیں کوئی عقل نہیں کہتے ہیں کہ ہم روایات پر مجبور ہیں آپ کے علمائے نے کبھی اس روایت پر تحقیق پیش کی ہے اصول کو صدی کہیں ضعیف ملتی ہے تو کہتے ہیں علماء نے اس پر عمل کیا ہے لہذا ہم مجبور ہیں کہ مشہور نے اس پر عمل کیا ہے آپ اصول میں آجائیں چلئے آپکا اخباریوں سے اختلاف ہے آپ اصولی ہیں آپ میں اس پر کوئی اتفاق ہے آفند خراسانی نے مشروع کے لئے قیام کرنے کو واجب گردانا ہے اس کے مقابل مرجع کل سید کاظم یزدی نے حرام گردانا ہے مشروع کے ساتھ دینے والوں کو نجس قرار دیا ہے ان کی آستین سمجھ کر مس کرتے تھے ایران میں بڑے بڑے علماء مشروع کے حق میں تھے اور فضل اللہ نوری جو ہیں انہوں نے مشروع کے خلاف جان دے دی کیا یہ ہی اصول ہے آپ کا۔ اگر نوبت اس حد تک پہنچے تب بھی جان دینا چاہیے تھے کیا پھر بھی کہتے ہیں کہ دونوں نورعین ہیں دونوں نے دین کی سربلندی کے لئے کام کیا ہے کہتے ہیں دونوں کے اجتہاد میں کہتے ہیں دونوں کے اجتہاد میں ایک خطا ہے غلطی پر ہے ایک صحیح ہے صحیح والے کو دو اجر ملے گے غلطی والے کو ایک اجر تو جس نے سو غلطیاں کیں تو اس کو سو اجر مل گئے یہ کہاں کی منطق ہے اس روایت کی آپ نے کہاں تحقیق کی ہے یا ابھی تک ایسے ہی چلا رہے ہیں آپ کے اصول اس مذہب کے اساس میں سے ایک امامت ہے امامت منصوصیت سے چلتی ہے نص اللہ ورسول چاہتے ہیں تو آپ کے پاس کونسی نص ہے آپ کونسی روایت قدعی روایت ہیں آپ خود فرماتے ہیں کہ کتاب لکھنے والے سے لے کر رسول اللہ تک تمام راوی ہر طبقے میں صحیح ہونا چاہیے عادل وضابط ہونا چاہیے آپ نے ان روایات راویوں پر بحث کی ہے۔

کیا آپ اس وقت کیا کہتے ہیں مستدرک میں لکھا ہے فلاں میں لکھا ہے ابوسعید خذری نے نقل کی ہے طبقات میں ہے سو کتابیں جمع کر کے ان میں تحقیق کی ہے کیا روایات بے سند ہونے کی وجہ سے امام خمینی جس نے انقلاب برپا کیا ان کو کہنا پڑا کہ ہم امامت کو ضرورت اجتماعی کے تحت قائم کرتے ہیں کہ معاشرے کے لئے ایک رہبر ہونا چاہیے یہ ضرورت اجتماعی ہے روایت سند نہیں ہے تو اس طریقے سے بے سند کو سند بنا کرامت کو کتنا گمراہ کیا جارہا ہے کتنا جانی نقصان ہو رہے ہے کس کو فائدہ ہو رہا ہے کون فائدہ رکھا رہا ہے تو سمجھ لیں یہ جو ہے فسطائیزم کی فتح ہے یہ اتحاد فسطائیزم میں شامل ہے۔

آپ کے پاس فقہ میں باب ہے اس کو کہتے ہیں ولایت حاکم جور، بادشاہوں کے لئے کام کرنا ہے ان کے زیر نظر کام کرنا آپ فخر کرتے ہیں ہم ہمیشہ حکمرانوں کے ارباب اقتدار کے خلاف رہے ہیں یہ آپ کا فخر ہے ایک طرہ امتیاز ہے چنانچہ مرحوم شہید مطہری نے اپنی کتاب اجتہاد میں فرمایا ہے کہ شیعہ علماء کا یہ فخر ہے یہ امتیاز ہے یہ اعزاز ان کو حاصل ہے وہ ہمیشہ سے سلاطین بادشاہان حکمران وقت سے آزاد ہو کر اس دین کو بچایا ہے جب کہ اہل سنت والجماعت ہمیشہ حکومت کے درباری علماء ہے آپ بتا دو کہ کون درباری علماء نہ رہا ہو آپ کی بڑی بڑی شخصیات شیخ صدوق، شیخ مفید، شیخ طوسی کلینی یہ سب کے سب آل بویہ کی کرسی اقتدار پر تھے درباری تھے ان کے زیر نظر یہ کتابیں لکھتے تھے

آپ نے آل بویہ کے اندر رہ کے ان کے لئے کام کیا ہے اور سنیوں نے سلاجقہ کے لئے کام کیا ہے علماء نے بے دین جاہلوں کی سرپرستی میں دین کو داو پر لگایا ہے۔

نص: [کتاب معجم الوسیط ج دوم ص ۹۲۶]

نص نصیط گوشت کو جب آگ پر رکھتے ہیں یا دیگ میں تو ادھر سے کوئی آواز سی آتی ہے اس کو نص کہتے ہیں ''**نص علی الشی نصا**'' یعنی یہ چیز معین کی واضح کی اس کو نص کہتے ہیں ''**نصبوا فلانا سیدا**'' یعنی فلان کو سردار بنایا ''**نعبوہ و الشی**'' اس کو اظہار کیا یا اٹھایا ''**نصبت الظبیة جیدھا**'' اس نے سر اٹھایا ''نص الحدیث'' یعنی حدیث کو پہلے والے کی طرف نسبت دی ''**المنصة**'' اوپر رکھی ہو یا سٹیج پر رکھی ہوئی کرسی کو کہتے ہیں یا اس چار پائی کو کہتے ہیں جہاں خطیب بیٹھتا ہے یا اس چبوترے کو کہتے ہیں جہاں دولہا بیٹھتا ہے کہتے ہیں ''**وضع فلان علی المنصه**'' یعنی فلان کو اس اسٹیج پر بیٹھایا ''**النص**'' اصل عبارت کو کہتے ہیں جو اس نے کہی ہے بغیر کسی ترنم کے اضافہ نص اس کلام کو کہتے ہیں جس کا صرف ایک معنی بنتا ہے دوسرا معنی نہ ہو یا نص اس کلام کو کہتے ہیں جس کی تاویل نہ بنتی ہو یا عبارت واضح ہونے کو نص کہتے ہیں اور اس میں اجتہاد کی ضرورت نص کی جمع نصوص ہے نص کے معنی انتہاء کو کہتے ہیں نص یعنی پیشانی پر جب بل آتا ہے اس کو کہتے ہے۔

کلینی:

محمد بن یعقوب کلینی اعیان شیعہ تالیف سید محسن امین ج ۱۰ ص ۹۹ ناشر معروف مطبوعات بیروت لکھتے ہیں محمد بن یعقوب بن اسحاق کلینی مولد کلینی تعلیم اقامت وفات بغداد آپ کی قبر بغداد میں مزار کی شکل اختیار کی ہے اقوال اعلام نے کلینی کے بارے میں نجاشی نے کہا ہے شہروی نے اپنے وقت کے ہمارے ممتاز درخشان اصحاب میں سے تھے احادیث میں سے موثق سب سے مدقن مثبت کے حامل تھے کتاب کافی ۳ جلد میں لکھا ہے شیخ طوسی نے کہا ہے جلیل القدر عالم احبار ابن طاووس نے کہا ہے جس کی وثاقت اور امانت پر سب کا اتفاق ہے ابن اسیر نے جامع اصول میں مذہب اہل بیت سے تعلق رکھنے والے عالم فقہی ہے کتاب نبوت میں محمد بن مذہب میں تیسری صدی محدثین محقق کرکی نے کہا ہے ہمارے اصحاب میں ان جیسا نہیں دیکھا گیا حدیث میں سب سے زیادہ موثق ہے حدیث میں زیادہ نقات ہیں بحر العلوم نے کہا ہے شیخ المشائخ ہیں ان کی فضل وعظمت میں سب متفق ہیں صاحب اعیان اس کے بعد ان کی تالیفات میں کافی تفسیر رویا ردقرامطہ رسائل آئمہ رجال ائمہ کے بارے میں کچھ اشعار کا ذکر کر کے اپنی طرف ان کی فضیلت یا نقد میں کسی قسم کے اظہار سے گریز کر کے گفتگو کو ختم کیا ہے شیخ عباس قمی اپنی کتاب کنا والقاب ج ۳ ص ۱۲۰ پر لکھتے ہیں کلینی شیخ العمل مسجد نعام علماء محدثین عزائم مروج مذحق غیبت امام ملقب ثقۃ الاسلام پھر محدث قمی لکھتے ہیں کافی چونکہ اجل کتاب اسلامیہ ہے عاذم مصنفات امامیہ ہے اب تک مذہب امامیہ کے لئے اس جیسی مذمت ہوئی ہے مولا محمد امین استر آبادی اپنی کتاب مہنی فوائد میں لکھتے ہیں ہم نے بزرگوں سے سنا ہے اسلام میں اس کتاب کے بار بر میں

یااس سے قریب کوئی کتاب نہیں لکھی گئی ہے بعض نے کہا ہے نقل احادیث میں سب سے موثق سب سے مثبت کتاب ہے کلینی کو تیسری صدی کے محدثین شمار آتے ہیں اس سے پہلے پہلی صدی کو مجدد امام محمد مباقر ہے دوسری صدی کا محمد امام رضا ہے تیسری کا محمد بن یعقوب کلینی ہے چوتھی صدی کا شریف مرتضٰی ہے دوسری شخصیت محمد باقر مجلسی ہے محمد باقر مجلسی اعیان شیعہ ج ۹ ص ۱۸۲ متولد ۱۰۲۷ متوفی ۱۱۹۰ صاحب اعیان لکھتے ہیں کتاب دار سلام میں آیا ہے تاریک اسلام میں آیا ہے جتنی توفیق اس عظیم شیخ بحر مواج سمندر سے کران جبل راسخ کوہ بلند کو ترویج مذہب میں توفیق نصیب ہوئی ہے وہ کسی اور کو نصیب نہیں ہوئی ان توفیقات میں سے بڑی توفیق ان کی تالیفات ہے محقق بہائی کے پوتے آغا احمد نے کتاب مراۃ الاحوال میں لکھا ہے۔

شیخ اس وقت کے سلاطین اصفہان کے نزدیک ماوملجہ عوام قرار دیتے تھے معروف سرگرم تھے اس کے باوجود ان سے نماز جنازہ امام جماعت ریاضت عبادت نہیں چھوٹتے تھے بہت نماز عشاء کے بعد مہمانوں کی فہرست کا حساب کرتے تھے وہ اپنی زندگی کی ضروریات کو از خود کسب کرتے تھے اس کے باوجود ان کے تصنیفات اتنی کثرت سے آتے ہیں ان کے دین کے لئے خدمت کے بارے میں عبدالعزیز دہلوی صاحب تحفہ اثناء عشری جس نے امامیہ کے رد میں کتاب لکھی ہے اس نے واضح طور پر لکھا ہے اگر دین شیعہ یہی دین ہے جس پر علامہ مجلسی ہے تو اس کو پڑھنے سمجھنے کے لئے بہت زمانہ درکار ہے علامہ مجلسی کے بارے میں صاحب اعیان شیعہ محسن امین لکھتے ہیں ہم علم وفضل کثرت تصنیفات مجلس کا ارتکاب نہیں کر سکتے لیکن یہ ایک حقیقت ہے ان کی کتابوں مکتوبات ضص وسمن غلط شلط فوائد عوائد سے خالی عاری اشتبہات سے پر ہیں جو کہ مجلس کے بارے میں تعریف لکھی گئی ہے وہ سب تعصب پر مبنی ہے علامہ مجلسی کی تصنیفات تالیفات اس حد تک کیسے پہنچے اس سلسلہ میں صاحب اعیان لکھتے ہیں: علامہ مجلسی کو پتہ چلا کتاب مدینۃ العلم شیخ صدوق یمن میں موجود ہے تو بادشاہ صفوی اغضو دحکومت کی کسی بڑی شخصیت کی سرگردگی میں باری تحفہ تحائف کے ساتھ یمن بھیجا علامہ مجلسی کی کتاب بحار کی تصنیف کے لئے بادشاہ نے خاص عملات وقف کئے ہیں عباس قمی اعیان شیعہ ج ۷ ص ۴۲۵ صاحب اعیان لکھتے ہیں عباس قمی عالم فاضل صالح محدث وائض عابد زاہد ۱۲۹۳ کو پیدا ہوئے ۱۳۵۹ کو وفات پائے آپ مزار حسین غوری کے شاگردوں میں ہیں آپ کی تصنیفات مطبوعہ غیر مطبوعہ ۶۵ کتب تک پہنچی ہے اکثر وبیشتر سنن وآداب وزیارات اذکار مناقب مرتضوی اعمال ہفتہ دار کے اعمال معجزات وکرامات سوانح موالی تحفہ زائر تحفہ رجبیہ سفینہ بحار واقعہ عاشورا پر مشتمل ہے اس سے زیادہ اظہار نظر نہیں ہے۔

محدث قمی لکھتے ہیں کنا والقاب ج ۳ ص ۱۴۷ موثق ومحقق مروج الذہب والدین محمد باقع نجم محمد تقی بن مقصود مجلسی خدا ان کی روح کو پاک کرے ہمارے استاد بزرگ صاحب مستدرک نے فرمایا ہے اسلام میں کسی کو اتنی توفیق نہیں ہوئی ہے جتنی ان معلم کو ہوئی ہے اس بارے میں مواج اس دیوار بلند کو شروع مذہب الہ کلمہ حق بلند کرنے بدعت گزاروں کے حملے کو توڑنے ملحدین کی دولت کو ختم کرنے کیل ئے ہونے کی نشانی کو زندہ کرنے آسار آئمہ کو مختلف طور طریقہ سے نشر کرنے سب سے بہتر دوام پذیر تصنیفات حیرت انگیز خلق خلائق میں نشر ہوئے دن رات عوام

نے استفادہ کیا عالم جاہل خاص عوام عجمی عرجی سب نے استفادہ کیا ان کے شاگرد برجستہ مرزا عبداللہ اصفہانی ریاض العلماء سب بطور صحیح کہا ہے یہ کتب ادب النفس تک پہنچا ہے کتاب لولواور روضہ میں آپ کے نا کے لئے وقت بتایا ہے اس جیسا شیخ اپنے دور میں اوراس سے پہلے نہ پیدا ہوا تھا نہ ہوا ہے جو اس دین میں شرقی مسلمین میں امرونہی کیا ہے ہم دین یہ تعدی تجاوز کرنے والے کی خواہشات کی پیروی کرنے والے بدعت کی نیا در کھنے والے خاص صوفیوں کو نابود کرنے والے نہیں کررہے ہیں آپ جمعہ جماعت میں حدیث کورواج دیا خاص کر کے بلاد عجم میں انکار فارسی ترجمہ کیا اور فقہ دعائیں قصے حکایات معجزات غزوات امر معروف نہی از منکر جود وسخاء سب بدل کیا۔

شاہ سلطان حسین کی سب سے بڑی کمزور سستی کو آپ نے پورا کیا آپ ہی کے ہاتھوں سے دولت خانے میں موجود بت ہندس کو توڑا آپ کی مرکز دعاو نیاز ہے حاجتین تمنائیں یہاں روا ہیں بین الفقہ تاریخ عورت فقہ وقانون میں جب مسیحی علماء نے روم میں فاحشہ فواحش و منکرات پھیلتے ہوئے دیکھا معاشرے نے روم پر ہر آئے دن بداطلاقی کی ہر طرف ھاتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے معاشرے کی بربادی اور خرابی کا ذمہ دار عورتوں کو گردانا عورتیں اجتماع میں نکلتی تھی وی ج سطرح چاہتی تھی مردوں سے گھل مل جاتی تھی ہر قسم کے لہو ولعب میں حصہ لیتی تھی تو انہوں نے فیصلہ کیا ازدواج ایک عمل فاسد ہے اس سے دور رہنا ہی بہتر ہے اللہ کے نزدیک ازدواج کرنے والے نہ کرنے والوں سے بہتر ہیں انہوں نے کہا شیطان کا دروازہ عورتیں ہے ان کو شرم آنی چاہیے اپنے جمال سے کیونکہ فتنہ وفساد کا اصلحہ ابلیسی ہے انہوں نے کہا عورتیں انسان کے اندر شیطان کے داخل ہونے کا واسطہ ہے اللہ کے قانون کو توڑنے والے چہرہ الٰہی کو مسخ کرنے والا اقدلیس سوسطام کا یہ شر ہے اس سے بچنا چاہتے ہیں یہ ایک مصیبت ہے جس کی طرف ہم رغبت کرتے ہیں یہ گھر اور خاندان کے لئے خطرہ ہے یہ ایک ایسی دولت ہے جو چیرتا ہے یہ ایک مصیبت ہے جسے رنگ دیا گیا ہے پانچویں صدی کو ایک مسیحوں کی ایک آپس میں کانفرنس ہوئی۔ کہ عورتوں کے اندر روح ہے یا نہیں فیصلہ یہ کیا روح بحردہ سے خالی ہے سوائے مادر مسیح کے جب مغرب والے دین مسیح میں داخل ہوئے تو ان کے نظریات عورتوں کے بارے میں ان پراثر انداز ہوئے مغرب والوں کا تو فرانسیسیوں نے ۵۸۶ میلادی کو ایک کانفرنس قائم کی اس میں بحث کی عورتیں انسان ہیں یا نہیں آخر میں فیصلہ کیا کہ عورتیں صرف مردوں کی خدمت کے لئے خلق ہوئی ہیں۔

عورتوں کی تذلیل تخلیق حقوق کا سلسلہ قرون وسطہ تک چلی حتیٰ اس دوران فروسیت اس میں عورتوں کا مقام بنانا ان کے نام سے غزل گاہیں اوران کے ناوشان اونچا کرتی تھیں تعجب کی بات ہے قانون انگریز ۱۸۰۵ تک مرد کے لئے جائز تھا کہ وہ اپنی عورت کو فروخت کرنے عورت کی قیمت میں معین تھی یعنی چوتھا دیا سپرسوئی تھا ایک دفعہ کسی نے اپنی بیوی کو ۱۹۳۱ کو ۵۰۰۰ جتے میں فروخت کیا تو اس کے وکیل نے اس کے دفاع میں کیا ۱۰۰ سال پہلے مرد یہ حق تھا کہ وہ اپنی بیوی فروخت کرسکتے تھے جب یہ قانون ۱۸۰۵ کو ختم ہوا کہ آج سے بیوی فروت ہوگئی تو بیوی کو فروخت کرنے سے ۱۰ ماہ قید میں رکھا جائے۔

اس منہ میں ایک رومی نے اپنی بیوی کو کس لئے فروخت کیا تو انے کس دینے سے انکار کیا تو پہلے شوہر اس کو قتل کردیا اٹھارویں صدی کے آخر

میں جب فرانس میں انقلاب آیا تو اس میں انسانوں کو عبودیت ملازمیت سے آزادی ہوئی تو یہ آزادی عورت کو نہیں ملی تو قانون شہری نے اعلان کیا کہ عورت سے معاہدہ نہیں ہوسکتا اس کے ولی کی رضایت کے بغیر نہیں ہوسکتا ہے قانون فرانس میں نابالغ دیوانی عورتوں کو ایک درجے پر اور ایک قسم کی ہے ۱۹۳۸ کو عورت کے حق میں فیصلہ دیا یعنی پھر بھی عورت کو کھلی اجازت نہیں تھی نویں صدی کے آخر میں عورت اس وقت کے متمدن ومترکس غیر متروکی سب جگہ ان پر ظلمت چھائے ہوئے تھا اس وقت کے ریگزار میدان خشک و بے آب وگیاہ سرخ وسیاہ پہاڑ کے درمیان یعنی سرزمین مکہ سے ندادی آسمانی زبان محمد میں بلند ہوا ہے سننے میں آیا اب کرامت عزت حقوق کاملہ غیر ناقص عورت نافذ ذ ہوگئی عورت کے کاندھوں سے کر سے ذِلّت وعار کے دھبے گرائے جائیں گے اس کو بے ہودہ مفت لذت اٹھانے والی شہوات سے بچائیں گے بے موادی یہ قوانین جو لسان محمد سے عورت کے حق میں بلند ہوا ہے نقات یہ ہیں:

۱۔مرد عورت انسانیت میں برابر ہے سورۃ نساء آیت ا نبی نے فرمایا عورتیں مردوں کا اور حصہ ہے۔

۲۔لعنت دعاوجوان پرادیان سابقہ نے جیسا کیا تھا آدم کو جنت سے نکالنے کا سبب عورت تھی یہ بات غلط تھی دونوں مل کے سبب بنے ہیں سورہ اعراف کی آیت ۲۰ بلکہ بعض جگہ اس کا سبب آدم کو ٹھرایا ہے۔

۳۔عورت بھی دین ودیانت عبادت وقول جنت کی صلاحیت رکھتی ہے اگر کاربند کریں سورہ نساء آیت ۹۷ آل عمران ۱۹۵۔

۴۔فال بداحسن افسردگی لڑکی ولادت پر جو اس وقت جاری تھی اسے اسلام نے رد کیا سورہ نساء آیت ۶۹۔

۵۔عورت کو زندہ درگرور کرنے سے منع کیا تکویر آیت ۹۔

۶۔عورت کو مرد جیسی تعلیم حاصل کرنے کا حق دیا ہے۔

۷۔عورت کو بھی ہو عزت بخشنے کا حصہ ہے۔

۸۔مرد اور عورت دونون کے لئے ارث کا تعین کیا ہے۔

۹۔ایک دوسرے کے حقوق کا تعین کیا ہے بقرہ ۲۲۸۔

۱۰۔طلاق کو مرد کے ساتھ استفاد تشدد انتقام کے طور پر استعمال کرنے سے روکا ہے۔تعدیل ملایا ہے۔

۱۱۔جتنا بھی چاہے وہ عورتیں لے لے بلوغ سے پہلے ولایت مرد کے حق میں دیا ہے۔

قوانین عالمی کلمہ زواج' نابالغان کتاب مردہ بین الفقر وقانون ص ۵۷ مذاہب اربعہ اس بات پر قائل ہیں کہ چھوٹے بچہ کو قبل از بلوغ اولیاء کی ولایت پر عقد باندھ سکتے ہیں اس کے لئے انہوں نے دور پیغمبر میں کچھ واقعات سے استناد واستدلال کیا ہے ان سے بعض محدود فقہاء نے اختلاف کیا ہے انہوں نے کہا یہ زواج صحیح نہیں ہے جو عقد اولیاء نابالغ کے اقرار سے ہوئی ہے درست نہیں ہے اس میں جائے شک نہیں حکمت زواج اس مخالف کی بات کی تائید کرتے ہیں کیونکہ اس عقد میں نابالغ کی کوئی مصلحت نہیں ہے بلکہ اس کے لئے ضد ہے ضرور

یہ ہے بالغ ہونے کے بعد یہ مجبور ہو جائیں کہ اس عقد کو باقی رکھیں پھر آپس میں مزاج اخلاقی طبیعت سب ایک دوسرے سے نہیں بنتی بلکہ آپس میں ایک دوسرے کی ہوتی یہ چیز عام طور ہر گاوں دیہاتوں میں چلتی ہے جہاں دو بھائی دو بہنوں گھر میں رشتہ کو برقرار رکھنے کے لئے خاندانی مصلحت کی خاطر یا شخصی مصلحت کی خاطر ایسا کرتے ہیں ان کی مصلحت کو شریعت کوئی اہمیت نہیں دین اس میں کوئی وزن قیمت نہیں ۔

اس کو عصر حاضر میں زوجیت کی سعادت میں شمار نہیں کرتے اجتماعی طور پر اس کی باور رہنے کی کوئی منطق نہیں گزشت زمان میں قدیم ادوار میں عورتوں کی کوئی رائے نہیں ہوتی تھی بلکہ ماں یا باپ جس کو چاہیے دے دیتے تھے تو ان کے پاس کوئی فرق نہیں پڑتا تھا چاہے چھوٹی عمر میں ہو یا بڑی چونکہ اس کو اپنے ارادے کا وقت استعمال نہیں کرنا اگر کریں گے تو وہ ملامت واہانت کا نشانہ بنے گا بلکہ آخر میں جان سے بھی دھو بیٹھیں گے اس کو شریعت پسند نہیں کرتی ہے وہ خاندانی گھریلو معاشرتی مصلحت کو جائز نہیں گردانتے بلکہ اس کو عورت کے حق میں ایک ظلم جنایت تصور کرتے ہیں دنیائے تجربہ نے بھی اس کی تائید کی ہے واپسی میں جھگڑا ہوتا ہے فساد برپا ہوتے ہیں اختلاف کا سبب بنتے ہیں یہاں سے اسلامی ملکوں نے حکومتوں نے آئین قانون کو کاگو کیا ہے اور اولیاء کی ولایت کے عقد کو موجب استحقاق عذاب گردانا ہے ہمارے پاس رائج مذاہب اربعہ خمسہ میں جو احکام ہیں وہ خاندانی مصلحت سے متعلقات سب نہیں رکھتے ہیں خاص کر کے نئی تمدن اعداد تکالیف کے ساتھ نہیں بنے نزاع حکومت عثمانی نے اپنے آخری دور میں جتنا وہ ضروری سمجھتے تھے اس کی اصلاح کرنے کی ہے دیگر چنانچہ ۱۳۳۶ھ کو انہوں نے قانون عائلی بنایا یہ قانون فقہیہ حنفی اور دیگر مذاہب اجتہادی سے اخذ کیا ہے چنانچہ ۱۹۲۰، ۱۹۲۹، ۱۹۴۳، ۴۶ء ۱۹ میں نیا قانون لایا ہے۔

ضعفاء متروکین یعنی اس سے مراد وہ رواۃ ہے جو اپنے ضعیف روایت میں اس حد تک پہنچے ہیں لوگ اس کی روایت سننے کو ہی تیار نہیں جب اس کا نام لیتے ہیں تو اس کو چھوڑ دیتے ہیں اس کی روایت نہیں سنتے روایت میں اس قسم کی راویوں کی کثرت ہونے کی وجہ سے علماء نے لوگوں کی سہولت کے لئے ان کے نام کو یکجا ایک کتاب میں جمع کیا ہے پھر اس کتاب کا نام ضعفاء متروکین نام رکھا ہے اس سلسلہ میں ایک کتاب ابی الفرج عبدالرحا[illegible] بن علی بن محمد بن جوزی واعظ بغداد نے لکھی ہے ان کو جوزی اس لئے کہتے ہین اس کے محل میں صرف ان کے گھر کے صحن میں اخروت کا درخت تھا اس لئے اس کو جوزی کہتے ہیں عبدالرحمٰن ۵۱۰ کو وفات پائے اس وقت یہ نابالغ تھے ان کی ماں نے اس کی کفالت کی ماں کی وفات کے بعد ان کے پھوپی نے ان کی تربیت کی جب ان کی عمر ۴۶ سال ہوئی تھی تو ان کو مسجد میں حدیث سننے کیلئے بھیجا خود ابن جوزی لکھتے ہیں میں علمائے حدیث حفاظ وحدیث میں ملازم رہتے تھے اور ان کی حدیث میں یاد کرتے تھے یہاں تک کہ ان کے استاد ۸۷ ہو گئے۔

کسی سے اس نے صحیح بخاری سنی کسی سے صحیح مسلم اور کسی سے تاریخ بغداد جب ان کی عمر ۵۲۰ ہوئی یعنی ۱۰ سال ہوئی تو مجھے ابی القاسم علی بن یا

اللہ علوی کے پاس لے گئے یا انھوں نے مجھے کچھ کلمات واعظ سکھائے اور مجھے ایک قمیص پہنائی اس طرح ابوالقاسم اہل بغداد سے وداع کیا اور اپنی جگہ ممبر پر ابن جوزی کو رکھا جس دن حاضرین کی تعداد ٥٠ ہزار تھی سنہ ٥٢٧ کو ان کی عمر ١٧ سال تھی ان کے لئے مسجد منصور میں ایک اجتماع رکھا گیا وہ ایک بڑا واعظ تھا اپنے دور میں ان کا ایک نام بنا ہوا تھا ان کا واعظ سننے کے لئے بادشاہ خلفاء وزراء آئمہ علماء بزرگان ہزاران جمع ہوتے تھے ان کے نواحے ابوالمظفر نے کہا میں نے اپنے نانا کو کہتے ہوئے سنا ہے میں نے دو انگلی سے ٢ ہزار کتابچہ لکھا ہے لاکھ میرے ہاتھ سے تحفہ کیا ہے ٢٠ ہزار غیر مسلم مسلمان بنے ہیں آخر میں وہ ایک ہفتے میں قرآن ختم کرتے تھے ہر موضوع پر اس نے کتاب لکھی ہے ان میں سے یہ ایک کتاب ہے جس میں انہوں نے ٤٠٠ سے زائد راوی جن کی روایت سے لوگ صرف نظر کرتے ہیں ان کی کتاب پر علمائے تحقیق نے بہت سے تحفظات کا اظہار کیا ہے رجالات وروات کی شخصیت برجستہ مشخصیت عالم دانش ور کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے مختلف طریقے ہوتے ہیں بعض طبقات کو طبقات میں تلاش کرنا پڑتا ہے مثلاً اگر اصحاب ہیں تو وہ اصحاب کے بارے میں لکھی گئی کتابوں میں تلاش کریں وہاں آسانی سے ملتی ہے جیسے اصحاب کی تمیز صحابہ ابن حجر مستلانی اسد الغاوہ بعض تاریخوں میں ملتا ہے جنہیں اس وقت مل سکتا ہے اگر ان کا سنہ وفات معلوم ہوا نہی میں سے ایک جامع کتاب تاریخ اسلام ذہبی ہے شمس الدین کنیت ابی عبداللہ لقب ذہبی نام محمد ہلپ احمد بن عثمان انھیں ذہبی اس لئے کہا ہے ان کے باب احمد سونے کا زیورات بناتے تھے اس لئے انہیں ذہبی کہتے ہیں ان کے آبائی وطن صیاد فارمین دیار بکر کے شہروں میں سے ایک شہر ان کی اصل ترکی الاصل ہے یعنی تمیم کے موالی میں سے ہے آپ کے شہر ربیع الآخر ٦٧٣ کو پیدا ہوئے آپ ایک گھرانے میں پیدا ہوئے جو شغف علماء رکھتے تھے ان کے پورے خاندان کا علم ومعرفت سے واسطہ تھا لہٰذا ابتدائی عمر میں حفظ قرآن حفظ حدیث میں وقت گزارہ ہے وہ دمشق لبنان دیا مک مکہ اسکندریہ قابلس تمام جگھوں سے علماء سے کسب علم و فیض کیا ہے جن سے اس نے علم حاصل کیا ہے ان کے استاد کہتے ہیں ان کے بڑے بڑے استادوں کی تعداد ٢٣ بتاتے ہیں وہ خود تیز ذہن اور عجیب مافوق حافظہ رکھتے تھے ابن حجر نے حج کو جا کر جب زم زم پیا تو دعایوں کی اے اللہ مجھے مرتبہ ذہبی پر پہنچا دے ذہبی اکثر وبیشتر علوم اسلامی جب اس کی تصنیفات میں زیادہ تر شخصیات اسلامی پر کتابیں لکھی ہیں ان سب کو دیکھنے کے بعد کوئی تشنگی خلل نقص کمی پیدا کرنا شاید مشکل ہو اس کی کی تعداد ٣٧ بتاتے ہیں۔

فوات الوفیات تالیف محمد بن شاکر الکتبی متوفی ٧٦٤ یہ کتاب تاریخ نوابغ وشخصیات کے دوسرا مصدر وماخذ ہے اس کا پہلا مصدر وفیات الاعیان اس کتاب کا مولف محمد بن عساکر اپنی کتاب کی تمہید میں لکھتے ہیں اس نے اس کتاب کو لکھنے کا سبب یا سوچ کتاب وفیات الاعیان ابن خلقان کے مطالعہ سے آئی ہے اس نے اس کتاب کو پڑھنے کے بعد اس کتاب میں موجود محاسن کثیر فوائد حسن بیان کو دیکھ کے اندر ایک کشش عزیزہ لگا و اس کتاب اور مولف کے ساتھ پیدا ہوا لیکن میں نے اس میں ایک خلل نقص پایا جس کتاب میں تاریخ کے جید شخصیات کو ذکر کیا ہے اس میں تاریخ کے جید شخصیات کو ذکر کے اس میں تاریخ کے جید شخصیات میں سے خلفاء کو ذکر نہیں کیا ہے بلکہ اس دور کے بہت

سے فضلاء بزرگان کا بھی ذکر نہیں کیا مجھے معلوم نہیں ہوا آخر انھوں نے ان سے صرف نظر کیوں کیا تھا کیا کوئی سستی کاہلی تھی یا ان کے بارے میں کوئی مصادر وماخذ نہیں ملے تھے اس وجہ سے میں نے ارادہ کیا جن کا انہوں نے ذکر نہیں کیا ان تمام کو جمع کیا جائے چنانچہ میں نے اللہ پے توکل بھروسا کر کے ان سب کو جمع کر کے اس کا نام فوات الوفیات رکھا ہے اس سے چھٹا ہوا وفیات رکھا ہے۔

صاحب فوات الوفیات محمد بن شاکر بن احمد بن عبدالرحمٰن بن شاکر الکتبی دارانی آپ دمشق کے قریہ داریہ میں پیدا ہوئے آپ کا سنہ ولادت کتب تراجم میں نہیں آیا ہے لیکن بعض نسخوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کی سنہ ولادت ۶۸۶ ہے آپ کو کتبی اس لئے کہا ہے آپ تجارت کتب کرتے تھے میں نے ان کا تعارف کتبی کے ذکر سے استفادہ کرتے ہوئے اپنا دارالثقافہ اسلامیہ کی تاسیس کا سبب بیان کروں گا ہم جب نجف میں تھے تو ہمارے مولانا برادر شیخ فخر الدین کے ساتھ برادر بند سکے علاوہ برار خطابی بھی تھا یعنی دونوں خطبات بنتے ہیں دلچسپی رکھتے تھے ایک دوسرے کے ساتھ معلومات اور نکات سے حصہ لیتے تھے لیکن نجف اور قم میں الیٰ یومنا ھذا تک وہاں جانے والے واپس آنے کے لئے سوچتے رہتے ہیں وہاں جائیں تو ہمارا کیا بنے گا ہمیں بھی مجتہدین کے اجازت نامے لے کر دکانوں پر گشت کرنا پڑے گا اس سے کمی کو نظر کے دور سے پورا کریں جب تک مولوی اپنی زندگی میں خود کفیل ہوتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہوتے یہ ایک بات حقیقت ہے گدائی ملے بغیر بڑے سے بڑے بدعات کے بارے میں منہ کھولنا ناممکن ہوتا ہے جبکہ وہ آسانی سے حلال کو حرام اور حرام کو جائز بڑی بدیہت کو مصلحت کے نام سے آسانی سے ان کو منظور کرواتے ہیں تو اس حوالے سے یہ بات حقیقت ہے اس کا گزر اوقات کچھ نہیں کر سکتا لیکن اختلاف اس بات پر ہوتا ہے کہ کونسا کسب اپنایا جائے یا کونسے اروبار کو اپنایا جائے یہ اپنی گنجائش کے تحت کوئی کاروبار انتخاب کرتے ہیں کوئی ٹیکسی ڈرائیور بنتے ہیں کوئی چاول، گندم، پٹرول گھی کی ایجنسی لیتے ہیں کوئی پرچون کا کام کرتے ہیں۔

ہمارے قبلہ فخر الدین صاحب انہوں نے سمجھا اس کے ل ءبہترین کام میوے کے درخت باغ ہیں چنانچہ وہ اس میں مصروف ہو گئے لیکن اپنی علمی ذخائر گرانی کتاب خانہ کھو گئے آخریں باغ کا بھی کامیابی کے بعد وہ بھی ختم ہو گئے ان کا پورا دورسنی سیا ہے صحابہ اصحاب کے خلاف بولنا نفرت پھیلانا اور دوسرا علی مدد کی ترویج کرنا متعہ کی پاسداری کرنا رہ گیا جبکہ ہم ایک ایسے کاروبار کی تلاش میں تھے جو میری کتب بینی علم دین کے حوالے سے تشریح تفسیر دین میں اضافہ کو باقی رکھ ک رزندہ رکھ کر ایک کاروباری کی تلاش میں تھا میں نجف یا قم میں پہلے مہینے میں شہریہ لینت کے لئے لین میں رہنے بھی گوارہ نہیں کرتے تھے اس وجہ سے میں یہاں قیام نہیں کر سکتا تھا لہٰذا دست خالی ذہن خالی بیان کراچی میں آیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے وعدے کے تحت اپنا راستہ رہنمائی میرے لئے کھولا وعدہ وفا کیا کہ میں ایک کتابوں کا کاروبار کروں تا کہ میں اٹھتے بیٹھتے میرا رشتہ کتابوں سے رہے یہی میرا ذریعہ معاش بنے اور وسیلہ اضافہ علم معارف بنے اور ذخیرہ آخرت۔

کوثر: صیغہ مبالغہ مادہ کثیر سے بہت کثیر کے لئے استعمال ہونا ہے اب اس کے لئے مفسرین وترجمین ہے بین قوسین:

۱۔جنت کی ایک نہر ہے۔

۲۔ذریعہ اازنسل فاطمہ

۳۔خیر کثیر۔

۴۔قراان ورسالت

۵۔نبوت۔

۶۔رفع ذکر تک بیان کیا۔

قرآن میں اہل بیت:

اس مدعیٰ میں کوئی جائے شک وتر دید نہیں بلکہ امت کا اتفاق ہے کہ اہل بیت نبی کریم پوری امت کے لئے محترم ومکرم ہے اس احترام کی سند یا حکم قرآن کریم ہے یا قول وسلوک رسول ہے یا حکم قرآن کریم ہے: پہلا سوال ہے دوسرا سوال اہلبیت نبی کریم کے احترام وتعظیم وتکریم کی حدود دائرہ کیا ہے جہاں یہ ذوات دیکھیں ان کے لئے دوسروں سے زیادہ تکریم وتعظیم کریں تیسراا اہل بیت سے مراد کونسی اولاد کیونکہ نبی کریم کی اہل بیت سے پھیلنے والے ابوطالب عبدالمطلب بھی ہے اگر نبی کریم سے پھیلنے والے ہیں تو تمام اولاد حضرات حسنین مراد ہے یا صرف حضرت امام حسین سے پھیلنے والے مراد ہیں۔چوتھا سوال یہ ہے ان ذوات کی تکریم وتعظیم کے بارے میں مستدل آیات میں اہل بیت نبی صرف یہی ذوات تک محدود ہے تحت کساء میں آئی ہے اگلا سوال یہ ہے وہ کونسی آیات ہے:

۱۔مائدہ۳۔۶۷۔۵۵۔شوریٰ۲۳۔

ہم یہاں قرآن کریم کی ان آیات کریمہ کا ترجمہ پیش کریں گے ان آیات کی کونسی کلمات سے اہل بیت سے مختص بتائی ہے یا آیات میں نہیں بلکہ روایات بتائی ہے کہ روایت اہل بیت کی شان میں نازل ہے اس صورت میں آیت اہل بیت کی شان میں نہیں ہوگی بلکہ حدیث آیا ہے کہ آپ نے حدیث سے استناد کیا ہے۔

اسلام کے مصدر آخیر تقلید:

کتاب تشریح اسلامی تالیف علی محمد معوض ج۲ص۱۲۵۵اس کا آغاز ۳۵۰ سے شروع ہوکر ۶۵۶ کو پہنچا اس دور کو دوحصوں میں تقسیم کرتے ہیں مرحلہ اول آغز شروع تقلید دوسرا مرحلہ تقلید محض ہے دوسرا مرحلہ شروع ہونے کے بعد یہ مشہور کیا گیا یا پروپیکنڈا کیا گیا اجتہاد کا دروازہ بند ہو گیا مجتہد بنے کے دروازے کو تالہ لگایا گیا ہے آپ آئندہ ان ہی فقہاء کی تقلید کرنی ہے کیونکہ جو اصول ان فقہاء نے پیش کیا تھا اس کے علاوہ کوئی نئی اصول سامنے نہیں آیا کوئی نہیں نئی تحقیق سامنے نہیں آیا ہے اس کا معنی اجتہاد اپنی آخر کو پہنچا ہے مجتہد مستقل ناپید ہوگیا جو مدعی اجتہاد بنے ہیں وہ انہی گزشتہ مجتہدین کی فتاویٰ پیش کرتا ہے بعض قرن سوم اور بعض چھارم تاریخ انسداد بتایا گیا ہے بعض نے یہاں تک کہا ہے اگر

کوئی مجتہد مطلق اس زمانے میں ہونے کا دعواء کرے تو اس کو اللہ سے شرم کرنا چاہیے یہاں تک امام حرمین متوفی ۴۷۸ھ امام غزالی متوفی ۵۰۲ کے مجتہدین ہونے کے بارے میں شک یا یقین کرتے تھے کہ وہ نہیں ہے اس کے مقابل میں عوام انسداد باب اجتہاد کے قائل بھی ہے۔

اسلام ہر تحقیق ممکن نہیں ہے کیونکہ قرآن نے تحدی کیا ہے اس میں تشکیک وتر دید کرنے والے منہ پر مارا ہے اس دعوای مقابلہ کیا ہے دشمن اپنی صفوں میں اتحاد کرنے کے باوجود جن وانس مغرب ومشرق متحدہ احزاب کے باوجود قرآن کے نسخے قرآن کے استہزاء مسخرہ کرنے کے باوجود دوسرا مشکوک مخلوط از غیر کلام پیش نہیں کرسکا تو اسلام کا جو بنیاد تھا اس کو بے دخل کر کے غیر مستند روایات نے لی ہے اس کو بھی بے دخل کرنے کی ضرورت ہے۔

قرآن محفوظہ اخبار تراثنا ۵۳-۵۴ ص ۱۴۱۹ اص ۲۷۳ پر آیا اخبار آحاد موجب لم اور حجت دینے کے لئے چند شرائط کا پانا ضروری ہے۔

۱۔ظاہر قرآن سے مطابقت رکھتا ہو۔

۲۔مطابقت عمومات قرآن کے مطابق ہو۔

۳۔مطابقت بدلیل خطاب

۴۔فحسواء قرآن کے مطابقت۔

۱۔مطابقت خبر سنت مقطوعہ

۲۔مطابقت بعموم خبر ہو

۳۔مطابقت بدلیل خطاب

۴۔مطابقت بفحواء سنت ہو

۵۔مطابقت بعقل ہوا

۱۔مطابقت بدلیل عقلی

عقیدہ توحید قرآن

قرآن میں اثبات وجود باری تعالیٰ

قرآن میں اثبات وحدانیت حق سبحانہ تعالیٰ

قرآن میں بعثت انبیاء

قرآن میں ایمان بہ آخرت

قرآن میں احکام فقہیہ

احکام صلاۃ

۱۔احکام طہارت

۲۔اوقات الصلوۃ

۳۔ارکان صلوۃ قیام رکوع سجود

۴۔اوقات الصلوۃ صبح زوال مغرب عشاء بیان ہوا ہے زوال

احکام زکوۃ

فقہ ارث

فقہ زواج: منگنی صداق' نفقہ' اطاعت سرپرستی اختلاف نشوز جدائی فوت

فقہ طلاق: ماحول اسباب جدائی' بعد طلاق رجعت عدت نفقہ حکم عدۃ

ابوذ عمر کے دور میں اور ان کی جنگوں میں شرکت کرتے تھے:

ابوذر نے ابوبکر' عمر پر کوئی تنقید کی ہو یا انہوں نے ان کے بارے میں کچھ کہا ہو یہ کہیں نہیں ملتا ابوذر کا خلفاء کے خلاف ذکر اس وقت آتا ہے جب عثمان کے دور میں لوگ عثمان کے خلاف بول رہے تھے اس سلسلہ میں یہ تحقیق کرنے کی ضرورت ہے کہ ابوذر نے عثمان پر تنقید کی تھی یا ابوذر شام میں جا کر جب وہاں تھے وہاں انہوں نے بازار میں جا کر صاحبان مال و دولت کو یہ آیات سناتے تھے ابوذر کی اس آیت کی توبہ ۳۴ تلاوت سے وہاں کے حاکم' متاثر ہو رہے تھے۔ابوذر جو ہیں ان کی زندگی دیکھیں تو ابوذر ایک صحرائی میدانی آبادی سے کٹ کر ایک دیہاتی زندگی گزارنے والے کی حیثیت سے صداقت گو اور جذبات گو تھے ان کے جذبات تھے اس آیت سے الزام و تہمت کو رفع کرنا چاہتے ہیں جہاں کہتے ہیں کہ ابوذر سوشلسٹ انسان تھے کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگوں کے مال میں' تمام لوگ برابر کے شریک سمجھتے تھے۔

ہم اس کو عصر حاضر کے روشن خیال' روشن فکر' یا مغرب نواز' مشرق نواز علماء کے بارے میں کہہ سکتے ہیں کہ ان کا خیال یہ ہے کہ اسلام میں مساوات ہے اسلام میں بھی اشتراکی ہے ان کا جھکاو اس طرف سے ہے ممکن ہے کوئی کہہ کہ ہمارے پاس اشتراکی ہے اپنی مستقبل اشتراکی ہے یہ کہہ سکتے ہیں آج کے علماء لیکن یہ ابوذر کے بارے میں تصور نہیں ہوسکتا کیونکہ اس وقت کو اشتراکی تصور ہی نہیں تھا نہ وہ قائد بننا چاہتے تھے نہ وہ اس دور میں پیغمبر نے کوئی اشارہ کیا ہو ہمیں کوئی ایسا نمونہ نہیں ملتا ہے لہذا ابوذر کی دیہاتی زندگی اور اشتراکیت کی جو فکر ہے اس وقت دنیا میں ناپید تھی اس حوالے سے ابوذر لوگوں کے مال سب برابر ہیں یہ نہیں کہہ سکتے ہیں یہ آیات سے کہیں بھی نہیں نکلاتا ہے تو محصوس

ہوتا ہے معلوم ہوتا ہے اوذ رجو ہیں ان مال کے بارے میں کہتے ہیں جو ایک خازن، حافظ کی حیثیت کے حوالے سے ان کے پاس نیاز مندوں کی محتاج مندوں کی کفالت ان کے ذمہ پر ہیں ان سے کہہ رہے ان کا مال ہے ان کو دے دو اس کو روک کر رکھنا درست نہیں ہے اس بات کی دلیل یہ ہے کہ یہ آیت جو علماء یہود اور رہبان مسیحوں کے بارے میں ہے وہ فتویٰ دیتے تو اس کی اجرت میں مال لیتے تھے اشارہ ان کی طرف ہے یہاں سے ہم نتیجہ لے سکتے ہیں کہ اس وقت علماء جو ہیں جو کہتے ہیں کہ دین سے باندھے ہوئے ہیں اور لوگوں کے رحم پر ہیں یہ بدترین دور ہے اور یہ دین کو استحصال کرنے، اور یہاں سے علماء کی نفسیات بھی خراب ہو رہی ہے اور سرمایہ داروں کو بھی مولوی خریدنے کے موقعہ مل رہے ہیں اس موضوع کو بر سر ممبر یا قلم اور بیان سے مجامع محافل میں بحث کرنے، نقد و تنقید کرنے کی ضرورت ہے ابوذر نے حکمرانوں پر تنقید کی یا از خود ربذہ جانا پسند کیا جو آپ کا آبائی شہر تھا یا عثمان نے اس کو وہاں جانے کا حکم دیا کہ تم یہاں مت رہو اور کسی اور جگہ جاو اور ان کو جاتے وقت، برخاست کرتے وقت امیر المومنین نے ان سے ان کلمات میں خطاب کیا تھا ابوذر ۳۲ھ کو ربذہ میں وفات پائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب تیسیر مصطلح الحدیث مصنف دکتور محمود الطحان استاذ کلیہ الشعریہ والدراسات الاسلامیہ جامعہ کویت صفحہ ۲۳۔

جو خبر بھی ہمیں نبی کریم ﷺ اور آپ کے آل واصحاب کی طرف سے ہم تک پہنچی ہیں وہ اپنی جگہ اپنی نوعیت میں میں دو قسم کی ہیں

۱۔ یہ خبر ہم تک غیر محدود، غیر محصور تعداد میں پہنچی ہے اس خبر کو خبرِ متواتر کہتے ہیں

۲۔ وہ خبر ہم تک محدود راویوں محصور راویوں کے ذریعہ سے پہنچی ہیں اس کو الحاد کہتے ہیں

<u>تفصیل:۔</u> خبرِ متواتر، کلمہ متواتر اسم فاعل ہے یہ مادہ تواتر سے بنا ہے تواتر کے معنی تتابع ہے یعنی پے در پے جیسے کہتے ہیں تواتر المطر یعنی بارش پیہم برسے۔ اس چیز کو متواتر کہتے ہیں

لیکن اصطلاحِ علم حدیث میں اس حدیث کو کہتے ہیں جس کے راوی بہت ہیں اتنے راوی ہیں کہ یہ گمان کرنا کہ یہ سب مل کر جھوٹ بول رہے ہیں ایسا تصور محال ہو تو اس کو خبر متواتر کہتے ہیں خبر متواتر اس خبر یا حدیث کو کہتے ہیں جس کے ہر طبقے میں اتنے کثرت سے راوی ہیں عقل اس کو ان سب پر اتفاق کر کے ایک ایسا جھوٹ بولنے کو محال گردانتے ہیں

ایک خبر متواتر ہونے کیلئے ہر طبقے میں کثیر راویوں کا ہونا ضروری ہے یعنی جب پیغمبر ﷺ سے نقل کریں تو اتنے لوگوں نے نقل کیا ہے یا خلفاء سے نقل کیا ہے تب بھی، پھر خلفاء سے یا اس راوی سے نقل کرنے والے بھی کثیر ہونے چاہیے ہر طبقے میں راویوں کا کثرت سے ہونا تواتر بننے کیلئے بنیادی شرط ہے ابتدا سے الاحاد ہو بعد میں تواتر بنے اس کی کوئی حیثیت نہیں صاحب کتاب لکھتے ہیں تواتر بننے کیلئے کثیر راویوں کی

کم سے کم تعداد کتنی ہونی چاہیے صاحب کتاب تدریب الراوی سے جلد دوم صفحہ ۱۷۷ سے نقل کرتے ہیں کہ کم سے کم تعداد دس ہونی چاہیے لیکن سائل ان سے یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ یہ محدودیت کہاں سے نکالی ہے

☆ راوی تمام طبقات میں کثرت سے ہونے ضروری ہیں

☆ انسان کو یہ گمان کہ ان سب کا جھوٹ پر اتفاق نہیں ہے جو یہ خبر دینے والے ہیں یعنی میں نے خود سنا ہے میں نے خود دیکھا ہے اگر کسی کی سند اس خبر سے عقلی ہو زنی ہو اس خبر کو متواتر نہیں کہتے ہیں

☆ خبر متواتر کا کیا حکم ہے ایک خبر مذکورہ بالا متواتر کی شرائط پوری کرنے کے بعد اس کا کیا حکم ہے وہ یہ ہے یہ موجب علم ہے موجب علم ہونے کے بعد اس کی تحقیق ضروری اور ناگزیر ہے خبر متواتر ہونے کے بعد پھر اس میں موجود راویوں کا حال جاننا ضروری نہیں ہے

اقسام متواتر: علماء حدیث نے خبر متواتر نے دو قسمیں بتائی ہیں

۱۔ تواتر لفظی: یعنی یہ عین ہی یہی لفظ دس آدمیوں نے ، بیس آدمیوں نے ، یا سب نے یہی لفظ نقل کیا ہے انہی الفاظ میں بیان کیا ہے اس کو تواتر لفظی کہتے ہیں جیسے یہ حدیث ''من کذب علی متعمد افلیتبو امقعدہ من النار'' نقل از کتاب علم بخاری جلد اول صفحہ ۲۰۲۔ کہتے ہیں اس روایت کو ستر ۷۰ سے زائد راویوں نے نقل کیا ہے بعد میں بھی یہی کثرت رہی ہے یا اس سے کچھ زائد۔

۲۔ تواتر معنوی: یہ خبر اس مضمون میں ، اس مفہوم و معنی میں بہت سو نے نقل کی اور مطالب بتائے ہیں جیسے دعا میں ہاتھ اٹھانا اس بارے میں سو ۱۰۰ احادیث ہیں لیکن ہر ایک کا موقع محل مختلف ہے سب سے خلاصہ نظر نکلتا ہے مطلب نکلتا ہے کہ دعا میں ہاتھ اٹھانا چاہیے ہمارے مجامعی احادیث میں روایتِ متواتر کتنی ہیں کہتے ہیں بہت سی روایات ہیں ان میں سے ایک حدیث ''مسح علی الخفین ہے'' یعنی چپل پر مسح کرنا ، نماز میں ہاتھ بلند کرنا لیکن احادیثِ الاحاد کے مقابلے میں احادیثِ متواتر میں بہت کم ہیں

☆ **احادیثِ متواتر پر مشتمل کتب:** علماء نے احادیثِ متواتر کو ایک کتاب میں جمع کیا ہے تا کہ تواتر کے متلاشیوں کو آسانی ہو جائے اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل کتب نقل کرتے ہیں

۱۔ **الازھار المتناثرۃ فی الاخبار المتواترۃ:** یہ سیوطی نے لکھی ہے

۲۔ **قطف الازھار:** یہ بھی سیوطی کی ہے

۳۔ **نظم المتناثر من الحدیث المتواتر:** یہ محمد بن جعفر الکتانی کی ہے۔

☆ **خبرِ الاحاد:** الاحاد جمع احد ہے ایک کو کہتے ہیں واحد کو جو روایت ایک شخص نے نقل کی ہے اس کو خبر الاحاد کہتے ہیں اصطلاحِ علماء حدیث کے نزدیک ہر اس خبر کو خبرِ الاحاد کہتے ہیں جس میں تواتر بننے کی شرائط نہ پائی جاتی ہوں اخبار الاحاد کی اپنی جگہ ایک تقسیم بندی ہے جسے ملاحظہ کریں

خبرِ الاحاد کی طریق: سند کے حوالے سے تین قسمیں ہیں

۱۔حدیثِ مشہور: الاحاد اسکو مشہور کہتے ہیں مشہور کلمہ جو ہے ''شہرت الامر'' مشہور اس میں مفعول ہے مادہ شہرت الامر سے بنا ہے اگر اس کا اعلان واظہار ہو جائے ظاہر ہو جائے اصطلاح میں تین یا اس سے زائد راویوں نے نقل کیا ہو اس کو خبرِ مشہور کہتے ہیں یعنی تین طبقات میں تین سے زائد افراد ملیں گے

۲۔المستفیض: یہ اسمِ فاعل ہے مادہ استفاض سے ہے مشتق ہے من فاض الماء سے۔یعنی پانی آنے کو کہتے ہیں یہ بھی انتشار کے معنوں میں آتا ہے یعنی نشر ہوا ہے بعض نے اس کو مشہور کے برابر کہا ہے مشہور وہ خبر ہے جس کی ایک سند ہو یا ایک سے زیادہ ہو یا جس کی کوئی سند نہ ہو مشہور کی کبھی ایک سند ہوتی ہے لیکن اس کی شہرت زیادہ ہوتی ہے یا ایک سے زائد ہے یا بالکل سند نہیں ہے مشہور کی بھی اپنی جگہ اقسام ہیں ایک حدیث اہل حدیث والوں کے پاس مشہور ہے یا ایک حدیث شیعوں کے پاس مشہور ہے اور دوسرے طبقہ کو معلوم نہیں۔

☆ اہلِ حدیث، علمائے حدیث، عام علماء، عوام سب میں مشہور ہے۔

☆ یہ حدیث فقہا کے نزدیک مشہور ہے جیسے ''ابعض الحلال ابی اللہ الطلاق''

☆ اصولیین کے نزدیک مشہور ہے جیسے ''رفع عن امتی الخطا والنسیان وما استکبر ہوا علیہ''

☆ مشہور بین النحاۃ ہے

☆ مشہور بین العامتہ

حکم حدیثِ مشہور: حدیث مشہور کو نہ صحیح کہہ سکتے ہیں نہ غیر صحیح

نہ حسن کہہ سکتے ہیں نہ ضعیف اور نہ ہی موضوع

احادیث مشہور پر لکھی گئی کتابیں یہ ہیں

۱۔''المقاصد الحسنتہ فیما اشتھر علی الالسنتہ'' یہ سخاوی نے لکھی ہے

۲۔کشف الخفاء

۳۔تمیز الطیب من الخبیث

مشہور کے بعد حدیثِ عزیز ہے

☆ عزیز :- یہ صفت مشبہ ہے مادہ عزّ عز ز ہے عزیز ہمیشہ قلیل نادر کو کہتے ہیں عزیز قوی اور شدید کو بھی کہتے ہیں تو اس حوالے سے حدیث نادر ہونے کی وجہ سے کہتے ہیں کہ حدیث بہت نادر ہے یا یہ حدیث اپنی جگہ بہت نادر ہے یا یہ حدیث اپنی جگہ قوی ہے یا اس کو عزیز ہونے کیلئے اس کو دو سے کم ہونا چاہیے

☆ غریب:- غریب بھی صفتِ مشبہ ہے حدیثِ غریب یعنی حدیث منفرد یعنی ایک آدمی نے نقل کیا ہے یا غریب مسافر کو بھی کہتے ہیں لیکن حدیث غریب اس کو کہتے ہیں جسکا راوی ایک ہے

یہ اب تک حدیث کی سند اور راویوں کی تعداد کے متعلق تھا لیکن حدیث کے قوت، قدرت اور یہ کہ حدیث اپنی جگہ کتنی قوی ہے اور کتنی ضعیف ہے یا یہ کس حد تک موثر ہے یعنی کتنی پذیرائی ہے اس حوالے سے حدیث کی اقسام اپنی جگہ دو حصوں میں تقسیم ہیں

۱۔حدیث مقبول:- یعنی جہاں مخبر کی خبر کو ترجیح دی گئی ہے مقدم رکھا گیا ہے اس کو قبولیت ملی ہے پذیرائیت ملی ہے کہ اب اس حدیث سے استدلال کر سکتے ہیں احتیاج کر سکتے ہیں عمل کر کر سکتے ہیں

☆ حدیث مردود:-یعنی جہاں مخبر، خبر دینے والے کا پلہ بھاری نہیں ہے یعنی خبر صادق ہونے کو ترجیح نہیں دی گئی ہے یعنی برابر ہے ممکن ہے سچ ہو اور ممکن ہے جھوٹ ہو یا برابر ہے ایسی حدیث سے نہ استدلال کر سکتے ہیں اور نہ ہی اس پر عمل کر سکتے ہیں

حدیثِ مقبول کی قسمیں:-علمائے حدیث نے کچھ حدیثِ مقبول کو کچھ تفاوت، فرق کے ساتھ مرتبت میں تقسیم بندی کی ہے

۱۔حدیث مقبول کی ایک قسم کی وہ اپنی جگہ صحیح ہے ذاتاً حدیث اپنی جگہ صحیح ہے یہ اپنی جگہ مقبول ہے

۲۔خبر اپنی جگہ ذاتاً صحیح نہیں ہے کسی اور وجہ سے وہ صحیح ہے

۳۔خبر اپنی جگہ حسن رکھتی ہے

۴۔حسن جو اپنی جگہ ذاتاً نہیں کسی اور وجہ سے ہے

حدیث مقبول میں سب سے پہلی حدیث حدیث صحیح ہے

صحیح:- ضدِ سقیم کو کہتے ہیں اصل میں صحیح جسمیات میں استعمال ہوتا ہے مثلاً آپکا جسم صحیح ہے یعنی مریض نہیں ہے یہ اجسام میں حقیقت ہے حدیث میں حدیث کو صحیح کہنا مجازی ہے معنویات میں مجازی ہے اصطلاحِ علمائے حدیث، حدیث صحیح اس حدیث کو کہتے ہیں جس کے راوی عادل ہوں اور ضابط ہوں

یہی سلسلہ آخر تک جاتا ہے یعنی ناقل سے اوپر تک ہر راوی اپنی جگہ عادل بھی ہے اور ضابط بھی ہے کوئی بھی ضعیف نہیں ہے اس طرح سے ہم آپ کو حدیث کے صحیح ہونے کے لیے مندرجہ ذیل نقاط کا اس میں پایا جانا ضروری ہے

۱۔ سند جو ہے تمام مراحل میں متصل، زنجیر کی طرح ایک دوسرے سے جوڑی ہونی چاہیے اس کے ہر راوی نے از خود سنا ہو از خود دیکھا ہو

۲۔ جہاں راوی متصل ہے اور ہر راوی اپنی جگہ عادل ہے یعنی ہر راوی مسلمان ہے بالغ ہے عاقل ہے، فاسق نہیں ہے غیر مروت والا نہیں ہے

۳۔ راوی جو عادل ہے وہ ضابط بھی ہے یعنی اچھے طریقے سے وہ مطلب کو سنتا ہے اور سننے کے بعد حفظ بھی صحیح طریقے سے کرتا ہے تب اس کو راوی ضابط کہتے ہیں ہر راوی اس کی روایت کو نقل کرنے والا ہو اور اس نے جو ضبط کیا ہے وہ یا تو سینے میں کیا ہے یا اس کو لکھا ہے اس کو اس نے صحیح طریقے سے لکھا ہو۔

۴۔ حدیث شاذ و نادر نہ ہو منفرد نہ ہو اہلِ ثقہ سے ٹکراؤ نہ کرتا ہو۔

۵۔ حدیث میں علت بیان نہ ہوئی ہو معلول نہ ہو پس ایک حدیث کے صحیح ہونے کیلئے پانچ شرط ہونی چاہیے۔

☆ اتصال السند۔

☆ عدالت راوی۔

☆ ضبط روایت۔

☆ علت بیان نہ ہو۔

☆ شاذ نہ ہو۔

ان پانچ شرائط میں سے کوئی شرط ساقط ہو تو اس کو صحیح نہیں کہیں گے اس کی مثال علماء نے وہ حدیث دی ہے جو بخاری میں نقل ہوئی ہے عبداللہ بن یوسف نے مالک سے اور انہوں نے شہاب سے، انہوں نے جبیر سے، انہوں نے ابن معطم سے، انہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا ہے کہ رسول ﷺ مغرب کی نماز میں سورہ طور پڑھتے تھے یہ حدیث صحیح ہے چونکہ یہ اپنی جگہ سند المتصل ہے یہ روایت اپنی جگہ اس حوالے سے بھی صحیح ہے کہ راوی سب عادل ہیں راوی سب حافظ ہیں

خودساختہ احادیث:- کتاب ضعیف السنن الترمذی تحقیق محمد ناصر الدین البانی صفحہ ۲۱۳ حدیث نمبر: ۴۹۲-۲۷۷۸

'' الاءسلام بداء غریباً وسیعو دغریباً '' یہ حدیث صاحبِ ترمذی نے عبداللہ بن عبداللہ عبدالرحمٰن سے انہوں نے اسماعیل بن ابی اویس سے، انہوں کثیر ابن عبداللہ بن عمرو بن عوف بن زید بن ملحتہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے اپنا دادا سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ یہ دین ضرور ایک دوسرے سے جڑ جائے گا جس طرح سانپ اپنی گوسالی میں پناہ لیتا ہے دین حجاز میں واپس جائے گا جس پناہندہ پہاڑ کے دامن میں پناہ لیتا ہے، دین غربت سے شروع ہوا ہے اور جلد ہی یہ غربت کی طرف رجوع کرے گا پس بشارت ہو غریبوں کیلئے جو اصلاح کرتے ہیں میری سنت سے، میرے بعد آنے والے مفسدین کی،

صاحبِ کتاب لکھتے ہیں یہ حدیث ضعیف ہے اس کو صحیحہ حدیث مشکاۃ نے ضعیف گردانا ہے۔ جامع صغیر نے بھی ضعیف گردانا ہے

☆ حدیث مشوی طیر:- یعنی پرندے کا کباب کتاب ضعیف السنن الترمذی صفحہ ۵۰۰ حدیث نمبر ۳۷۷-۳۹۸۷

سفیان بن وکیع سے عبداللہ بن موسیٰ سے، انہوں نے عیسیٰ ابن عمر سے، انہوں نے السدّی سے، انہوں انس بن مالک سے، کہا س نے کہا کہ پیغمبر ﷺ کے پاس ایک پرندہ تھا تو فرمایا'' اللھم ! ائتنی باحب خلقک الیک یاکل معی ھذا الطیر ا '' اے اللہ اپنے نزدیک معبوب ترین خلق کو میرے پاس بھیجو تاکہ اس پرندے کو کھائے اس وقت حضرت علی تشریف لائے ۔ یہ حدیث مشکاۃ کی ہے اور حدیث نمبر ۶۰۸۵ ہے ضعیف ہے یہ حدیث غریب ہے یہ حدیث انس کے علاوہ کسی اور سے بھی نقل ہوئی ہے السدی کا نام اسماعیل بن عبدالرحمٰن ہے اس نے انس بن مالک کو دیکھا تھا حسین بن علی کو دیکھا تھا شعبہ اور سفیان ثوری نے ان کی تعریف کی تھی اور یحییٰ بن سعید القطان نے بھی ۔

☆ کتاب ضعیف السنن الترمذی صفحہ :۴۹۳ حدیث نمبر :۷۵۹-۳۹۴۸

ابوکریب سے یونس بن بکیر نے، انہوں نضر بن ابی عمر سے، انہوں عکرمہ سے، انہوں نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ پیغمبر ﷺ نے فرمایا ''اللھم ! اعزالاسلام بابی جھل ابن ھشام، اوبعمر بن خطاب '' اے ! اللہ اسلام کو ابی جھل ابن ھشام کے ذریعے عزت بخش یا عمر ابن خطاب کے ذریعے ،۔ تو بیٹھے بیٹھے صبح ہوگئی تو عمر رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پیغمبر ﷺ کے ہاتھ اسلام قبول کیا صاحبِ کتاب لکھتے ہیں یہ حدیث مشکاۃ کی ہے حدیث نمبر :۳۶۷ ہے ضعیف ہے بعض نے نضر بن ابی عمر کے حوالے سے بھی اعتراض کیا کہ وہ الٹی سیدھی حدیث نقل کرتے ہیں ۔

☆ اچھے نام اور اچھے چہرے :- کتاب الموضوعات ابن الجوزی جلد اول صفحہ ۱۰۹

ھبتہ اللہ بن احمد الحریری نے محمد ابن علی بن الفتح سے، انہوں نے دار القطنی سے، انہوں نے محمد بن مخلد سے، انہوں نے یحییٰ ابن حبیب سے، انہوں نے خلف بن خالد البصری سے، انہوں نے سلیم بن مسلم مکی سے، انہوں جریج بن ابی ملیکہ سے، انہوں نے ابن عباس سے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا کہ پیغمبر ﷺ نے فرمایا جس شخص کو اللہ نے اچھے چہرے دیئے ہیں حسین چہرہ دیا ہے اور اچھا نام دیا ہے اور اس کو ایسی جگہ پر رکھا ہے جو ناپسند نہ ہو تو یہ اللہ کے اپنی مخلوق میں منتخب بندے ہیں ۔ کہتے ہیں یہ حدیث صحیح نہیں ہے سلیم نے کہا کہ یحییٰ ثقہ نہیں ہے نسائی نے کہا کہ یہ متروک الحدیث ہے ابوحاتم بن حیان نے کہا کہ موثق راویوں سے غلط حدیث نقل کرتے ہیں دار قطنی نے کہا یہ حدیث علی سلیم سے خلف نہیں ۔

☆ ایک اور حدیث اس سلسلے میں ۔

عمر ابن راشد نے یحییٰ ابن کثیر سے، انہوں نے ابی سلمہ سے، انہوں نے ابی ھریرۃ سے نقل کیا کہ پیغمبر ﷺ نے فرمایا اگر تم میرے پاس کوئی بھیجو تو خوبصورت چہرے والے اور اچھے نام والے کو بھیجنا ۔ یہ حدیث صحیح نہیں ہے عمر بن راشد کی حدیث کی کوئی قیمت نہیں ابوحاتم بن

حیان نے کہا کہ یہ حدیث کو جعل کرتے ہیں

☆بہترین اعمال انتظارِ فرج ہے:- کتاب ضعیف السنن الترمذی صفحہ ۴۷۱ شمارہ ۳۸۲۴۷۲۲

بشب ابن معاذ عقبی بصری نے عماد ابن واقد سے، انہوں نے اسرائیل سے، انہوں نے ابی اسحاق سے، انہوں نے ابی احود سے انہوں نے عبداللہ سے، اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا آپ نے فرمایا کہ اللہ سے فضل طلب کرو اللہ اس محبت سے کرتا ہے جو اس سے سوال طلب کرے، بہترین عمل اور عبادت انتظارِ فرج ہے یہ حدیث ضعیف ہے جامع الصغیر ۳۲۷۸ میں بھی اس کو ضعیف گردانا ہے عماد ابن واقد حافظ نہیں ہے ابونعیم نے اس حدیث کو اسرئیل سے نقل کیا ہے انہوں نے حکیم بن جویر سے اور انہوں نے ایک مرد سے۔
حدیث ابی نعیم شواہد رکھتی ہے کہ صحیح ہو لیکن ''عن رجل'' جو کہا وہ مجہول ہے

☆اقسام احادیث اسناد کے حوالے سے:- کتاب تیسیر المصلح الحدیث تالیف طحان صفحہ ۱۴۰

مرفوع۔ مادہ رفع سے ہے اسم مفعول ہے رفع کے معنی وضع کے خلاف ہیں وضع رہنے کو کہتے ہیں اور رفع اٹھانے کو کہتے ہیں اگر حدیث کی نسبت کو اٹھا کر مقامِ رفیع سے نسبت دے دیں یعنی بلند ترین مقام سے نسبت دے دیں اور وہ بلند ترین نسبت پیغمبر ﷺ ہیں اصطلاحی محاورے میں ہر وہ حدیث جو نبی سے اسناد کی گئی ہو یا ہر اس قول، فعل، تقریر کو صفت نبی سے نسبت دی گئی ہو اس کو مرفوع کہتے ہیں
چنانچہ علوم احادیث معرفت مرفوع صفحہ ۴۵ پر ذکر آیا ہے ہر وہ چیز جو نبی کو نسبت دی گئی ہو یا اسناد کیا گیا ہو چاہے وہ قول ہو جو آپ نے فرمایا یا وہ فعل ہو یعنی پیغمبر کو کرتے ہوئے دیکھا ہو یا تقریر ہو کہ پیغمبر ﷺ کو کسی کے فعل کی امضاء کرتے ہوئے دیکھا اضافہ کرنے والے اسناد کرنے والے صحابی ہو یا صحابی سے نیچے کا ہو تابعین ہو اسناد اپنی جگہ متصل ہو درمیان میں کٹے ہوئے ہو منقطع ہو ان سب کو حدیث مرفوع کہتے ہیں
لہذا حدیث مرفوع کی انواع ہیں
حدیث مرفوع کی چار اقسام ہیں
۱۔ مرفوعِ قولی ہے۔ یعنی پیغمبر ﷺ نے یہ فرمایا ۲۔ مرفوعِ فعلی ہے۔ یعنی پیغمبر ﷺ کو کرتے ہوئے دیکھا ہے
۳۔ مرفوعِ تقریری ہے۔ یعنی کوئی کر رہا تھا اور پیغمبر ﷺ چپ رہے۔ ۴۔ مرفوعِ وضعی ہے
☆مرفوعِ قولی:- مرفوعِ قولی کی نسبت: صحابی نے کہا تابعین نے کہا یا رسول اللہ ﷺ جہاں قال رسول اللہ ﷺ ہے وہ مرفوعِ قولی ہے
☆مرفوعِ فعلی:- صحابی کہے یا تابعین کہے قال رسول اللہ ﷺ۔ پیغمبر ﷺ نے یہ کیا۔
☆مرفوعِ تقریری:- صحابی نے یا تابعین نے کہا کہ فلاں نے یہ فعل پیغمبر ﷺ کے حضور میں کیا ہم نے روکتے ہوئے نہیں دیکھا اس کو

مرفوعِ تقریری کہتے ہیں۔

☆**مرفوعِ وضعی:-** صحابی یا غیر صحابی کہے کہ پیغمبر ﷺ خلق میں سب سے بہتر تھے۔پس یہ مرفوع کی چار قسمیں ہیں

☆**حدیث موقوف:-** موقوف اسم مفعول ہے مادہ وقف سے، وقف روکنے کو کہتے ہیں توقف کو، راوی حدیث کو نسبت دیتے دیتے صحابی پر پہنچ کر رک گیا آگے نہیں گیا مثلاً یہ کہے کہ ابو بکر نے کہا، عمر نے کہا، حدیث کو صحابی تک روک دے۔سلسلہ اوپر تک نہیں لے گیا اس کو حدیثِ موقوف کہتے ہیں۔اصطلاح میں ہر ایک حدیث جس کے قول، فعل، تقریر کو صرف صحابی تک نسبت دی جائے تو اس کو حدیثِ موقوف کہتے ہیں چاہے ایک صحابی سے نسبت دی جائے یا ایک گروہِ صحابی سے۔یا یہ نسبت شدہ قول ہو یا فعل ہو یا تقریر ہو متصل ہو منقطع ہو فرق نہیں پڑھتا۔ اسکی مثال۔مثالِ موقوف قولی: راوی کہے قال علی ابن ابی طالب، لوگوں سے وہی بات کرو جو تم جانتے ہو آیا تم لوگ چاہتے ہو کہ اللہ اور اسکے رسول کو جھٹلائیں جہاں حدیث جا کر علی پر رک گئی یہ مرفوعِ قولی ہے کہنے والا کون ہے حضرت علی کی طرف نسبت دی ہے

☆**موقوف فعلی:-** صحیح بخاری میں ابن عباس نے بابِ تیمّم میں لکھا کہ ابن عباس نے تیمّم کیا بعض تابعین کہیں کہ میں نے یہ عمل کسی صحابی سامنے کیا تھا تو اس نے رد نہیں کیا انکار نہیں کیا۔

☆**اصطلاحِ فقھاء:** فقھاء خبر کو مرفوع کہتے ہیں موقوف کو اثر کہتے ہیں لیکن محدثین سب کو اثر کہتے ہیں چونکہ یہ کسی چیز کی اثر، نشانی ہے۔

☆**حدیثِ مقطوع:-** کتاب تیسیر مصطلح الحدیث تالیف طحان صفحہ ۱۶۸

مقطوع بھی اسم مفعول ہے مادہ قطع سے ہے قطع یعنی وصل کے خلاف، اصطلاح میں وہ حدیث جو کسی تابعی سے نسبت دی گئی ہے یا تابعِ تابعی سے، قول یا فعل کو نسبت دی گئی ہے مثلاً مالک اشتر سے نسبت دی گئی ہے، مروان سے نسبت دی گئی ہے یا محمد ابن حنفیہ سے نسبت دی ہے یہ تابعین میں سے ہیں یعنی جنہوں نے صحابہ کو دیکھا ہے۔مقطوع ہر وہ چیز جس کی نسبت دی گئی ہے یا استناد کی گئی ہے تابعی سے، یا تابعِ تابعی سے یا اس سے بھی نیچے، گرے ہوئے سے۔تو اس فعل، قول کو مقطوع کہتے ہیں اب ایک مقطوع ہے اور منقطع ہے مقطوع صفتِ نقل ہے اور منقطع صفتِ استناد ہے حدیث مقطوع کلام تابعی ہے تابعی تک سند اپنی جگہ متصل ہے جب کہ منقطع کی سند جو ہے غیرِ متصل ہے۔

☆**مقطوعِ قولی:-** حسن بصری نے کیا کہ نماز بدعت گزار کے پیچھے پڑھو گناہ اس کے ذمہ ہیں یہ مقطوعِ قولی ہے۔

☆**حدیثِ مقطوع کا کیا حکم ہے:-** حدیثِ مقطوع کا حکم یہ ہے کہ کسی بھی حکم شرعی پر اس سے استدلال نہیں کر سکتے ہیں اگر چہ اس کی

نسبت اپنی جگہ صحیح بھی کیوں نہ ہو۔

☆حدیثِ مسند:- کتاب تیسیر مصطلح الحدیث تالیف طحان صفحہ ۱۷۰

مسند اسم مفعول ہے مادہ اسندہ سے، جس کے معنی اضافہ کرنا یا نسبت دینا۔ اصطلاح میں ہر اس حدیث کو جس کی سند نبی ﷺ تک پہنچی ہو تو اس کو مسند کہتے ہیں مثلاً بخاری نے کہا ہمیں عبداللہ بن یوسف نے، انہوں نے مالک سے، انہوں نے ابی زناد سے، انہوں نے اعرج سے، انہوں نے ابی ھریرہ سے، انہوں نے رسول اللہؐ سے نقل کیا ہے کہ اگر کتا کسی برتن میں سے پانی پیئے تو اس کو سات دفعہ دھوئیں یہ اول سے آخر تک حدیث متصل ہے اس کو مرفوع بھی کہتے ہیں اور حدیثِ مستند بھی کہتے ہیں۔

☆حدیثِ متصل:- متصل اسم فاعل ہے مادہ اتصل سے، اتصل کی ضد انقطع ہے اس کو نوع بھی کہتے ہیں اصطلاح میں ہر اس حدیث کی سند چاہے مرفوع ہو یا موقوف ہو اسکو متصل کہتے ہیں

متصلِ مرفوع کی مثال۔ مالک نے ابن شہاب سے، انہوں نے سالم بن عبداللہ سے، انہوں نے اپنے باپ سے، اور انہوں نے رسول اللہؐ سے نقل کیا ہے

متصل موقوف کی مثال۔ مالک نے نافع سے، انہوں نے عمر سے نقل کیا ہے۔

☆کتابِ ہٰذا کے صفحہ ۱۸۲ پر زیاداتِ ثقات:- یعنی ثقہ راویوں کے متعلق، یعنی جو راوی عادل، ضابط ہیں وہ متن حدیث میں اپنی طرف سے کچھ اضافہ کرتے ہیں اس کو زیاداتِ ثقات کہتے ہیں۔

☆راوی کی شرائط:- صفحہ ۱۸۱ پر جو حدیث راویوں کے واسطے ہم تک پہنچی ہیں۔ صحتِ حدیث راویوں سے متوقف ہے راوی سے حدیث قبول کرنے کی کیا شرائط ہیں علمائے حدیث نے انکی احادیث قبول کرنے پر دقیق، باریک کڑی شرائط عائد کیں ہیں ان شرطوں میں بنیادی دو شرائط ہیں

۱۔عدالت ہے عدالت سے مراد راوی مسلمان ہو، بالغ ہو، عاقل ہو، فسق سے پاک ہو بے مروت نہ ہو یہ پانچ صفات سب کی سب اس میں ہوں تو اس کو عادل کہیں گے۔

۲۔ضبط ہے ضبط سے مراد راوی ثقات کے خلاف نہ ہو اور نہ ہی اس کا حافظہ خراب ہو اور وہ بہت بڑی غلطی نہ کرتا ہو غفلت میں نہ رہتا ہو کثیر وھم نہ ہو یہ ضبط کی تعریف ہے

کہتے ہیں ضابط دو طریقے سے ثابت ہوتا ہے

۱۔دوعادل اس کی گواہی دیں کہ یہ عادل ہے علماء کے نزدیک عدالت ثابت ہے انہوں نے اس کو عادل کہا۔
۲۔کثرت اورشہرت ہے اس کی عدالت کی شہرت ہے مشہور ہے اوراسکی لوگ عدالت میں تعریف کرتے ہوں جیسے چار فقھاء،سفیانی،اوضائی وغیرہ۔
حافظ ابن عبدالبر نے ثبوتِ عدالت کے بارے میں کہا ہے کہ ہر وہ شخص جو حاملِ علم ہوتوجہ علم رکھتا ہواس کے کام عدالت پر مبنی ہونگے جب تک ہمیں اس کی بےعدلی ثابت نہ ہوجائے اس کی حدیث سے احتیاج کریں گے تب تک اس سے استدلال کریں گے
☆ضبط راوی:- راوی ضابط ہے یہ کہاں سے پتہ چلے گا راوی کی ضبط،روایت میں ضبط ہونے میں معروف ہوا کثر وبیشتر راوی اس پر اعتراف کرتے ہو۔

☆وجوبِ قربانی:- کتاب ضعیف السنن ابی داود تالیف ناصرالدین البانی صفحہ۲۷۲
حدیث نمبر۵۹۵-۲۷۸۹ ھارون ابن عبداللہ نے عبداللہ بن یزید سے،انہوں نے ابی ایوب سے انہوں نےعیاش بن عباس قتبانی سے، انہوں نے عیسیٰ بن ھلال صدفی سے،انہوں نے عبداللہ بن عمر عاص سے،اورانہوں نے پیغمبرؐ سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا کہ عید کیلئے قربانی کریں اللہ نے اس کواس امت کیلئے عید بنایا ہے شخص نے پوچھا اگر مجھے مذکر نہ ملے تو مادہ کو ذبح کروں تو پیغمبرؐ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ اپنے بال کاٹو،ناخن کاٹو،مونچھیں کاٹو،اورران کے بال اتارو۔یہ تمھاری اللہ کے نزدیک قربانی ہوگی یہ حدیث مشکاۃ کی ۱۴۷۹ سے نقل ہے اورضعیف ہے جامع الصغیر۱۲۶۵ میں ہے ضعیف ہے۔
☆مردے کی نیابت میں قربانی:- حدیث نمبر۵۹۶-۲۷۹۰ عثمان بن ابی شیبہ سے،انہوں نے شریک سے،انہوں نے ابی الحسنا سے، انہوں نے حکم سے،انہوں نے حنش سے نقل کیا کہ ہم نے علی کو دیکھا کہ دوگوسفند ذبح کررہے تھے میں نے پوچھا کہ کیا کررہے ہیں انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہؐ نے مجھے وصیت کی ہے کہ میں ان کی طرف سے قربانی کروں یہ مشکاۃ ۱۶۴۲ نمبر حدیث ہے ضعیف ہے
☆قربانی میں ضعیف چیزیں:- حدیث نمبر ۵۹۷-۲۷۹۵ ابراھیم نے موسیٰ رازی سے،انہوں نے عیسیٰ سے،انہوں نے محمد بن اسحاق سے،انہوں نے یزید بن ابی حبیب سے،انہوں نے ابی عیاش سے،انہوں نے جابر بن عبداللہ سے نقل کیا کہ پیغمبرؐ نے قربانی کے دن دوخوبصورت سینگ والے،اورخصی جانور کو ذبح کیا اور ذبح کرتے وقت یہ دعا پڑھی ''انی وجھت وجھی للذی فطرالسماوات والارض علی ملۃ ابراھیم حنیفاً وما انا من المشرکین ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین،لاشریک لہ وبذلک امرت وانا من المسلمین،اللھم منک ولک عن محمد وامتہ،باسم اللہ،واللہ اکبر'' پھر ذبح کیا یہ مشکاۃ ۱۴۶۱ ہے ضعیف ہے سنن ماجہ ۶۶۹/۳۱۲۱ ہے ضعیف ہے۔
☆قربانی کے جانور کی عمر:- حدیث نمبر ۵۹۸/۲۷۹۷ احمد ابن شعیب حرانی نے زھیر ابن معاویہ سے،انہوں نے ابی زبیر سے،انہوں

نے جابر سے، انہوں نے رسول اللہؐ سے نقل کیا قربانی بہت عمر رسیدہ جانور کی کریں اگر گنجائش نہ ہو تو جو بھی ہو اس کو ذبح کریں یہ حدیث ضعیف ہے

☆ **قربانی میں مکروہ قربانیاں:-** حدیث نمبر ۵۹۹/۲۸۰۳ ابراھیم بن موسیٰ رازی سے، انہوں نے علی بن بحر بری سے، انہوں نے عیسیٰ سے، انہوں نے ثور سے، انہوں نے ابوحمید رعینی سے، انہوں نے یزید ذو مصر سے نقل کیا کہ میں عتبہ بن سلمی کے پاس آیا اس سے پوچھا یا ابا الولید، میں قربانی کی تلاش میں نکلا کہ کوئی بھی پسند کی نہیں ملی تو آپ کیا فرماتے ہیں تو انہوں نے کہا کی کسی کو بھی کیوں نہیں لائے تو میں نے کہا کہ سبحان اللہ کیا آپ کیلئے یہ جائز ہے میرے طرف سے تو جائز نہیں ہے تو انہوں نے کہا کہ کیا تم کو شک ہے اور مجھے شک نہیں ہے پیغمبرؐ نے منع کیا ہے مصفرۃ سے، مستاصلۃ سے، بخقا سے، مشیعۃ سے، کسراء سے،

مصفرۃ سے مراد جس کا کان کٹا ہوا ہو، مستاصلۃ سے مراد جس کا سینگ کٹا ہوا ہو، بخقا سے مراد جس کی آنکھ نکلی ہوئی ہو، مشیعۃ سے مراد کمزور ہونے کی وجہ سے یا دیگر مسائل کی وجہ سے نہ کرسکتا ہو، کسراء سے مراد کوئی چیز ٹوٹی ہو۔ یہ حدیث ضعیف ہے

☆ **حدیث نمبر ۶۰۰-۲۸۰۴۔** عبداللہ بن محمد تفیلی نے زھیر سے، انہوں نے اسحاق سے، انہوں نے شریح بن نعمان سے کہ وہ سچے آدمی تھے انہوں نے علی سے نقل کیا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ انہوں نے ہم کو حکم دیا کہ آنکھ اور کان کا خیال رکھیں، کانے کو ذبح نہ کریں مدابرہ والے کو ذبح نہ کریں خرقا ذبح نہ کریں میں نے ابی اسحاق سے کہا کہ عضباء۔ تو انہوں نے کہا کہ نہیں اس کو بھی ذبح نہ کریں مقابلہ یعنی جس کی ٹانگ کٹی ہوئی ہو یا دم کٹی ہوئی ہو یا جس کے کان میں سوراخ کیا ہو خرقا جس کا کان کٹا ہوا ہو کہتے ہیں کہ سب ضعیف ہیں

☆ **حدیث نمبر ۶۰۱-۲۸۰۵۔** مسلم نے ابراھیم سے، انہوں نے عیسیٰ بن ابی عبداللہ دستوائی سے، انہوں ھشام بن سنبر سے، انہوں نے قتادۃ سے، انہوں نے جری بن کلب سے، انہوں نے علی نقل کیا کہ عضباء ذبح کرنے منع کیا یہ حدیث مشکاۃ کی ۱۴۶۴ ہے اور ضعیف ہے سنن ابی ماجہ میں بھی ضعیف ہے ۶۷۸/۳۱۴۵، سنن ترمذی میں ۲۵۹/۱۵۵۶ سے بھی ضعیف ہے

☆ **عید کے بارے میں:-** کتاب ضعیف السنن ابی داود صفحہ ۱۱۱ حدیث نمبر ۲۴۶-۱۱۵۲

ابوتوبہ ربیع بن نافع نے سلیمان سے، انہوں نے ابن حیان سے، انہوں نے ابی یعلی الطائفی سے، انہوں نے عمر ابن شعیب سے، انہوں نے اپنے باپ سے، اور انہوں نے اپنے باپ سے، نقل کیا رسول اللہؐ نے فرمایا فطر میں پہلے تکبیر فرماتے تھے پہلی رکعت میں، پھر قرائت کرتے تھے پھر تکبیر کرتے تھے پھر کھڑے ہوتے تھے پھر چار تکبیر کیں پھر قرائت کی پھر رکوع کیا اس میں تکبیر کی تعداد میں اختلاف ہے بعض نے چار کہا ہے اور بعض نے پانچ کہا ہے بعض نے سات کہا ہے عید کی نماز اگر پہلے دن نہ پڑھی تو پھر دوسرے دن پڑھیں

☆ **حدیث نمبر ۲۴۷-۱۱۵۸۔** حمزہ بن نصیر نے ابن ابی مریم سے، انہوں نے ابراھیم بن سوید سے، انہوں انیس ابن ابی یحیٰ سے، انہوں اسحاق بن سالم مولی سے، انہوں نے نوفل بن ابی عدی سے، انہوں نے بکر بن مبشر انصاری سے نقل کیا ہے کہ میں اصحاب کے ساتھ

عیدالفطر کی اور عید قربان کی نماز کیلئے جارہا تھا تو بطن بطحان کے راستے سے جارہا تھا تا کہ مصلی رسول اللہؐ کے پاس پہنچوں اور وہاں سے عید کی نماز کے بعد واپس گھروں میں۔ یہ حدیث ضعیف ہے

☆**مسجد میں عید کی نماز پڑھنا:-** حدیث نمبر ۲۵۷ (۲۴۸-۱۱۶۰)

ھشام بن عمار نے ولید سے، انہوں نے ربیع بن سلیمان سے، انہوں نے عبداللہ بن یوسف سے، انہوں نے ولید بن مسلم سے، انہوں نے ایک مرد قروی سے جسکا نام ربیع تھا انہون نے عیسیٰ بن عبدالاعلی بن ابی فروہ سے، انہون نے یحیٰی عبیداللہ تیمی سے، انہوں نے اب ھریرہ سے نقل کیا کہ عید کے دن بارش آئی تو پیغمبرؐ نے نماز مسجد میں پڑھی یہ حدیث مشکاۃ ۱۴۴۸ ہے اور ضعیف ہے سنن ابی ماجہ ۱۳۱۳/۲۷ ہے اور ضعیف ہے

☆**عید کی نماز:-** کتاب صحیح بخاری جلد۲ صفحہ ۲۰

باب عیدین وتجمل فیہ ۔ باب عیدین میں تزئین وتجمل ۔ ابو یمان نے شعیب سے، انہوں نے زھری سے، انہوں نے سالم بن عبداللہ سے، انہوں عبداللہ بن عمر سے نقل کیا کہ عمر نے ایک جبہ خریدا استبرق کا کہ جو بازار میں فروخت ہورہا تھا اس کو پیغمبرؐ کے پاس لائے پیغمبرؐ سے فرمایا یارسول اللہؐ! ایک صحابی اس کو خریدیا ور عید کے دن اس کو پہنے تو پیغمبرؐ نے فرمایا یہ لباس ان کیلئے ہے جن کا حصہ آخرت میں نہیں ہے عمر ایسے رہے اور انہوں نے نہیں پہنا پھر رسول اللہؐ نے ان کے پاس ایک جبہ لباس کا بھیجا اس کو عمر پیغمبرؐ کے پاس لائے اور کہا یارسول اللہؐ آپ نے فرمایا تھا یہ لباس ان لوگوں کیلئے ہے جن کا کوئی خلاق نہیں ہیا ور آپ نے یہ جبہ مجھے بھیجا ہے تو پیغمبرؐ نے فرمایا 'تبیعھا' اسکو فروخت کروا ور اپنی حاجت کو اس سے نکالو

☆**اسلحہ لینا عید کے دن:** حراب ودرق:- ابن وھب نے عمرو سے، انہوں نے عبدالرحمٰن بن اسدی سے، انہوں نے عروہ سے، انہوں نے عائشہ سے کہ پیغمبرؐ میرے پاس آئے میرے پاس دو کنزیں تھی گانا گاتی تھیں پیغمبرؐ بستر سوئے اور منہ موڑ لیا اس وقت ابوبکر آئے اور مجھے ڈانٹا فرمایا یہ پیغمبرؐ کے پاس شیطان کی مزمار ہے تو پیغمبرؐ نے ابوبکر کو دیکھا اور فرمایا چھوڑ دو وہ رجوع ہوئے تو ہم دونوں نے ان کو پکڑ لیا اور نکال دیا یہ عید کا دن تھا۔

☆**عید کے دن مسلمانوں کیلئے سنت:-** حجاج نے شعبہ سے، انہوں نے زبید سے، انہوں نے کہا کہ شعبی سے سنا انہوں نے برّا سے کہ پیغمبرؐ نے فرمایا کہ ہم آج کے دن کا آغاز نماز سے کریں گے جس کسی نے بھی یہ کام کیا اس نے ہماری سنت پر عمل کیا۔

ایک اور حدیث عبید بن اسماعیل نے ابی اسامہ سے، انہوں نے ہشام سے، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں عائشہ سے انہوں نے کہا ابو بکر ہمارے پاس آئے میرے انصار کی پاس دو کنزیں تھی۔ جو ہم لئے گانا گاتی تھی وہ گانے جو بعاث کے موقع پر انصار کی عورتیں گاتی تھی لیکن خود گانا گانے والی نہیں تھی کنیز نہیں تھی ابوبکر نے کہا مضامرِ شیطان گاتی ہو پیغمبرؐ کے گھر یہ عید کا دن تھا پیغمبرؐ نے فرمایا اے ابا بکر ہر قوم

کیلئے عید ہوتی ہے یہ ہماری عید ہے

☆ **عید کے دن نماز کے جانے سے پہلے کھانا کھانا:-** محمد بن عبدالرحیم نے سعید ابن سلیمان سے، انہوں نے ھشیم سے، انہوں نے عبید اللہ بن ابی بکر بن انس سے، انہوں نے انس سے نقل کیا کہ پیغمبرؐ نے فرمایا کہ عید کے دن صبح نہ کریں جب تک کوئی کھجور نہ کھائیں۔

مرجا بن رجاء نے عبید اللہ سے، انہوں نے انس سے اور انہوں نے نبی سے نقل کیا کہ جس نے نماز سے پہلے جانور ذبح کیا وہ عید کرے تو ایک آدمی نے کہا جس دن انسان گوشت کھانا چاہتا ہے کہ گوشت کھائے اور اس کو ہمسایہ یاد آئے تو پیغمبرؐ نے فرمایا کہ اس کو صدقہ دے دیں میرے پاس بھی ایک ران ہے میں دے دوں تو پیغمبرؐ نے ان کو اجازت دے دی۔

جریر نے منصور سے، انہوں نے شعبی سے، انہوں نے برّ ابن وازب سے نقل کیا اور انہوں نے کہا کہ پیغمبرؐ نے ہمیں خطبہ دیا اضحیٰ کے دن نماز کے بعد فرمایا کہ جو ہماری نماز پڑھے اور ہماری عبادت کریا وراس کو صحیح طریقے سے کریے اور نماز سے پہلے قربانی کرے، قربانی نماز سے پہلے ہے میں نے اپنی قربانی کو نماز سے پہلے کیا، آج کھانے اور پینے کا دن ہے میں نے اپنے گھر میں گوسفند کو ذبح کیا اور نماز میں جانے سے پہلے کھایا۔

☆ **فطرہ کے بارے میں:-** کتاب صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۱۶۱ فطرہ، صدقہ فطر فرض ہے ابو عالیہ نے عطاء سے، انہوں نے ابن سیرین سے کہا کہ صدقہ فطر واجب ہے۔ یحیٰ بن محمد مسکن نے محمد ابن جھضم سے، انہوں نے اسماعیل بن جعفر سے، انہوں نے عمر ابن نافع سے، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے ابن عمر سے کہا کہ پیغمبرؐ زکوٰۃ فطرہ کو ایک تمر یا گندم قرار دیا ایک بندے پر چاہے وہ بندہ چاہے وہ آزاد ہو یا حر، مذکر ہو یا مونث، چھوٹا ہو یا بڑا، مسلمان ہو اس کو نماز سے پہلے دینے کا حکم ہے صدقہ فطر بندہ غیر بندہ من مسلمین پر واجب ہے عبداللہ بن یوسف نے مالک سے، انہوں نے عمر سے نقل کیا کہ پیغمبرؐ نے فرمایا کہ زکوٰۃ فطرہ ایک صاع کھجور ہے یا ایک صاع گندم ہے یہ غلام، آزاد، مذکر مونث، مسلمین پر واجب ہے۔

سفیان نے زید بن اسلم سے، انہوں نے عیاض بن عبداللہ سے، انہوں ابی سعید سے نقل کیا کہ ہم صدقہ دیتے تھے 'جو' کا ایک حصہ، صدقہ فطر ایک صاع ہے

عبداللہ بن یوسف نے مالک سے، انہوں نے زید بن اسلم سے، انہوں نے عیاض بن عبداللہ سے، انہوں نے ابی سرح العامری سے، انہوں ابا سعید خذری سے نقل کیا کہ ہم زکوٰۃ فطرۃ ایک صاع طعام دیتے تھے یا گندم یا کھجور یا کشمش۔ احمد ابن یونس نے نافع سے اور انہوں نے پیغمبرؐ سے نقل کیا کہ رسول اللہ نے زکوٰۃ فطرۃ تمر یا شعیر کو قرار دیا یہ دو مد گندم ہے یا کشمش۔

☆ **انواعِ حدیث:-** کتاب معرفۃ انواع علم الحدیث تالیف ابن صلاح صفحہ ۷۹

☆ **معرفۃ حدیث صحیح:-** حدیث صحیح اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی سند، نقل، عادلِ ضابط نے عدلِ ضابط سے استناد کرتے ہوئے اپنی انتہا کو

پہنچے اور حدیث اپنی جگہ شاذ و معلل نہ ہو اس تعریف کے تحت سند آخر تک متصل ہو۔ اگر حدیث ایسی ہے تو اس کو حدیث صحیح کہیں گے اس میں علمائے حدیث میں اختلاف نہیں پایا جاتا ہے

اور وہ احادیث حدِ دعوی سے نقل جاتی ہیں جو مرسل ہیں منقطع ہیں معضل ہیں شاذ ہیں یا اس میں سبب قدحہ موجود ہو یا اس میں جرح موجود ہو۔

☆ **حدیث حسن:-** صفحہ ۹۹ حدیثِ حسن اپنی جگہ تین قسم کی ہیں حدیث حسن اس حدیث کو کہتے ہیں جس کے نکالنے والے نے اس کو حسن کہا ہے اور اس کے راوی مشہور و معروف ہیں اکثر حدیث کا دارومدار حدیث حسن پر ہے اس کو اکثر علماء قبول کرتے ہیں فقہاء بھی استعمال کرتے ہیں عیسیٰ ترمذی نے کہا ہے حسن سے مراد اس کی سند میں کوئی ایسا راوی نہ ہو جو ''یتھم بالکذب'' ہو یا متنِ حدیث شاذ نہ ہو

☆ **حدیث ضعیف:-** صفحہ ۱۱۱ ہر وہ حدیث جس میں صفاتِ حدیثِ صحیح یا حسن نہیں پائی جاتی ہوں اس کو حدیث ضعیف کہتے ہیں ابو حاتم بن حیان بستی نے حدیثِ ضعیف کی بہت سی قسمیں بتائی ہیں جہاں ان کی تعداد انچاس تک پہنچی ہے

☆ **حدیث مسند:-** صفحہ ۱۱۳ یعنی وہ حدیث جس کی سند ہو سند کسے کہتے ہیں سند مادہ سند سے ہے سند پہاڑ کے اوپر کو کہتے ہیں جو اس سے پناہ لیتا ہے وہ محفوظ رہتا ہے جو شخص حدیث کو اپنے قائل کی طرف، حجت کی طرف پہنچاتے ہیں وہ احادیث ضعف سے محفوظ رہتی ہیں حدیث سند کو حدیث معتمد بھی کہتے ہیں

معنیِ مستند۔ علمائے احادیث کے پاس مستند اس کو کہتے ہیں جن کی استناد ابتدائے راوی سے آخر راوی تک پہنچ جائے اور آخری راوی ہماری روایات میں رسول اللہؐ ہیں کہ حدیث کا استناد رسول اللہؐ تک پہنچ جائے اس کے نیچے اصحاب ہیں درحقیقت حدیث مستند اس حدیث کو کہتے ہیں جس کا استناد رسول اللہؐ یا ان کے اصحاب یا خاص الخاص اصحاب تک پہنچا ہے

یہ سند یعنی جو حدیث مستند ہے ایک جگہ سند اپنی جگہ متصل ہے اور جیسے مالک نے نافع سے، انہوں نے ابن عمر سے، انہوں نے رسول اللہؐ سے نقل کی ہے

اور ایک دفعہ منقطع ہے مثلاً مالک نے زھری سے، انہوں نے ابن عباس سے، اور ابن عباس نے رسول اللہؐ سے نقل کی۔ یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ زھری جو ہے اس نے ابن عباس کو نہیں دیکھا ہے زھری ابن عباس کے دور میں نہیں تھے تو درمیان میں ایک راوی گر گیا ہے

☆ **متصل کسے کہتے ہیں:-** صفحہ ۱۱۵ حدیث متصل مرفوع مثلاً کتاب موطا میں مالک ابن انس نے شہاب سے نقل کیا ہے انہوں نے سالم بن عبداللہ سے انہوں رسول اللہؐ سے۔

☆ **متصل موقوف:-** یعنی جو اصحاب پر آ کر رکتی ہیں یہاں مالک جو ہیں نافع سے نقل کرتے ہیں اور ابن عمر سے آگے نہیں جاتے ہیں۔

☆ **معرفت مرفوع:-** صفحہ ۱۱۶ حدیث مرفوع اس حدیث کو کہتے ہیں جو خاص رسول اللہؐ کی طرف نسبت ہوتی ہے وہ حدیث جس کی

نسبت رسول اللہ ﷺ تک پہنچتی ہے اس حدیث کو حدیثِ مرفوع کہتے ہیں
جبکہ موقوف، اصحاب اور غیر اصحاب پر رک جاتی ہیں لیکن حدیث مرفوع میں متصل، منقطع، مرسل، سب آتی ہیں حدیث رسول اللہ ﷺ تک پہنچتی ہیں لیکن کبھی کٹ جاتی ہیں

☆ **حدیث موقوف:**- وہ احادیث ہیں جو اصحابہ سے اقوال نقل ہوئے ہیں قال ابوبکر، قال عمر، یا قال جابر۔ یا ان کے افعال کو نقل کیا ہے حدیث کا سلسلہ ان سے آگے تجاوز نہیں کرتا ہے

☆ **حدیث مقطوع:**- صفحہ ۱۱۹ اس کی جمع مقاطیع ہے مقاطیع وہ احادیث ہیں جو ہم کو تابعین سے ملی ہیں ان کے اقوال افعال پر مشتمل ہیں اور جس کی سند تابعین پر رکتی ہے اور اصحاب پر بھی نہیں جاتی ہے

☆ **حدیث متدلس:**- صفحہ ۱۵۶ یہ دلس سے ہے دلس، یعنی رات کی تاریکی چھا جانے کو، ظلمت چھا جانے کو، جب تاریکی چھا جاتی ہے تو چیزیں نظر نہیں آتیں حقیقت نظر نہیں آتی اشیاء نظر نہیں آتی آنکھوں سے دیکھائی نہیں دیتا یہی سے اس کو دلس کہتے ہیں یعنی خرید و فروخت میں تدلیس کی، یعنی چھپانا، اپنے پاس ایک کو چھپانے کو تدلیس کہتے ہیں اسی طرح روایت میں بھی تدلیس ہوتی ہے مثلاً کوئی شخص روایت کو نقل کرنے سے اجتناب کرتا ہے جس شخص سے وہ ملا تھا لیکن اس سے اس نے کچھ نہیں سنا لیکن یہ کہتا ہے کہ فلاں نے بتایا ہے کچھ سنا نہیں، بس دیکھنے کو بنیاد بنا کر اس کی طرف نسبت دے دی گویا اس نے اس سے سنا تھا یا اپنے دور کے ایک عالم، فقہی مجتہد ہیں تو اس سے ملے بھی نہیں اور سنا بھی کچھ نہیں لیکن حدیث ان سے نقل کرتے ہیں گویا ان سے ملے ہیں اور ان سے سنا ہے اگر وہ ایسا کریں گے تو یہ خیانت ہے کہ عیب کو ان سے چھپایا اس کو حدیث مدلس کہتے ہیں

ایک دفعہ تدلیس شیوخ ہوتا ہے شیوخ یہ ہوتا ہے کہ جس عالم سے اس نے سنا ہے اس کا نام لیتا ہے پھر اس کی کنیت غلط بتاتے ہیں یا نسبت غلط دیتے ہیں اس کو تدلیس شیوخ کہتے ہیں تدلیس کو علماء نے جھوٹ کا بھائی کہا ہے

☆ **شاذ:**- صفحہ ۱۶۳ لغت میں منفرد، یکتائی کو کہتے ہیں یعنی عوام سے کٹے ہوئے، اجتماع سے کٹے ہوئے یا عام روایت سے ہٹ کر کوئی انوکھی روایت ہے یہاں ہر وہ چیز جو منفرد ہے اس کو شاذ کہتے ہیں ''شاذ من القیاس'' اصول سے باہر اس کو شاذ کہتے ہیں

یونس بن عبدالاعلی نے شافعی نقل کیا ہے شاذ حدیث یہ نہیں کہ آپ ایک ثقہ سے روایت نقل کرتے ہیں جو ان کے علاوہ کسی سے نہیں ہے ثقہ کے علاوہ اور کوئی نہیں کہتا ہے اس کو شاذ نہیں کہتے ہیں بلکہ شاذ شخص ثقہ کوئی حدیث نقل کرے جو عام لوگوں میں نہیں ہے اس کو شاذ کہتے ہیں

☆ **منکرِ حدیث:**- صفحہ ۱۶۹ حدیث منکر اس حدیث کو کہتے ہیں جس کے راوی منفرد ہیں اس روایت کے متن اس کے علاوہ کسی اور سے نہیں سنے ہیں اس مضمون میں۔ نہ خود انہی سے سنی ہے اور نہ کسی اور سے اس کو شاذ بھی کہتے ہیں نکیرا بھی کہتے ہیں ایسی احادیث ہمارے متونِ حدیث میں بہت پائی جاتی ہیں

☆امام ابوحنیفہ کی جلالت ومقام ومنزلت اور جارحین وناقدین:- کتاب قواعد فی علوم الحدیث تالیف احمد عثمانی تہانوی متوفی ۱۳۹۴ھ صفحہ ۳۰۵

ابوحنیفہ امام الائمہ ہیں امت کے چراغ ہیں صاحب مناقب کثیرہ ہیں ان کے علم، شرف وغرب دیارِاسلام میں پھیلے ہیں شرفِ تابعیت رکھتے تھے ان امامت وجلالت کیلئے علماء اعلام نے اعتراف کیا ہے علم وحفظ، دقت فہم پر علماء نے محدیثین نے مہر لگائی ہے اور ساتھ عام و خاص کے نزدیک معروف ہیں ابوحنیفہ نے بعض اصحاب نبی کو دیکھا ہے اس حوالے سے آپ تابعین میں شمار ہوتے ہیں آپکا تابعین میں ہونا بلا جائے شک وریبہ ہے سورہ توبہ آیت نمبر ۱۰۰ تابعین کی شان میں ہے آپ پر بھی صادق آتی ہے آپ کے علم وفضل کیلئے امت نامور علماء، محدثین نے تصدیق کی ہے اس میں مبالغہ تو ہوسکتا ہے جھوٹ نہیں ہوسکتا بے شک ابوحنیفہ اپنے دور کے جید وبرجستہ عالم دین تھے شریعت کے محافظ وپابند تھے لیکن ان کی شان میں جو قصے، کہانیاں، کلمات گھڑے گئے ہیں وہی ان کی شان کو گرانے کا، مشکوک بنانے کا سبب بن سکتے ہیں قواعد صاحب کتاب صفحہ ۳۱۰ پر لکھتے ہیں حافظ ابن خسرو نے محمد ابن سلمہ سے نقل کیا ہے کہ خلف ابن ایوب نے کہا علم اللہ کی طرف سے محمد پر اترا ہے پھر محمدؐ سے اصحاب پر پھر اصحاب سے تابعین نے نقل کیا پھر تابعین سے ابی حنیفہ اور انکے ساتھیوں میں منتقل ہوا ہے اس زمانے میں علم، تنہا علم قرآن وحدیث کو کہتے تھے لہذا ابوحنیفہ علم وقرآن وحدیث میں اعلم تھے شافعی نے کہا ہے کہ لوگ فقہ میں انکے عیال ہیں سفیان ثوری نے کہا ہے کہ فقہ اہل ارض ہیں امام ابوحنیفہ نے اپنی تصانیف میں ستر ہزار سے زائد احادیث جمع کیں ہیں اور اس میں سے چالیس ہزار کا انتخاب کیا ہے جسے ان کے اصحاب محمد ابن حسن نے، ابو یوسف نے، امام احمد ابن حسن نے، نوادر نے ثمالی نے عبداللہ بن مبارک نے اپنی کتاب میں، وقیقہ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے جس میں حدیث مرفوعہ، مرقوعہ، سب ہیں یہ احادیث امام نے کبھی اپنے فتویٰ میں بیان کیں ہیں جس میں واضح احادیث سند کے ساتھ بیان کیں ہیں امام اوضائی نے کہا وہ مشکل مسائل میں اعلم تھے امام جعفر صادق نے فرمایا وہ اپنے دور کے افقہاء تھے صفحہ ۲۱۰ پر ہے کہ جن کی عدالت، شہرت سے اور کثرت سے ثابت ہے علمائے اہل وعلم و احادیث کے نزدیک دنیا نے انکی تعریف کی ہے انکی عدالت کی تعریف کی ہے وہ محتاج تعدیل نہیں ہیں کہ انکی عدالت پر توثیق کریں قاضی ابوبکر باقلانی نے کہا ہے مخبر وہاں محتاج ہوتا ہے اگر عدالت میں مشہور نہ ہو مثل ابوحنیفہ، مالک، سفیانین، اوضائی، شافعی محمد ابن الحسن، ابو یوسف، احمد ابن حنبل، لیث، شعبہ، ابن مبارک ووکیع، ابن معین، ابن المدینی، ان کے نام عجل وعرفاء ہیں کہ ان کی عدالت کے بارے میں سوال نہیں ہوسکتا ہے سوال وہاں ہوتا ہے جن کی حقیقت مخفی اور پوشیدہ ہو یہ ذوات اپنی عدالت کے حوالے سے محدثین وفقہا اور اہل علم کے نزدیک معروف ومشہور ہیں لہذا ذھبی نے اپنی کتاب المیز ان میں کہا ہے جلد اول صفحہ ۲ پر کہ میں اس کتاب میں آئمۃ المتبوعین فی فروع کا ذکر نہیں کرتا کیونکہ ان کی شان اسلام میں بلند ہے نفوس میں بلند ہے مثل ابی حنیفہ، شافعی، بخاری۔

☆احکامِ مرسل:- حدیث مرسل کا حکم کتاب قواعد فی علوم الحدیث تالیف احمد عثمانی التہانوی صفحہ ۱۳۸

ابن حنبل کتاب نے ''قفوالاثر'' میں مختار کے بارے میں لکھا ہے کہ ہمارا مختار ہے تفصیل میں مرسل کے بارے میں کہا کہ ہر صحابی کی مرسل قبول ہے یعنی صحابی نے ارسال کی تو صحیح ہے اجماعاً۔اس کے بعد دوسری صدی کے مرسل بھی قبول ہیں

۱۔صحابی کی مرسل قبول ہے

۲۔دوسری صدی کے مرسل قبول ہیں

۳۔ابوحنیفہ کے مرسل قبول ہیں

۴۔مالکی کے مرسل قبول ہیں

۵۔شافعی کے مرسل قبول ہیں

ان کے علاوہ دوسرے مرسلات ہیں وہ بعض کے پاس مردود ہیں اِلا ان کے وہ بھی ثقات میں لکھے ہوں تو تب قبول ہیں

☆**عبداللہ بن عباس**:-کتاب اعلام زرکلی جلد۴ صفحہ ۹۵ پر ۱۶۶۰ احادیث نقل ہوئی ہیں

☆**عائشہ**:-کتاب اعلام زرکلی جلد۳ صفحہ ۲۴۰ پر ۲۲۱۰ احادیث ان سے مروی ہیں

☆**عبداللہ بن عمر خطاب**:- ان کیلئے کتاب اعلام زرکلی جلد۴ صفحہ ۱۰۸ پر ۲۶۳۰ احادیث نقل ہوئی ہیں

☆**عبداللہ بن عثمان ابوبکر صدیق**:-ان کیلئے ۱۴۲ احادیث نقل ہوئی ہیں

☆**عثمان بن عفان**:-ان کیلئے کتاب اعلام زرکلی جلد۴ صفحہ ۲۱۰ پر نبیؐ سے ۱۴۶ احادیث نقل ہیں نبی سے انہوں نے نقل کیں

☆**انس ابن مالک**:-کتاب اعلام زرکلی جلد۲ صفحہ ۲۴ پر علمائے رجال الحدیث نے ان سے ۲۲۸۶ احادیث نقل کیں ہیں

☆**ابوھریرہ**:-آپ سات ھجری میں اسلام لائے آپ سے ۵۳۷۴ احادیث نقل ہوئی ہیں اوران ۵۳۷۴ احادیث کو آٹھ سو صحابی اور تابعین نے نقل کیا ہے

☆**سعد ابن ملک بن سنان الخذری کنیت ابوسعید الخذری**:- کتاب اعلام زرکلی جلد۳ صفحہ ۸۷ پر ان سے منسوب ۱۱۷۰ احادیث ہیں

☆**جابر بن عبداللہ انصاری**:-ان کیلئے کتب روایات میں بخاری، مسلم وغیرہ میں ۱۵۴۰ روایات نقل ہوئی ہیں جلد۲ صفحہ ۱۰۴

☆**عمر ابن خطاب**:- ان کیلئے کتب احادیث میں ۱۵۳۷ احادیث ہیں کتاب اعلام زرکلی جلد۵ صفحہ ۴۵

☆**حدیث قدسی**:- یعنی وہ حدیث جو ذاتِ باری تعالیٰ سے نسبت دی گئی ہے اصطلاح میں نبی کریمؐ سے سے جو احادیث ہم تک پہنچی ہیں وہ نبی کریم کی طرف سے ہیں حدیث قدسی نبی نے اللہ کی طرف نسبت دی ہے کہ اللہ نے فرمایا حدیث قدسی اور قرآن میں فرق یہ ہے کہ قرآن کا لفظ اور معنی دونوں اللہ کے ہیں جبکہ حدیث قدسی کے معنی اللہ کے ہیں اور لفظ رسول اللہ کی طرف سے ہیں قرآن کو تلاوت کرنے کا

حکم ہےلیکن حدیث قدسی کی تلاوت کاحکم نہیں ہے قرآن میں شرط یہ ہے کہ وہ تواتر سے ثابت ہوجبکہ حدیث قدسی میں تواتر شرط نہیں ہے حدیث قدسی اتنی نہیں کہ حدیث کے برابر ہوبعض نے اس کوسواور بعض نے دوسو کہا ہےاس کی مثال مسلم نے اپنی صحیح میں ابوذر سے نقل کیا ہے ابوذر نے پیغمبرؐ سے نقل کیا پیغمبرؐ نے اللہ سے نقل کیا اللہ نے فرمایا اے میرے بندے میں نے ظلم کو اپنے نفس پر حرام قرار دیا ہےاوراس کو تمھارے درمیان بھی حرام قرار دیا ہےایک دوسرے سے ظلم نہ کروحدیث قدسی کی روایت کے دوصیغے ہیں دوشکل وصورت ہیں ایک یہ ہے کہ پیغمبراس کواللہ کی طرف سے روایت کریں دوسرااللہ نے فرمایا جوہم کورسولؐ کی توسط سے ملااس سلسلے میں علماء نے تصنیفات بھی کیں ہیں لیکن مشہورترین تصنیف اتفاقات سنیہ جسے عبدالرؤف منامی نے جمع کیا ہےاس میں ۲۸۲ احادیث ہیں

محمد منیر دمشقی اپنی کتاب نسخات سلفیہ میں لکھتے ہیں ایک گروہ طلبامدارس دینی میں مصروف تھا توان طلبانے ہم سے طلب کیا کہ ہم انہیں حدیث قدسی کے بارے میں ایک کتاب تدوین کرکے دیں تاکہ وہ لوگ اس کو پڑھیں اورساتھ آپ اس حدیث کی سند کوبھی بیان کریں میں انہیں ایک عرصہ تک ٹالتارہابعدمیں میں نے شیخ الولی محدث کبیر عبدالرؤف مناوی ھدادی والدمحمد تاج دین کی کتاب، دارِقطب مصریہ میں سے ملی انہی سے درخواست کی کہ وہ اس کی نقل ہم کوعنایت کریں اس نقل کے ساتھ اس کوجوڑااوراس میں بعض حدیث کی شرح غلط تھی اوروضاحت طلب تھی جس کے بارے میں ہم نے اپنی اس کتاب کے مطابق شرح کی ہے۔ان شااللہ اللہ ہم کوامید دے دے۔

حدیث قدسی اورحدیث نبوی میں اورقرآن کریم میں فرق یہ ہے کہ حدیث قدسی وہ حدیث ہے جواللہ نے اپنے نبی کوخبر دی ہے الہام کے ذریعے،خواب میں، پھررسول اللہؐ نے اس حدیث کواپنی نظارت میں ہم تک پہنچائی۔حدیث نبوی اس کو کہتے ہیں جس کی نسبت نبی تک دی گئی ہےلفظ اورمعنی دونوں میں،اس کوحدیث قدسی نہیں کہتے ہیں قرآن اورحدیث نبوی میں فرق یہ ہےقرآن معجزہ ہےامت پرنازل ہونے والااوراسکی تلاوت کرنے کاحکم ہے جبکہ حدیث قدسی کانہیں۔قرآن معجزہ ہےاوروہ ہمیشہ رہے گا گزشتہ زمان تک،تغیروتبدل سے محفوظ رہے گااس کومجنب کامس کرناحرام ہےاوروہ اس کی تلاوت نہیں کرسکتااس کے جملات کوآیت صورت نہیں کہہ سکتے قاری کوہرحرف کے بدلے میں دس حسنات ملتی ہیں

کتاب قواعدالتحدیث من فنون مصطلح الحدیث تالیف شیخ محمد جمال الدین قاسی،صفحہ۶۴:علامہ شہاب ابن حجرالھیتمی ،شرح الاربعین النوویۃ میں شرح حدیث جوبیسویں حدیث میں لکھتے ہیں یہ حدیث ابوذرغفاری ہے جونبی سے نقل کی ہے نبی نے اللہ سے نقل کی ہے فرمایا ہے''یا عبادی''انی حرمت الظلم علی نفسی وجعلتہ بینکم محرمافلاتظالمو الحدیث''میں نے اپنے نفس پرظلم کوحرام قرار دیا ہےاوراس کوتمحارے درمیان بھی حرام قراردیا ہےاب اس میں کتناوزن ہے؟ پھراس کوٹالنے وحی قرآن اوروحی میں فرق بتادیا جاتا ہے۔

کلام جواللہ کی طرف نسبت دیا جاتا ہےاس کی تین قسمیں ہیں ا۔سب سے اشرف کلام قرآن ہے جودیگرکلام سے ممتاز ہےاپنے اعجاز کی وجہ سے یہ قرآن معجزرہے گاجب تک دنیاباقی ہےتغیروتبدل سے محفوظ رہے گااس کومیس کرنامحدث کے لیے حرام ہوگاشخص مجنب اس کی تلاوت

نہیں کر سکے گا۔۲۔کتب انبیاء ہیں تورات،انجیل یعنی تحریف ہونے سے پہلے۔۳۔باقی احادیث قدسیہ ہیں جو ہم روایات الاحاد سے ملی ہیں لیکن وہ انکی اپنے رب سے نسبت ہے یہ کلام اللہ ہے اللہ سے منصوب ہے یہ پیغمبرﷺ کی طرف نسبت انشاء ہے پھر اللہ کی طرف کیونکہ وہی متکلم ہے اول کبھی یہ حدیث نبی سے منسوب ہے کیونکہ آپ نے اللہ کی طرف سے خبر دی ہے اس کلام کا منشی جو ہے اللہ ہے پہلے کیا کہا تھا کہ معنی اللہ کا ہے اور کلام رسول کا ہے تو لفظ ہی انشاء ہوتا ہے اور معنی تو انشاء نہیں ہوتا ہے

حدیث قدسی کلام اللہ ہے یا نہیں؟ یہ کلام اللہ نہیں ہے کیونکہ حدیث قدسی کلام نبی ہے تو پوچھا گیا کہ کیوں اللہ کی طرف نسبت دیتے ہیں کہا اس میں قدسیت ہے کیونکہ اللہ سے نسبت دی ہے اگر کلام رسول کا ہوتا وہ کون سا کلام جو ہو پیغمبرﷺ کا اور ہو وہ اللہ کی طرف سے۔

قربانی: قربانی کے بارے میں وسائل الشیعہ جلد۱۴ صفحہ۲۰۴ پر بارہ احادیث ہیں۔

الصلوۃ عید: وسائل الشیعہ جلد۷ صفحہ۴۱۹ سے۴۷۲ تک صلوۃ عید کے بارے میں ہے

اقسام احادیث: کتب روائی میں مندرجہ روایات کی مندرجہ ذیل اقسام ہیں۔

۱۔**روایات صحیحہ:** یعنی جس کی سند،اس کتاب سے،مئولف سے لے کر رسول اللہ تک راوی عادل،ضابط حافظ ہو تب اس روایات کو روایات صحیحہ کہیں گے اس روایت سے استدلال کر سکتے ہیں احتیاج کر سکتے ہیں اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔

۲۔**روایات حسن:** جس میں تمام شرائط صحیح نہیں پائی جاتی ہیں تاہم اس کے قبول کرنے میں قباحت نہیں ہے۔

۳۔**روایات ضعیف:** ضعیف روایات وہ روایات ہیں جن کا سلسلہ صاحب کتاب یا محدث سے لے کر رسول اللہ تک بیچ میں خلا موجود ہے یا راوی گر گیا ہے درمیان میں راوی نہیں ہے۔یا راوی مجروح ہے یا مضموم ہے جس کے بارے میں ظن ہے گمان ہے اس کو روایتِ ضعیف کہتے ہیں علمائے حدیث کا کہنا ہے کہ اس روایت پر اس سے استدلال نہیں کر سکتے ہیں عمل بھی نہیں کر سکتے ہیں احتیاج بھی نہیں کر سکتے ہیں۔

۴۔**روایات موضوعہ:** یعنی وہ روایات جو کسی ملحد منافق بے دین نے از روئے عمداً،ارادتاً،جانتے ہوئے یہ بات غلط ہے اس نے حدیث از خود ساختہ درج کی ہے بتائی ہے امت اسلامی کو درپیش اہم مشکل،اہم مصیبت جنگ وجدال،تزاحم وتضارب،فتنہ وفساد،بدبختی وشقاوتی، سب کے سب روایات ساختگی سے آئیں ہیں یہ روایات ساختگی اپنی جگہ اقسام وانواع ہے

۱۔عقائد اسلامی کے لیے ایمان باللہ،اسکی ذات وصفات پر ایمان،ایمان بالرسالت،ایمان باختم النبوت،ایمان بالیوم آخرت،برزخ و معاد حساب وکتاب کو باطل کرنے کے لیے اس کو ہلکا سستا یا مبہم کرنے کے لیے وضع کیں ہیں۔

۲۔آیات محکمات سنت قطعیہ محمد سے سراسر متضاد متصادم گھڑی گئی ہیں۔

۳۔مسلمانوں کو ان کے بنیادی ضروری تعمیری زندگی سے نکال کر فالتو،بے مقصد بلکہ ناجائز،ناروا،مضموم،نام نہاد،خود ساختہ عبادات

دعاؤں میں مشغول کرنے کے لیے نمازیں، دعائیں گھڑی ہیں اور ابھی تک خلق کو اس میں مصروف رکھ کر میدان کو سیکولرزم والوں کے لیے خالی چھوڑا ہے وہ کھل کر یہ کہہ سکتے ہیں یہ آپ جو ہیں وہ دین ہے جہاں ہم ہیں وہ دنیا ہے ان دونوں کومت جوڑو اس سلسلے میں دعائیں دیکھیں زیارات دیکھیں خاص کر کے آئمہ کے بارے میں وارز یارتیں تمام کے تمام شرکیات سے پر ہیں جہاں حضرت علیؑ کو امام حسینؑ کو دیگر آئمہ کو وہی مقام دیا ہے جو اللہ کو حاصل ہے اللہ کے لیے ہے اور اس کے لیے فضائل، اجر ثواب، بے تحاشا بیان کیے گئے ہیں۔

۴۔روایات خدمت خلق: دین اللہ کی اطاعت و بندگی کا نام ہے اس کی الوہیت کے اعتراف کا نام ہے اس کے بعد اس کے حکم کے تحت اس پر ایمان لانے والوں کے ساتھ نیک تعلقات کا نام ہے اچھے روابط کا نام ایک دوسرے کے حقوق کے اعتراف کا نام ہے لیکن ان لوگوں نے عبادت کو رضا وخوشنودی رب کو خدمت خلق قرار دیا ہے۔خدمت خلق بذات خود غرض وغائت، ہدف ومقصدِ انسان قرار دیا ہے اس سلسلے میں ایک کثیر تعداد روایات کی ہے جس میں قصے، کہانیاں، وغیرہ شامل ہیں۔

۵۔امور معاشی امور تعیش استفادہ از طبیعات، جیسے حیوانات پالنے پرندے پالنے، زراعت کرنے علم حاصل کرنے یا علاج معالجے کے بارے میں روایات ہیں ذیل میں ہم ہر ایک کے بارے میں وارد روایات بیاں کریں گے۔

کتاب موضوعات ابن جوزی، جلد دوم، صفحہ ۳۷۶: کتمان مرض یعنی اپنے مرض کو چھپا کر رکھیں محمد بن احمد بن عبد الباقی نے حمد بن احمد سے انہوں نے ابن عیم الحافظ سے انہوں نے سلیمان ابن احمد سے انہوں نے احمد ابن محمد بن الحجال سے قطن بن الرہیم النیسا پوری سے انہوں نے جرود بن یزید سے انہوں نے سفیان سے انہوں نے اشعث بن عبد الملک سے انہوں نے ابن سیرین سے انہوں انس بن مالک سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا نیکی کے تین حصے ہیں صدقہ چھپا کر رکھو اگر میرے بندے کسی مصیبت میں مبتلا ہو جائیں اور صبر کریں اور میری شکایت اپنے کرستانِ حال کرنے والوں سے نہ کریں تو ہم اس کو اچھا خون دیں گے اس کے خون سے بہتر، اسکو صحت مند کریں گے اس کے اور پر کوئی گناہ نہیں ہوگا اگر اس کو ماردیا تو وہ میری رحمت کی طرف آئے گا لہذا کسی کو نہ بتاؤ

ابن جوزی کہتے ہیں یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے صحیح نہیں ہے یہ جاروت نے سفیان سے نقل کی ہے صرف انہوں نے، بخاری نے جاروت کے بارے میں کہا ہے کہ وہ منکر حدیچ ہے ابو اسامہ اسکو جھوٹا کہتے تھے یحیٰ نے کہا اس کی کوئی بات نہیں ہے یہ کچھ نہین ہے نسائی نے کہا یہ متروک الحدیث ہے ابن حیان نے کہا یہ بے بنیاد حدیث کو ثقہ سے نسبت دیتا ہے ان میں سے ایک یہ ہے

موضوعات ابن جوزی صفحہ ۳۸۶: المنصور بن خیرون نے اسماعیل بن مسعدہ سے انہوں نے حمزہ بن یوسف سے انہوں نے ابو احمد بن عدی سے انہوں عبد اللہ بن محمد بن یوسف بن الحجاج سے انہوں نے سیف سے انہوں ہشام بن عروۃ سے نقل کیا کہ پیغمبر ﷺ پر رات کو سرمہ لگاتے تھے اور ہر مہینہ کو حجامت کرتے تھے اور ہر سال میں دوا پیتے تھے یہ حدیث صحیح نہیں ہے یہ محمد بن اخت سفیان طوری ہے جو حدیث جعل کرتے تھے اور اسی طرح ہفتہ اور بدھ کو حجامت کرنے سے منع کیا ہے بعض روایات میں منگل کو بھی حجامت کرنے سے منع کیا ہے۔

شعیب بن اسحاق بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن راشد الدمشقی الاموی مولی رملۃ بنت عثمان: شعیب کے نام سے تہذیب التہذیب جلد ۴، صفحہ ۳۰۴ سے ۳۱۴ تک بیس نام شعیب ہیں۔ یہ اپنے باپ اور ابو حنیفہ سے نقل کرتے تھے اور یہ ابوحنیفہ کے مذہب پر تھے ابن جریج والا وزاعی وسعید بن ابی عروبہ سے نقل کرتے تھے عبد یا اللہ بن عمرو ھشام بن عروہ وثوری وغیرہ سے بھی خود ان سے ان کے بیٹے عبدالرحمٰن ابن عبدالصمد بن شعیب وداود بن رشید حکم بن موسیٰ ابوالنضر الفرادیسی وعمرو ابن عون ابراہیم بن موسی الرازی واسحٰق بن راھویہ ہغیرہ ابوداود نے کہا کہ ثقہ ہے لیکن مذہب مرجی پر ہے۔ یہ سنہ ۱۸ میں پیدا ہوئے اور ۱۸۹ کو وفات پائی ان کا زھری سے نقل کرنے کا ذکر نہیں آیا ہے۔

شعیب بن ایوب بن زریق بن معید بن شیطاء:- بغداد میں سکونت کرتے تھے انہوں نے یحیٰ ابن سعید قطان سے ابی اسامہ سے عبداللہ بن نمیر سے معاویہ بن ھشام، زید بن الحباب وغیرہ سے نقل کیا ہے ابی حاتم نے ابی داؤد سے نقل کیا ہے کہ شعیب بن ایوب سے روایات نقل کرنے سے ڈرتے ہیں وہ حکومت کی طرف سے قاضی تھے بحند لیسابور، ابن حیان نے ثقہ کہا ہے اس نے سنہ ۲۶۱ کو وفات پائی۔

شعیب بن بیان بن زیاد بن میمون الصفار البصری القسملی:- انھوں نے عمران القطان سے، شعبہ سے، ابی ظلال سے سلام بن مسکین سے روایات نقل کی ہیں نسائی نے باب الصلاۃ میں ان سے ایک روایت نقل کی جوز جانی نے کہا ہے ان کی رویتیں منا کیر ہیں عقیلی نے کہا ہے ثقہ راویوں سے منکرِ روایات نقل کرتے ہیں انکی حدیثوں میں وہم ہے ابن حیان نے ان کو ثقہ میں نقل کیا۔

شعیب بن الحجات الازدی المعولی: انس، ابی عالیہ، ابراہیم نخعی ابی قلابہ وغیرہ سے نقل کرتے تھے احمد نسائی نے ثقہ کہا ہے یہ سنہ ۳۰ کو وفات پائی بعض نے ۱۳۱ کو کہا ہے

شعیب بن حرب المدائنی ابوزز صالح بغدادی: حریز بن عثمان، عکرمہ بن عمار، اسرائیل، ابان بن عبداللہ بجلی، صخر ابن جویریہ، مالک بن مغول، مسعر وجماعتہ سے نقل کرتے تھے ابن حصین نے ابو حاتم، نسائی، احمد ابن حنبل نے انکو ثقہ قرار دیا ہے ۱۹۷ ھ میں وفات پائی۔ لیکن ضعفاء بخاری نے ان کو منکر حدیث کہا مجہول ہے۔

شعیب بن ابی حمزہ: ان کو دینار اموی کہتے ہیں یہ زھری سے، عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی الحسین، ابی زناد، ابن منکدر، منافع ہشام بن عروہ وغیرہ سے نقل کرتے ہیں عجلی اور یعقوب شیبۃ، ابی حاتم، لسانی نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے علی ابن عیاش نے کہا ہے بڑے لوگوں میں تھے لیکن حدیث میں بخیل تھے ابوالیمان نے کہا کہ حدیث میں مشکل تھے یہ ۱۹۲ میں وفات پا گئے تھے خلیلی نے کہا یہ زہری کا کاتب ہے۔

سالم بن عبداللہ بن عمر ابن الخطاب العدوی، تہذیب التہذیب جلد ۳، صفحہ ۳۷۸: اپنے باپ عبداللہ بن عمر سے ابو ہریرہ سے ابی رافع سے ابو ایوب سے زید بن خطاب لبابہ وغیرہ سے نقل کرتے ہیں یہ سنہ ۱۰۶ کو وفات پا گئے تھے۔

ابو لیمان: جلد ۵ کتاب تہذیب التہذیب صفحہ ۶۵، عامر ابن عبداللہ بن لحی کنیت ابوالیمان بن ابی عامر الھوزنی، اپنے باپ اور ابی امامہ، کعب الاحبار، ابی راشد الحبرانی وغیرہ سے نقل کرتے ہیں خود ان سے صفوان ابن عمر نقل کرتے ہیں ابن حیان نے انکو ثقات میں گنا ہے

صاحب تہذیب لکھتے ہیں یہ سلمان وصفوان بن امیہ سے نقل کرتے ہیں ان سے ابوعبدالرحمٰن الحبلی نے نقل کیا ہے ابوالحسن ابن قطاں نے کہا ہے یہ مجہول الحال ہے اس کا حال مصروف نہیں ہے۔

بخاری نے ابوالیمان سے کس طرح نقل کیا، بخاری تو تین سوصدی میں تھے یہ عبداللہ الحی تو حضرت عمر کے زمانہ میں تھا تو اس کا بیٹا اس زمانے میں تھا۔

نوٹ: اس پر بعد میں دیکھیں گے تحقیق کریں گے

اگلی روایت جو عید کے متعلق ہے اس میں تزئین کا ذکر ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تزئین وہ کرتے ہیں جس کے لیے آخرت میں کوئی نصیب نہ ہوتو اگر یہ روایت صحیح ثابت ہو جائے تو اس میں عید کے نام تزئین صحیح نہیں ہے پیغمبر ﷺ نے فرمایا کہ اس کو بیچو اپنی حاجت کو پورا کرو۔

کتاب تہذیب التہذیب جلد ۱، صفحہ ۵۶: احمد ابن عیسیٰ بن حسان مصری کنیت اب عبداللہ عسکری معروف تستری ابن وھب سے مفضل ابن فضالہ سے ضمام بن اسماعیل وغیرہ سے نقل کرتے ہیں ان سے خمسق، ابوزرعہ، ابوحاتم وغیرہ نقل کرتے ہیں ابوداوٗد نے کہا ہے ابن معین قسم کھاتے تھے احمد ابن عیسیٰ چھوٹا ہے ابوحاتم نے کہا کہ ان کے بارے میں لوگ چہ مگوئیاں کرتے ہیں میں نے سنا کہ وہ مصر میں آکر ابن وھب کی کتابیں، مفضل ابن فضالہ کی کتابیں خریدی ہیں پھر بغداد میں آیا ہے۔ میں نے پوچھا کہ ابن مفضل سے نقل کرتے ہو تو کہاں ہاں اور پھر اس نے انکار کیا روایت ابن وھب سے اور روایت مفضل سے ساتھ نہیں چلتا سعید ابن بردعی نے کہا ہے کہ ابوزرعہ نے مسلم پر اعتراض کیا ہے کہ اس نے اپنی کتاب صحیح میں احمد بن عیسیٰ سے روایت نقل کی ہے سعید نے کہا ہے اہل مصران سے شکایت کرتے تھے ان کی زبان سے کہ جھوٹ بولتے تھے نسائی نے کہا کہ ۲۴۳ھ کو وفات پائی بعض نے ان کی توثیق کی ہے اور بعض نے اشکال قرار دیا ہے اس کا مطلب یہ شخص مشکوک متردد ہوگا قابل عمل نہیں ہوگا۔

وہب بن جابر خیوانی: کتاب تہذیب التہذیب جلد ۱۱، صفحہ ۱۴۱، یہ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے نقل کرتے ہیں کہ ان سے بیت المقدس میں ملاقات ہوئی ابن معین نے ان کو ثقہ کہا ہے عجلی نے بھی ثقہ کہا ہے ابن البراء نے علی ابن مدینی سے کہا کہ وہ مجہول الحال ہے اس عبداللہ بن عمر بن عاص سے قصہ یاجوج و ماجوج سنا ہے انسان کے گناہ کے لیے کافی ہے کہ وہ اپنا اوقات ضائع کرے سوائے ان دونوں کے کوئی اور نہیں سنا ہے ان سے نسائی نے کہا ہے کہ مجہول ہے اس کی کتاب میں صرف دو احادیث نقل ہوئی ہیں۔

کتاب تہذیب التہذیب جلد ۸، صفحہ ۳: عمرو کے نام سے اس میں بہت سے نام ہیں بخاری نے ابن کا نام نہیں لیا باپ کا نام نہیں لیا جسے یہ ایک قسم کی تدلیس کہتے ہیں کہ اس کو کونسا عمرو گنا جائے۔ ایک عمرو ہے ابن ابان بن عثمان بن عفان خلیفہ سوئم کے پوتے ہیں انہوں نے جابر ابن عبداللہ سے ابی غطفان بن طریف المری سے نقل کیا ہے ان سے زہری عبداللہ بن علی بن ابی رافع الملقب عبادل نے نقل کیا ہے

زبیر بن بغداد نے ان کو اولادِابان میں گنا ہے ابوداوٗد نے ان کے لیے صرف ایک حدیث نقل کی ہے اور کہا ہے مجھے پتہ نہیں ہے کہ اس نے جابر سے سنا ہے یا نہیں۔

محمد بن عبدالرحمٰن: جلد۹صفحہ۲۷۶، یہ سلیمان بن بریدہ سے وہ اپنے باپ سے ایک حدیث نقل کی ہے ان سے ولید نے نقل کیا ہے معلوم نہیں کہ یہ محمد بن عبدالرحمٰن قشیری ہے جو بیت المقدس میں ہوتے تھے ابن عدی نے کہا ہے یہ مشائخ مجھول منکر الحدیث میں سے ہیں ابوحاتم نے ان کو متروک الحدیث قرار دیا کہ یہ جھوت بولتے تھے اس نے ہشام سے انہوں اپنے باپ سے انہوں نے عائشہ سے، ناک میں بال اگنے کی حدیث نقل کی ہے وہ منکر الحدیث ہیں اس کا کوئی بنیاد نہیں اس کے پیچھے نہیں جا سکتے وہ مجھول النقل ہے متروک الحدیث ہے پتہ نہیں ہے کہ یہ کیسا آدمی ہے۔

عروۃ بن الزبیر بن عوام بن خویلد: کتاب تہذیب جلد۷، صفحہ۱۶۳، یہ اپنے باپ، اپنے بھائی، اپنی ماں، اپنی خالہ، علی ابن ابی طالب سعید ابن زید سے نقل کیا ہے یہ طبقہ دوم مین تابعین میں شامل ہیں ثقہ ہے کثیر الحدیث ہے اپنے دوور کے فقیہ ہیں۔

خودساختگان احادیث:- کتاب المصنوع فی معرفۃ الحدیث موضوع تالیف علی قاری الہروی المکی متوفی ۱۰۱۴ھ، حضرت علیؑ کی وصیت کے بارے میں صغانی نے لکھا ہے اپنی کتاب رسالۃ الموضات صفہ۲ پر کہ جتنی بھی نبی کریم ﷺ کی طرف سے حضرت علیؑ کی وصیت کے بارے میں روایات ہیں یہ سب خودساختہ ہیں جسے حماد ابن عمر والنصی نے گھڑی ہیں حماد نے عمر نصی کے بارے میں حافظ ذہبی نے میزان اعتدال جلد۱صفحہ۵۹۸ پر لکھی ہیں ابن حیان نے کہا ہے وہ حدیث جعل کرتے تھے حافظ ابن حجر نے لسان المیزان جلد۲صفحہ۳۵۱ پر لکھا یحیٰی ابن معین نے لکھا ہے وہ حدیث جعل کرنے والے جھوٹے اور معروف شخص ہیں حماد ابن عمرو نے ابوسعید نقاش سے کہا ہے کہ یہ ذقہ لوگوں سے حدیث جعل کرتے تھے ان کی وضع کردہ احادیث میں سے حضرت علیؑ وصی پیغمبر ﷺ کے ہونے کے بارے میں روایات ہیں حماد کے بارے میں اللہ اللآ لی المصنوعہ جلد۲صفحہ۳۷۴ پر آیا ہے وہ حدیث متصوفۃ صوفی کھانا کھانے سے پہلے کے لیے گھڑی ہے پیغمبر ﷺ نے فرمایا اے علی اگر کھانا کھانا شروع کریں تو ابتداء نمک سے کریں اور اختتام بھی نمک پر کریں تحقیق نمک جو ہے ستر مرض کی شفاء ہے خاص کر کے دیوانگی، جزام برص دانتوں کا درد گلے کا درد پیٹ درد کے لیے ابن جوزی جلد دوم صفحہ۲۸۹ اور اللآلی جلد دوم صفحہ۲۱۱ میں اس حدیث کو خودساختہ کہا ہے ان میں سے ایک عبداللہ بن زیاد سمعان ہیں۔

صفانی نے کہا ہے صفحہ۲۳۸ پر حدیث نمبر۴۳۹ پر کہ کتاب فضل العلماء جعلی حدیث کے بارے میں یا فضائل العلماء جس کو شرف الدین البلخی نے لکھا ہے احادیث موضوعہ میں سے ایک ابن ابی دنیا ہے جس نے حدیث گھڑی ہیں ابن ابی دنیا کے بارے میں حافظ ذہبی نے نظام اعتدال جلد۳صفحہ۳۳ اور جلد۴ میں صفحہ۵۲۲ تذکرۃ الحفاظ جلد۳، صفحہ۸۳۱ پر لکھا ہے ابن دنیا کا نام ابوعمرو بلوی مفربی ہے ان کا نام عثمان ابن خطاب ہے کنیت الوالدنیا الاشج ہے اس کو ابن ابی دنیا بھی کہتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ اسکو ابن ابی دنیا جو ہے اباالحسن علی بن عثمان بلوی

ہے یہ جھوٹے ہیں تین سو سال کے بعد مرے ہیں ایسی باتیں ان نے نقل کیں ہیں علی کے بارے میں جس سے وہ شرمندہ ہوئے ہیں یہ ۳۲۷ھ کو وفات پائے وہ کہتے ہیں کہ میں خلافت صدیق میں پیدا ہوا حضرت علی کے اونٹ کے لگام کو پکڑتے تھے جنگ صفین میں اس سلسلے میں ایک قصہ ذکر کرتے ہیں حافظ ابن حجر نے لسان المیزان جلد۴ صفحہ ۱۳۴ اور ۱۴۰ پر ذکر کرتے ہیں کہ اس نے کہا ہے میرا مولا علی نے اس کو ابن دنیا کہا ہے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ میری عمر طویل ہوگی حضرت نے ان سے کہا کہ تم عمر طویل گزارنے والے ہو اب دنیا ہو یعنی دنیا کے باپ ہو یہ کذاب بابۃ رتن میں دجال ہے ان کے ساتھ جعفر بن نطور ہے خراش ہے ربیع بن محمود المارد ینی ہے۔

کتاب کے صفحہ ۲۴۰ پر حدیث خود ساختہ مین ابن نسطور رومی کی حدیث ہے ابن نسور یہ جعفر ابن نسور ہے اس کو نسور رومی بھی کہتے ہیں حافظ ذہبی نے المیز ان دلد جلد۱ صفحہ ۴۱۹ اور جلد۴ صفحہ ۲۴۹ پر ذکر کیا ہے کہ اس کا نام کتب الضعفاء دینی ہے یہ اپنے جھوٹ کی وجہ سے اتنا گرا ہوا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں جنگ تبوک میں پیغمبرﷺ کے ساتھ تھا آپ کے ہاتھ سے لاٹھی گر گئی تو میں تو گھوڑے سے اترا اس کو اٹھا کر آپ کو دیا تو حضرت نے فرمایا خدا تمہاری عمر میں طول دیدے تو پیغمبرﷺ کی دعا کہ وجہ سے میں نے تین سو سال عمر کی ہے دعا سے پہلے میری عمر تیس سال تھی جو احادیث اس سے منسوب ہیں وہ ظلمت ہیں جھوٹ ہیں جو متن ان سے منسوب ہیں وہ باطل ہیں وہ دجال ہیں اسکا کوئی وجود نہیں ہے۔

محمد بن عبد الرحیم بن ابی زہیر العدوی: کتاب تہذیب التہذیب جلد۹ صفحہ ۲۷۷، اس نے ابی احمد زبیری و یونس انب محمد المؤدب و یعقوب بن ابراہیم بن سعد و یزید ابن ہارون ابی سلمہ خزاعی حجاج ابن محمد، حسین مروزی شابۃ یحیٰی ابن اسحاق، زکریا بن عدی، معلیٰ بن منصور رازی ابی معمر ہزلی، ابوداؤد ترمزی نسائی وغیرہ نے نقل کیں ہیں ابی حاتم نے کہا ہے کہ صدوق ہے عبد اللہ بن احمد اور نسائی نے کہا کہ ثقہ ہے احمد ابن صاعد نے کہا ہے ثقہ ہے ان عقدہ نے نصر بن احمد الکندی سے کہا ہے کہ اصحاب حدیث مامون ہے خطیب نے کہا ہے متقن وضابط ہے عالم و حافظ ہے عبد الرحیم بزاز مولی آل عم ثقہ ہے ۱۸۵ھ کو پیدا ہوئے اور شعبان ۲۵۵ھ کو وفات پائی ہے سب نے کہا کہ یہ ثقہ ہے کتاب تہذیب التہذیب جلد۴ صفحہ ۳۶ رجال نمبر ۶۵

سعید بن سلیمان ربعی: اس کو سلمان بھی کہتے ہیں یہ یزید بن نعامہ ضبی سے نقل کرتے ہیں اور خود ان عمران بن مسلم القصیر نقل کرتے ہیں ابن حبان نے ثقات میں ترمذی سے ایک حدیث نقل کی ہے اس کے بارے میں نہ توثیق کی ہے نہ جرح کی ہے یہ راوی مہمل ہے

تہذیب جلد۴، صفحہ ۲۲۸ رجال نمبر ۴۵۸

یہ ابی جری ھجیمی سے نقل کرتے ہیں خود ان سے عبد الملک بن حسن جاری الاحول سے ابن حبان نے اس کو اپنے ثقات میں ذکر کیا ہے یہ بھی مہمل ہے

عبید اللہ بن ابی بکر بن انس بن مالک ابو معاذ الانصاری: جلد۷ صفحہ ۵ رجال نمبر ۸ کتاب تہذیب التہذیب، اس نے اپنے جد سے اور اپنے

باپ سے روایت نقل کی ہیں خود ان بکر بن ابی بکر بن انس حماد ان وشداد بن سعید وشصہ وعتبہ بن حمید الضبي ومبارک بن فضالہ وہیثم ومحمد ابن عبدالعزیز راسبی وغیرہ نے نقل کیا احمد اور ابن معین، ابوداؤد نسائی نے کہا کہ ثقہ ہے اب حاتم صالح وغیرہ نے کہا اپنے ثقات میں نقل کیا ہے۔

ابوالعالیہ: تہذیب جلد۳ صفحہ ۲۴۶ رجال نمبر ۵۳۹، رفیع بن مہران ابوالعالیہ الریاحی بصری: یہ اسلام لانے سے پہلے تھے پیغمبر ﷺ کی وفات کے بعد مسلمان ہوئے دوسال بعد ابی بکر کے پاس آئے ان کے پیچھے نماز پڑھی علی سے ابن مسعود سے، ابی موسیٰ، ابی ایوب، ابی بن کعب، ثوبان، حذیفہ، ابن عباس، ابن عمر، رافع بن خدیج، ابی سعید ابی ہریرہ، ابی بردہ، عائشہ، انس ابی ذر وغیرہ سے مسلم جذامی، خالد الحذاء، ابی ہند سے نقل کیں ہیں

ان سے خالد الحذا، داؤد اب ہند، محمد ابن سیرین یوسف بن عبداللہ بن حارث، حفصہ بن سیرین، ربیع بن انس، بکر مدنی ثابت نبانی نے نقل کیا ابوحاتم نے کہا ہے کہ یہ ثقہ ہے اللا اکائی نے کہا ان کی فقہ پر اتفاق ہے علم وفضل ودرستگی حدیث پر وہ ۹۰ھ کو بعض نے ۹۳ھ اور بعض نے ۱۰۶ھ کا لکھا ہے کہ آپ نے وفات پائی انہوں نے عطا سے لیا اس کا ذکر نہیں ملتا ہے۔

عطا بن یسار: تہذیب جلد۷، صفحہ ۱۹۴، رجال ۴۰۰ عطا بن یسار ہلالی کنیت ابومحمد مدنی، زوجہ رسول میمونہ کی موالی ہیں سلیمان، عبدالملک، عبداللہ بن یسار، کے بھائی ہیں معاذ ابن جبل سے روایت نقل ہے بعض نے اس پر اشکال کیا ہے ابی ذر، ابی دردہ، عبادہ بن صامت، زید بن ثابت، معاویہ بن حکم، سلمہ ابی ایوب، ابی قتادہ، واقد اللیثی، ابی ہریرہ، زید بن خالد جہنی، عبداللہ بن عمرو، عبداللہ بن عباس ابی رافع مولا نبی، عائشہ، ابی عبداللہ الضابحی، عامر بن سعد بن ابی وقاص، یہ ایک ۱۰۳ھ یا ۱۰۴ھ میں وفات پائی۔

محمد ابن سیرین: تہذیب جلد۹ صفحہ ۱۹۰، رجال نمبر ۳۳۸، انس بن مالک سے، زید ابن ثابت سے، حسن ابن علی ابن ابی طالب، جندب ابن عبداللہ بجلی، حذیفہ بن یمان، رافع بن خدیجہ، سلمان ابن عامر، سمرۃ ابن جندب ابن عمرو، ابن عباس، عباس بن ابی وقاص، عمران ابن حصین، کعب بن عجرہ، ابن معاویہ بن ابی دردہ، ابی سعید، ابی قطادہ، ابی ہریرہ، ابی بکر ثقفی، عائشہ ام المومنین، ام عطیہ، حمید بن عبدالرحمٰن ہریری، عبداللہ بن شفیق، عبدالرحمٰن ابی بکر، عبید سلمانی، عبدالرحمٰن بن بشر بن مسعود، قیس بن عباد، کثیر بن افلح، عمر ابن وہب، مسلم بن یسار، یونس بن جبیر، ابی ملہب جرمی، ان کے بھائی معبد، یحیٰ حفصہ، یحییٰ ابن اسحاق الحضرمی، خالد الحذا اور دیگر تابعین سے نقل کیا ہے خود ان سے شعبی، ثابت، خالد الحذا، داؤد بن ابی ہند، ابن عون، یونس بن عبید، جریر بن حازم، ایوب، اشعت بن عبدالملک، حبیب بن ابن شہید، عاصم الاحول، عوف الاعرابی، قتادہ سلیمان نے ان سے نقل کیا ہے۔ احمد نے ابوطالب نے احمد سے نقل کیا ہے کہ ثقہ ہے ابن معین نے ان کو ثقہ گردانا ہے۔ ابن معین نے ابن عمر سے حدیث نقل کی ہے سب سے زیادہ شریح سے عبیدہ سے زیادہ روایات نقل کی ہیں ابن مدینی نے کہا کہ اصحاب ابی ہریرہ چھ ہیں ابن مسیّب، ابوسلمہ، اعرج، ابوصالح، ابن سیرین وطاؤس، ابن عون نے کہا کہ دنیا میں تین ان جیسی ہستیاں

کبھی بھی نہیں دیکھیں عراق میں محمد ابن سیرین، حجاز میں قاسم بن محمد، شام میں رجاء بن حیوۃ، ان میں محمد جیسے نہیں تھے۔ وہ ۹ شوال ۱۱۰ھ کو وفات پائی، ان کی عمر ۷۷ سال تھی۔ یہ کاتب انس بن مالک تھے فارس میں، تمام خواب کی کہانیاں ان سے نقل ہیں ہر چیز کا ایک معیار ہے جیسے نہ زہد سے دین بنتا ہے نہ جھوٹ سے صرف عالم ہو فقہی ہو زاہد ہو اور ان سے مسلمہ چیزیں وہ لیں گے، تمام خواب محمد بن سیرین سے منسوب ہیں ان روایات کو دیکھنا پڑے گا کہ ان سے غلط نسبت ہے یا اگر یہ خواب کی روایات صحیح ہیں تو ان کے بارے میں سوال ہوگا کہ انہوں نے تعبیریں خواب کی ہیں اس کی کیا بنیاد ہے کیا فارمولا ہے اس کو سیکھنے کا کیا فارمولا ہے

یحییٰ بن محمد بن سکن بن حبیب قریشی کنیت ابوعبیداللہ، جلد ۱۱ صفحہ ۲۳۹، رجال نمبر ۴۴۵ کتاب تہذیب: معاذ ابن ہشام سے، ابوغسان یحییٰ بن کثیر العنبر ی سے، محمد ابن جہضم، حیان ابن ہلال روح بن عبادہ، ابی داؤد الطیالسی، عبدالصمد بن عبدالوارث، ابی علی حنفی، بدل بن المحبر سے نقل کیا ہے خود ان سے بخاری، ابوداؤد نسائی، ابوبکر ابن ابی عاصم، بزاز، معمری، ابن بجیر، ابن خزیمہ، محمد ابن عباس بن ایوب اخرام وابن ابی دنیاء وابن ابی داؤد وابن صاعد وابن عبداللہ، محمد بن صالح ابو عروبۃ وغیرہ نے نقل کیں ہیں۔

نسائی نے کہ عیب نہیں ہونگے دوسری جگہ کہا کہ ثقہ ہے صالح بن محمد لا بحث ہے ابن حیان نے اس کو ثقہ میں ذکر کیا ہے مسلمہ نے کہا کہ صدوق ہے لیکن آئمہ روایات نے کہا کہ منکیر ہے۔

کتاب ضعیف السنن الترمذی: تالیف محمد ناصرالدین البانی صفحہ ۷۷، اس میں حدیث نمبر ۱۰۸۔ ۶۷۷ میں عقبۃ بن مکرم البصر ی سے نقل ہے سالم بن نوح سے انہوں جریج سے انہوں عمرو ابن شعیب سے انہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ پیغمبر ﷺ نے مکہ کی گلیوں میں منادی بھیجا کہ صدقہ فطرہ واجب ہے۔

''الا ان صدقۃ الفطر واجبۃ علی کل مسلم ذکرا اوانثی حرا وعبدٍ'' ''صغیرا وکبیر، مدان من قمح اوسواہ، صاع من طعام'' صدقہ فطرہ واجب ہے ہر مسلمان پر مذکر ہو مئونث، حر ہو یا عبد، صغیر ہو کبیر، گندم کا دو مد اور کوئی ایک صاع کا نادے دے لکھتے ہیں یہ حدیث ضعیف السند ہے۔

کتاب الائمہ العلماء: صفحہ ۳۳۱ تالیف محمد بن ہبیرۃ الشیبانی اس میں آیا کہ قربانی عام شہروں میں مشروع ہے اصل شرع سے پھر اختلاف ہوا ہے ابوحنیفہ نے کہا مسلمان جو شہروں میں جو مقیم ہیں یہ نصاب، مالک نصاب ہیں، وہ اس پر واجب ہیں کہ قربانی کریں مالک نہ کہا یہ مستند ہے لیکن واجب نہیں ہے شافعی اور احمد نے کہا کہ یہ مستحب ہے یہ کونسی واجب ہے؟ دین محمد کل روئے زمین پر بسنے والے تمام افراد وافکار کے لیے اس کے حلال، حرام، واجب مستحب تمام پر یکساں ہے تو یہ اس علاقے ایریا والوں پر واجب ہے جو ابوحنیفہ کی تقلید میں ہیں دیگر اماموں کی تقلید میں جو ہیں ان پر واجب نہیں ہے تو یہ شریعت کیوں محدود ہوا ہے ایک دنیا جو ابوحنیفہ کو نہ ماننے والے ہوں وہ اس سے بری ہو اور باقی اگر واجب ہو کر نہ کریں تو ماخوذ ہوں اسکا کیا جواز بنتا ہے اب آجاتے ہیں فطرہ پر

فطرہ ایک مالی ٹیکس ہے جو حکومت لیتی ہے حکومت عہد کرتی ہے تو نظام جو ہے نظام احسن وہ نظام ہے کہ جو ایک قسم کی ٹیکس پر سب کو چلانے

پر، آئے دن جو ٹیکس بڑھانا اس بات کی دلیل ہے اس نظام میں خلل ہے ضروریات کو وقت حالات کو احاطہ نہیں کر سکتے اس وجہ سے وہ مجبور ہوتے ہیں وقت وحالات کے تحت نئے ذرائع ومالیات عائد کریں دین اسلام ایک دین جامع ہے کامل ہے تمام ہے وہ اللہ کا دین ہے وہ ایک ٹیکس رکھتا ہے فرمایا ہے فی اموالکم حق السائل والمحر وم، تمھارے مال میں سائل ومحروم کا حصہ ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے ایک زکوٰۃ مقرر کی ہے اب یہ زکوۃ فطرہ ہے ہر جگہ زکوۃ آیا ہے تو یہ فطرہ کی زکوۃ کہاں آئی ہے اسکا ذکر قرآں میں کس جگہ پر ہے مالیات نظام صالح میں مالیات لینے والا ہوتا ہے تقسیم کرنے کا بھی حکومت کا کام ہے۔ لیتی بھی وہ ہے تقسیم بھی وہ کرتے ہیں عام فرد کا کام نہیں ہے عام فرد نہ دینے کے لیے تیار ہوتا ہے نا اس کو خرچ کرنا آتا ہے اس کو پتہ نہیں چلتا ہے کہ کہاں خرچ کرنا ہے یہی وجہ ہے اس وقت مسلمانوں کی زکوۃ جو عوام الناس از خود کرتے ہیں جو بینکوں سے حکومت لیتی ہے وہ تو اللہ جانتا ہے کس کس الحادو بے دینی میں خرچ ہوتا ہے کن لادین تنظیموں کے ہاتھ جاتا ہے لیکن جو عوام خود دیتی ہے کدھر دیتی ہے یہ جو زکوۃ ہے سلام ومسلیمین کی بھلائی کے لئے احتیاجوں کو پورا کرنے کے لیے ان کا پتا نہیں ہے کہ کہاں نیاز ہے اور کہاں نیاز نہیں ہے ان کا خرچ غلط راستوں پر غلط جگھوں پر جا رہا ہے تو فطرہ جو ہے صدر اسلام میں زکوۃ جمع کرنے والوں کا ذکر آتا ہے فطرہ کا ذکر کہیں آتا ہی نہیں، یہ بھی ذکر کسی جگہ نہیں کہ حنیفہ کے پاس کتنا فطرہ جمع ہوا تو اس حوالے سے بھی یہ مشکوک ہے اس حوالے سے ہمارے پاس جو چیز، عیدین کے نام سے ہے اس میں نماز ہو فطرہ قربانی ہو، خوشی کرنے کا ذکر ہو یہ سب مشکوک ہیں تاہم تحقیق ہر ایک کا فرض ہے ذمہ داری ہے اس کا دین ہے ایک دوسرے کی رہنمائی کریں دلائل ہیں تو صفحہ قرطاس پر لائے یہ کوئی دلیل نہیں کہ ایک فتویٰ پوری شریعت پر اور وہ بھی دوسوصدی کے مجتہد پر آ کے رک جائے یہ علم رجال کس لیے بنا ہے اگر اس تحقیق کرنے کی اجازت نہ ہو تو۔

محمد بن جہضم بن عبداللہ ثقفی کنیت ابوجعفر بصری اصل خراسان، تہذیب التہذیب جلد ۹ صفحہ ۸۷ رجال نمبر ۱۳۲، اسماعیل ابن جعفر مدنی سے، محمد بن طلحہ بن مصرف سے، ابن عیینۃ، ابی معشر مدنی، ہذیل بن بلال، یزید ابن عطاء واسطی سے نقل کرتے ہیں خود ان سے اسحاق ابن منصور کوسج یحییٰ بن محمد بن سکن عبدالقدوس بن محمد الحجابی سے، ابراہیم بن سمتر عروقی سے عباس بن عبدالعظیم العنبر ی سے ابوامیہ طرسوی سے نقل کرتے ہیں اب زرعہ نے کہا صدوق ہے اشکال نہیں ابن حیان نے اپنی ثقات میں نقل کیا ہے

عدالتِ صحابہ یا ضلاعت اسلام: جس طرح اہل تشیع نے محبت اہلبیت کے یا دفاع از اہل بیت کے نام سے خانہ اہل بیت میں افسانے، کہانیاں، الحادیاں، فسطا ازم دنیا کا ہر کچرام کبارا، پھینکا ہے تاکہ معاشرے شیعہ اسلام کو ناپید پیش کر کے یا سنیت کی ضد میں دامن آغوش و کفر الحاد میں پناہ لینے کی جواز بنایا ہے اس طرح بعض اہل سنت نے عدالت صحابہ کے نام سے اسلام پر وہ مظلم ڈھائے ہیں جو دس سال کی مزاحمت مشرکین سے کم نہیں ہیں دس سال کی مزاحمت مشرکین آخر میں ناکام ہو کر پرچم اسلام تلے خاضع وخاشع ہو گئے تھے جب سے عدالت صحابہ سے شعار اٹھانے والوں نے اس چھتری کے نیچے میں وضع حدیث کے لیے دروازے کھولے ہیں۔ صوفیوں، پیروں کی پناہ

گاہ بنے اس وقت سے اسلام زمین گیر ہوا اور وہ اپاہج ہو گیا ہے اور اٹھ نہیں سکا اور نہ اٹھ سکنے کی کوئی امید کی جاسکتی ہے عدالت صحابہ کو قرآن اور سنتِ محمد م مقائیں، موازین انسانی عقل سے تولا جائے تو وہ کسی بھی ترازو سے صحیح نکلنا ناممکن ہے صحابہ کی جو شرافت ہے، جو فضیلت ہے وہ اس رسول کریم ﷺ کے سایہ رسالت میں پناہ ہونے کی شرف وافتخار کی وجہ سے ملی ہے یہ اس رسول کو خود نے کہا ہے کہ ہم تم جیسے بشر ہیں مشرکین نے کہا ہے آپ بشر ہیں اللہ نے بھی کہا ہے کہ خود کہو کہ میں بشر ہوں، خدا، رسول، مشرکین، دشمن، سب نے کہا ہے کہ یہ بشر ہے اسکا مطلب یہ ہے بشری تقاضے، خواہشات، تمنلات، اعتماد، بھروسہ ان پر حاکم ہے غصہ، ناراضگی ان پر حاکم ہے چنانچہ پیغمبر ﷺ بہت سی جگہ پر اپنے میل، رجحان، حسن ظن کی بنیاد پر آگے لکیر سے نکلے تھے اللہ نے انہیں واپس لایا کہ یہ جو آپ آگے جارہے ہیں وہ غلط ہے اس کے لیے قرآن کی مندرجہ ذیل آتا شاید وگواہ وصدق ہیں یہ آیات اپنی جگہ محکم ہیں جس نبی کو جس پر یہ اسلام لائے ہیں وہ قرآن جو نبی کی نبوت کی سند ہے اس نے پیغمبر ﷺ کے اشتباہات کو برملا اپنی کتاب میں پیش کیا ہے وہ کونسے بے وقوف ہیں اور کونسے احمق ونادان ہیں کونسے دشمن نادان ہیں کو کہے محمد ﷺ سے ہم بہتر ہیں محمد ﷺ غلطی کر سکتے ہیں تو ہم نہیں کر سکتے یہ وہی منطق ہے جو صوفیاء واوصیاء ہے جو کہتے ہیں کہ محمد سے ہم افضل ہیں محمد ﷺ سے ہم برتر ہیں محمد ﷺ سے ہم آگے ہیں صحابہ کرام میں سوائے چند ﷺ ات محدود جنہوں نے آغاز دعوت محمد ﷺ سے لے کر آپکی وفات کے بعد اپنے اقتدار کے دوران بھی ہٰس وخواہشات دنیا کے چشم انداز کر کے اس دین کی خدمت کی ہے او ملت کے ساتھ عقل اور انصاف کا رور کھ کر چہرہ درخشاں تابناک بے عیب سے اس دنیا سے رخصت ہوئے ہیں اگر چہ یہ صحابہ بعض لوگوں کے بعض فرقے کے لیے خارِچشم بنے ہیں لیکن ہمیں ان کے وجود کے صفات پر بھی قابل اعتماد، اعتبار داغ سیاہ نظر نہیں آی ان کے علاوہ دیگر مجموعی صحابہ پیغمبر ﷺ کے دور سے لیکر آخری صحابہ کے دنیا سے رخصت ہونے تک اصحاب میں اشتباہات، غلطیاں، کوتاہیاں، خواہشات، میل، جھکاؤ یہ مثال فروا ملتی ہے ایک دو نہیں عدد صحابہ میں ملتے ہیں اللہ انکو بخش دے اس میں کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہیے اللہ ان کو بخش دے لہذا ہم سب صحابہ کے حق میں نہیں ہیں

خاص طور پر نام لے کر اصحاب پر لعن کرنا اس کی اجازت قرآن وسنت میں نہیں ملتی لیکن وہ غلطیوں سے اشتباہات سے مبرا انکار کردار وگفتار مثل رسول جیسا تھا یہ عقیدہ اسلام کے ساتھ خیانت ہے اسلام کے ساتھ جنایت ہے اسلام کو فسطارازم بنانے کی حزیمت ہے آئے دیکھتے ہیں۔ دور رسالت میں اصحاب کا ایک گروہ پیغمبر ﷺ کے ساتھ ظاہر و باطن کر رہے تھے ظاہر میں مومن اندر سے نفاق رکھتے تھے قرآن کریم نے خود ان کے اندر کو فاش کیا اس کی مثال خود آپ قرآن کریم کی آیات میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

۱۔ انہوں نے جنگ تبوک مین شرکت کرنے سے معذرت کی اجازت لی درحقیقت وہ جہاد شرکت کرنے سے گریز کرنا چاہتے تھے۔ سورۃ توبہ۔

۲۔ اللہ نے نبی ﷺ کو خبر دی کہ آپ نے انکو اجازت کیوں دی۔

۳۔اللہ خود نہیں چاہتا تھا یہ لوگ اس جنگ میں شرکت کریں اس طرح منافقین سے حرکات وسکنات کو سورۃ برئات،سورۃ منافقین،سورۃ احزاب،سورۃ نساء،انفال،حشر،بقرہ میں اللہ نے بیان کیا ہے۔

۴۔سورۃ جمعہ میں واضح انداز ے میں آخری آیت میں اایا ہے یہ اصحاب آپکو جمعہ کا خطبہ دیتے وقت تنہا چھوڑ کر باہر نکل گئے تھے۔

۵۔ایک صحابی نے ابولبابہ نامی صحابی نے بنی نظیر میں آپ نے ان کے فیصلے کو تسلیم کر کے ان سے مذاکرات کے لیے بھیجا تھا انہوں نے اپنے ہاتھوں کی اشارے سے آپکی نیات سے ان کو آگاہ کیا ابولبابہ نے پیغمبرﷺ کے حیات میں پیغمبرﷺ کی نمائندگی کر کے نمائندگی میں آپ سے خیانت کی جس کا بعد میں ان کو پشیمان ہو گیا بات یہ کہ وہ غلطیاں کرتے ہیں۔

۶۔فتح مکہ کے موقع پر حاطب بن ابی بلتاء جو ابتدائے دعوت میں آپکی دعوت قبول کرنے والے جنگ بدر و احد میں آپکے ممتاز نیک صحابی تھے۔فتح مکہ کے موقع پر آپ کے اصرار جنگی کو ایک کے ذریعے اہل مکہ کو بھیجی اگر وحی الہیٰ نہ ہوتے تو فتح مکہ ممکن نہ ہوتا مشرکین آپ سے پہلے تیاری کرتے وہی نے بچایا کیا یہ خیانت نہیں کی ہے۔

۷۔عثمان نے ان افراد کو اعلی پوسٹوں پر لائے ہم نہیں کہتے ہیں کہ اقربا پروری کی ہے اس کو اقربا پروری نہیں کہتے ہیں منصب دینا لائق و قابل کو دینا ہوتا ہے اسلام میں لائق و قابل کا ایک عنصر حسن سابقہ ہے ولید اور عبداللہ اور مروان جیسے افراد سابقہ سوء رکھتے تھے ان کو اپ نے اپنی مرضی سے اہم منصب پر لگایا یہ اا پکی غلطیوں میں سے ہے جسے ہم تو چھوڑیں خود اصحاب نے برداشت نہیں کیا طلحہ وزبیر کو عمر نے روک کر رکھا تھا کہ اپ لوگ مدینہ سے باہر جاؤں گے تو لوگ اصحاب پیغمبرﷺ کی وجہ سے تمھاری عزت کریں گے تمہارے ہاتھ جو میں گے تو ملت کے لیے فساد ہوگا اور آپ قابو میں نہیں رہیں گے لیکن دونوں آپکی وفات کے بعد گئے طلحہ مصر میں گیا زبیر بصرہ میں گئے دونوں نے اپنے لیے حلقہ بنایا جائیداد بنائی یہ دونوں نے عمر کی شوریٰ نے طلحہ نے عثمان کے ہاتھ دست برداری کی تھی زبیر نے علیؑ کے ہاتھوں دست برداری کی تھی کیسا ہوا کہ آپ خود امیدوار خلیفہ بنیں آخر میں دونوں قتل ہوئے عثمان کو میدان میں دونوں چھوڑ کر نکل گئے زبیر کو خلیفہ مسلمیں مروان نے مارا چلو اللہ بخش دے اللہ کسی کو بخش دیں تو اللہ پر کسی کو اعتراض نہیں ہے خدا راضی ہو جائے تو لیکن یہ حکم کہا سے آیا ہے کہ ہم ہر ایک کے نام رضی اللہ عنہ کہیں

۸۔ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب پیغمبرﷺ کے چچا اد بھائی،ہم عمر برادر رضاعی بیس سال تک جنگوں میں پیغمبرﷺ کے خلاف تلوار اور زبان دونوں سے بڑے فتح مکہ کے موقع پر حالت مجبوری میں نہ چاہتے ہوئے جان بچانے کے لیے پیغمبرﷺ کے سامنے تسلیم ہوا پیغمبرﷺ نے ان کو مسترد کیا ام سلمہ کی سفارش پر آپ نے قبول کیا اب اس کو مبشرہ جنت کہیں اس سے کیا پتہ چلتا ہے؟

۹۔عمر ابن عاص کی سابقہ سب کو واضح ہے وہ حبش میں مہاجرین کو واپس مکہ لانے کے لیے گئے تھے بعد میں آگئے میدان میں جنگجو تھے آپ نے کسی جگہ بھیج دیا ابوبکر نے بھیج دیا۔جنگ لڑی جنگی مہارت رکھتے تھے لیکن عثمان کے قتل میں یہ ملوث تھے سازش میں شریک تھے تو نظر آتا

ہے جو جو بھی اسلام کے خلاف اسکی حرکات، سازش سخت ہو آپ اس پر زیادہ رضی اللہ عنہ پڑھتے ہیں زیادہ اس کی تقدیس کرتے ہیں یہ تقدیس ان کو تو کسی جگہ پر نہیں لے جاسکتی کیونکہ وہ تو دنیا سے گزر چکے ہیں لیکن یہ تقدیس اسلام کے خلاف جاتی ہے اسلام پر ظلم ہے اسی وجہ سے سات لاکھ احادیث بنی ہیں سات لاکھ احادیث کس کام کے لیے مسلمانوں کے لیے دنیا میں کوئی آئین ہے جس کی شک سات لاکھ ہوں۔

کتاب المصنوع فی فعرفتہ الحدیث الموضوع صفحہ ۲۴۲، شمارہ ۴۴۴: احادیث خود ساختہ میں سے بعض احادیث میں جلد اصفحہ ۲۷، ۱۷ پر اسکا ذکر کیا ہے یہ بغداد میں ہوتے تھے بغداد اور غیر بغداد میں اباطیل، باطل پھیلاتے تھے ابن معین نے کہا "قدم ابو ہد بتہ فاجتمع علیہ الخلق" ابو ہد بہ آیا خلائق اس کے گرد جمع ہوئے اس سے کہا کہ اپنے پاؤں وہاں سے ہٹاؤں وہ اتنا جھوٹ بولتے تھے لوگ تصدیق نہیں کرتے تھے کی یہ انسان ہیں لوگ سمجھتے تھے یہ جن ہے لوگوں نے کوششکی ان کے پاؤں گدھے کے پاؤں جیسا ہیں یا شیطان کی طرح ۲۰۰ صدی کے بعد عجائب گھڑنا شروع کیے یہ رقاص تھے رقص کرتے تھے بصرہ میں شادیوں میں ان کو بلایا جاتا تھا خاص ولیموں میں بشر بن عمر نے کہا ہمارے پڑوس میں ایک ولیمہ تھا تو ابو ہد بتہ کو بلایا کھانا کھایا پیا اور پھر گانا گانا شروع کیا یہ دجالوں میں دجال تھے۔ اس کو حدیث نہیں آتی تھی اور نہ ہی اس کو لکھنا آتا تھا کھیلتے تھے مسخرہ کرتے تھے رقص کرتے تھے جب بڑے ہوئے تو دعویٰ کیا کہ میں نے انس بن مالک سے سنا ہے اور احادیث انس انب مالک سے نسبت دیتے تھے۔ سیوطی نے اپنی کتاب موضوعات صفحہ ۱۹۹۔ ۲۰۱ تک اب ہد بہ کی احادیث نقلک کیں ہیں جو انہوں نے انس سے ذکر کیا ہے۔

ان احادیث میں سے صفحہ ۲۴۷ اور شمارہ ۴۴۵ ایک کتاب ہے اس کا نام ہے "مسند انس البصری" اس میں تین سو روایات ہیں ی روایات سمعان بن مہدی نے انس سے نقل کیں ہیں اسکی اول روایت یہ ہے میرع امت دیگر امم میں چاند کی مثل جو ستاروں میں ہے۔

صفحہ ۲۵۶ شمارہ ۴۵۷: احادیث جعلیات میں سے بعض سلیمان بن عیسیٰ کی ہیں یہ اپنی جگہ جھوٹے تھے اس نے بیس سے زائد احادیث جعل کیں ہیں ان احادیث میں سے ایک یہ ہے اس نے علومہ سے کہا "ما اعقل النصاری فی دنیا ہم" نصاریٰ اپنی دنیا مین کتنے عقل مند ہین علقمہ نے "مہ" چپ ہو جاؤ ابن مسعود نے بھی منع کیا کہ کافر کو عاقل مت کہو۔ دوسری حدیث دو رکعت عاقل کی افضل ہیں ستر رکعت جہل سے تو اس نے کہا اگر تم سات سو رکعت کہو تو کیسا رہے گا عدی بن حاطم اپنے باپ کی تعریف کی اور سیاست کی، رسیاست کی اور عقل کا ذکر کیا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شرف ریاست، سعادت دنیا و آخرت دونوں میں اطاعت خدا میں ہے تو عدی نے کہا یا رسول اللہ اگر کوئی مہمان نوازی کرے اگر کوئی کھانا کھلائے اگر صلہ رحم کریں اگر مصیبت میں کسی کی مدد کریں گے اگر یہ کام کریں یہ کام کریں آیا یہ چیزیں آخرت میں فائدہ مند ہیں تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا نہیں ہیں کیونکہ تمھارے ابا نے نہیں کیا ہے "رب اغفر لی خطیئتی یوم الدین"۔

صفحہ ۲۵۷ شمارہ ۴۵۸ پر "الذیل" میں آیا ہے بلال مدینہ چھوڑ گئے واپس مدینہ آئے کیسے؟ اس نے خواب میں رسول اللہ کو دیکھا اور خود

اذان دیتے ہوئے اور مدینہ ہلتا تھا اب اس حدیث کا کوئی اصل نہیں ہے جعل اس حدیث میں روشن ہے۔

''ذیل الموضات'' السیوطی اس میں آیا ہے کہ جب پیغمبرﷺ نے مسجد نبوی بنانے کا ارادہ کیا تو جبرائیل آئے فرمایا سات ہاتھ لمبا یعنی سات ہاتھ اوپر اونچائی رکھو زینت نہ کرو نقش نہ کرو یہ حدیث کہتے ہیں نہیں ملی۔ پیغمبرﷺ جب نماز پڑھتے تھے تو گمان والے گمان کرتے تھے یہ جسد ہے کہ جس میں روح نہیں ہے

صفحہ ۲۶۱ شمارہ ۴۶۶: مواہب میں آیا ہے لسان المیز ان جلد ۵ صفحہ ۱۱۷ عقیلی نے اس حدیث کو معاذ بن مثنی سے نقل کیا ہے انہوں نے سعید بن معلی سے انہوں نے محمد ابن حجاج سے عبدالملک بن عمر سے انہوں ربعی سے انہوں نے معاذ ابن جبل سے کہ میں نے رسول اللہ سے کہا آیا جنت سے کھانا آیا ہے تو پیغمبرﷺ نے فرمایا ہاں آیا ہے میں نے کھایا تو میرے اندر چالیس آدمیوں کی قوت پیدا ہوئی اور چالیس عورتوں سے ہم بستری کرنے کی طاقت آئی یہ سننے کے بعد وہ ہمیشہ ''ہریسہ'' بناتے تھے۔ مواہب نے یہ حدیث نقل کی سورج پیغمبرﷺ کے گریبان میں داخل ہوا اور آستین سے نکلا۔ یہ حدیث چنانچہ زرکشی نے اپنے شیخ عماد ابن کثیر سے نقل کیا۔

مکتب اسلام، ربیع الاول ۱۴۱۱ شمارہ ۶ صفحہ ۶۳ تصوف: سب سے پہلے یہ کلمہ اسلام کرنے والا یہ کلمہ دوسری صدی میں استعمال نہیں ہوتا تھا کہتے ہیں سب سے پہلا یہ کلمہ جاحظ نے ''البیان والتبین'' میں استعمال کیا ہے اور یہ ابوھاشم کوفی کے لیے استعمال کیا سب سے پہلا خانقہ صوفیوں کے لیے جو بنا وہ امیر ترسا نے شام کے شہر رملہ میں بنائی تاریخ تصوف یہ بتاتی ہے کہ یہ ایک پیوند ہے اسلام پر جو اسلام سے ناسازگار ہے نامناسب ہے۔

طٰہٰ حسین نے اس بارے میں لکھا ہے یہ ابتداء میں ترکِ دنیا، زہد کے نام سے شروع ہوا جسے انہوں نے پاک پاکیزہ زاہد اصحاب سے نسبت دی ہے طٰہٰ حسین لکھتے ہیں تصوف تنہا اسلام میں نہیں ہے مسیحوں کے پاس دیگر ملل اقوام میں بھی یہ پایا جاتا ہے صوفیوں نے اسلام و مسلمین پر بہت ظلم و زیادتی جھوٹ سے ان سے سوائے ضرر و نقصان کے کچھ نہیں پہنچا تیسری صدی کے ابتداء میں زید و پارسائی کا نام لینے پر وہ مقبول ہوئے بعد میں ریاکاری شروع ہوئی ابتداء میں ابن سیرین نے کہا یہ لباس حضرت عیسیٰ ہے انہوں نے بعد میں اس لباس کی مذمت بھ شروع کی بعد میں لوگوں نے مالائکہ نے ان پر لعنت کرنے کا بھی ذکر کیا۔

اسلام صوفی: مجلّہ مکتب اسلامی شمارہ ۵ ۷ صفحہ ۷۱ میں آیا ہے صوفی اپنے اندر متضاد مختلف اصول سے بنی ہے اسلامی صوفی کی مثال بعض روشن خیال کہتے ہیں اسلامی سوشلزم، اسلامی کیمونزم، اسلام کو کفر و شرک نفاق سے ملانے کے بعد کفر و شرک و نفاق مسلمان نہیں ہوتے صوفیوں کی اپنے تصورات ہیں عقائد ہیں جو اسلامی عقائد سے تصورات سے براہِ راست متصادم ہیں مثلاً قرآن کریم نے اول سے لوگوں کو دعوت تعقل دی ہے عقل کرو تعقل کرو کہا ہے اس کے مقابل میں صوفی کہتے ہیں استدلال والوں کے لکڑی کے پاؤں ہیں وہ ٹوٹ جاتے ہیں اسلام کا

درس جو ہے اقراء سے ہوا ہے علم سے ہوا ہے جبکہ صوفی ک شعار یہ ہے بیزار از مدرسہ درس و بحث یہ ان کے کمال درجے پر پہنچنے والے شعائر ہیں وہ علم و استدلال سے تنہا علم و استدلال نہیں بلکہ درس و بحث و دفتر و کلم سب سے بے زار ہیں وہ ان سب سے اعلان جنگ کرتے ہیں آیئے دیکھیں کہ بزرگان کیا کہتے ہیں انکے۔

جنید بغدادی نے کہا پڑھنا لکھنا صوفیوں کے اذہان کو متوش کرتے ہیں منتشر کرتے ہیں

شیخ عطار نے شرح حال میں لکھتے ہیں اسکے سات صندوق کتب احادیث کے تھے اس کو زمین کھود کے دفنایا۔

شبلی کہتا ہے کہ میں ایک ایسے آدمی کو جانتا ہوں وہ صوفی نہیں بن سکے جب تک ستر صندوق کتب اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا یاد کیا ہوا سب کو اس دجلے میں غرق کیا کہ میں اس آدمی کو جانتا ہوں اس سے مراد خود شبلی ہیں یہ اسکا اپنے آپ سے خطاب تھا۔

احمد ابن ابی الخواری یہ صوفیوں کی طریقت کے بزرگوں میں سے ہیں اس نے اپنی کتاب دریا میں پھینک دی پھینکتے وقت سے کہا تم بہترین راہنما تھی میرے لیے لیکن دلیل سے مشغول رہنے سے، منزل پہنچنے کے بعد دلیل سے مشغول رہنا بے معنی ہے۔

ابوسعید ابوالخیر سے منسوب ہے ہم جب اس حالت کو پہنچتے ہیں تو ہم کتابوں، دفتر کی بے نیازی کا اعلان کرتے ہیں اللہ نے مجھ پر لطف و کرم کیا کہ نجات ملی کتابوں سے نجات دلائی کتابوں سے مجھے، مشغول قرآت قرآن ہوا فاتحہ سے شروع کیا جب اس آیت پر پہنچا ''ولی اللہ ثم ذرہ'' تو ایک آیت بھی آگے نہیں پڑھ سکا قرآن بھی چھوڑ دیا۔ قرآن جو ربیع قلب ہو، منبع علم ہو جب اس کو چھوڑیں گے تو کیا ہوگا۔

☆ فضل اللہ نوری نور علم مجلّہ شمارہ ۲۶۰، شوال ۱۴۰۸، صفحہ ۱۴۶۔

☆ ابوالحسن اصفہانی نور علم مجلّہ شمارہ ۲۸، صفحہ ۹۴۔

☆ ریاضت، مجلّہ مشکاۃ، شمارہ ۳۸، صفحہ ۷۷ پر ہندوستان کے برہمن کے ریاضت کے بارے میں آیا ہے کہ یہ لوگ ایک عمر ریاضت میں گزارتے ہیں یہ لوگ عقیدہ تناسخ رکھتے ہیں، کہتے ہیں کہ انسان مرنے کے بعد ایک اور بدن میں داخل ہوتے ہیں یہ داخل جو ہے اس انسان کی روحی ارتقاء کے درجات دے ہوتا ہے ایک عمر ریاضت اور ترکِ دنیا میں بسر کرتے ہیں تا کہ روح کو ایک موجود عالی برتر میں منتقل کرے مرنے کے بعد۔ بعض شب و روز جھکے رہتے ہیں یعنی حالتِ رکوع میں رہتے ہیں، دونوں ہاتھ گردن سے ملے رہتے ہیں یا دونوں ہاتھ باندھ کر زمین پر رکھتے ہیں، یہاں تک کہ خشک ہو جائے اور ان کے پیشانی پر زخم لگتا ہے ان کا مقدس آکر ان کو مارتا ہے وہ ایسی تحمل و برداشت کرتے ہیں تا کہ ان سے افعال خارق العادت انجام دے سکے، صادر ہو سکے اس قسم کی مرتعصان دنیا مین بہت ہیں ذیل میں ہم کچھ نمونہ ذکر کرتے ہیں اسلام اس قسم کی ریاضت کے بارے میں کیا کہتا ہے یہ ریاضت اسلام میں مردود ہے جسم کو کمزور کرنے نظام کو معطل کرنے کی اجازت نہیں ہے کیونکہ اسلام دنیا و دین دونوں کی سعادت کا خواہاں ہے اسلام چاہتا ہے مسلمان دنیا میں تمام سہولتوں سے

استفادہ کریں چنانچہ پیغمبر اکرم ﷺ نے اپنے آواز و دعوت میں فرمایا میں نے تمھارے لیے دین و دنیا کی بھلائی لائی ہے صوفیوں کا کہنا ہے کہ وہ ریاضت اور تصوف کے ذریعے ماورائے عالم کے غبار سے آزاد ہو جاتا ہے علم غیب حاصل کرتا ہے، یہ جو علم غیب حاصل کرنیکی جو بات کرتے ہیں یہ قرآن کریم کی آیات کے سراسر منافی ہے قرآن کریم میں غیب کے بارے میں دو جملے ہیں ایک ایمان با غیب، ایک علم غیب، علم غیب کو مختص بذات اللہ گردانا ہے ان تمام آیات میں اللہ نے علم کو اس کی ذات سے مختص کیا ہے اور دوسرا جملہ مومنین کو مامور کیا ہے کہ ایمان باغیب لائے۔

دوسرا نقطہ: انسان کی زندگی اس کی فطرت حق جوئی حقیقت خوائی اخلاص عمل کوشش اسکی فطرت میں پنہاں ہے اور قرآن میں آیا ہے کہ ہمیں ایمان کے بعد مسلسل آیا ''واعملو'' عمل کرو یا سعادت پانے والوں کے بارے میں آیا ہے ''عملوا لصلحت'' آیا ہے یا ''لیس الانسان الا ماسعیٰ'' آیا ہے۔

نبی کریم ﷺ سے چندین بار اللہ نے کہلوایا ہے کہ میں علمِ غیب نہیں جانتا۔

مصطلحات صوفی: مجلّہ آشناء شمارہ ۳۴، صفحہ ۵۷

مضمون نگار سید علی موسوی دانشگاہ تہران کہتے ہیں جس طرح دیگر علوم و مصرف اپنے اپنے خاص اصطلحات رکھتے ہیں۔صوفیاء بھی خاس اصطلحات رکھتے ہیں لیکن صوفیوں کی اصطلحات کی ان کی اصطلحات سے کچھ فرق ہے دیگر علوم کے اصطلحات کے عمائدین کے پاس انکی اصطلحات کی تعبرات ان میں نہیں پایا جاتا۔جبکہ بزرگان عمائدین و عتاب صوفی ان اصطلحات میں ہر ایک اپنے خاص مفہوم و معنی رکھتے ہیں مضمون حاضر میں قارئین کی معاونت اور مدد کی خاطر ہم بھی چند اصطلحات کا معنی بیان کریں گے جیسا کہ بتایا گیا ہے صوفیا متعدد مختلف طبقات مزاجی رکھتے تھے ہر ایک دوسرے کی ضد میں بھی ہوتے ہیں لہذا ان کی تعبیرات بھی ایک دوسرے سے مختلف ہیں اصطلحات صوفی میں سے ایک اصطلاح عقل ہے فکر ہے ''ذوق'' سہف ہے عشق کے بارے میں صوفیوں کی بتیں بہت ہیں عشق ماخوذ ہے از عشقہ یہ ایک سبزی ہے جو کسی تنے پر اس کے گرد گھیر لیتی ہے لبٹی ہے جو پانی اس درخت کو ملتا ہے یہ پیتی ہے تو درخت خشک ہو گا تا ہے گویا یہ خود تر و تازہ رہتی ہے یعنی عاشق، غیر محبوب کو خشک کرتی ہے، محو کرتی ہے اس کے بدن کو ضعیف، دل برداشتہ کرتے ہیں دل اور روح کو منور گردانتے ہیں۔

عقل کشاف الاصطلحات فنون میں آیا ہے عقل اصطلاحات صوفی میں مرتبہ وحدت رکتا ہے عقل صوفیوں کے نزدیک دو قسم کی ہے عقل جزوی ہے اسکو حجاب کہتے ہیں یہ سیر الی اللہ کرتے ہیں۔

عقل سیر الی اللہ سے روکتے ہیں یہ عقل ختم ہونا چاہیے عقل دوم عقل کلی ہے جہاں مرتبہ وحدت کو پہنچاتے ہیں ذوق صوفیوں کے نزدیک مستی کو کہتے ہیں شراب پینے کے بعد عاشق مست ہو جاتا ہے اب وہ محبوب کے کلام کو نہیں سنتے، دیکھتے نہیں ہیں وجد حلاوت ذکر کے موقع پر

شوخ کے غلبہ کہ وجد کہتے ہیں اعرافی نے وجد کا معنی دل سے رقص حجاب کہا ہے مشاہدہ حق کہا ہے ملحاظہ غیب کہا ہے محوایک ذہن پر لکھی ہوئی چیزوں کو مٹانے کو کہتے ہیں یعنی اپنی عادات کو مٹادیں۔

سید ابوالحسن اصفہانی: مجلّہ نور علم سال سوئم شمارہ ۴، صفحہ ۹۴ آپ ۱۲۷۷ھ کو قریہ اصفہان میں پیدا ہوئے جودھویں سال اصفہان میں آئے ۱۳۰۷ھ کو نجف گئے آغا آخوند خراسانی، اور سید محمد کاضظم یزدی کے دروس میں شرکت کی جس وقت ایران میں فتنہ مشروطیہ چل رہا تھا اس وقت ایک طرف مشروطیت کے داعی تھے اور دوسری طرف مشروطیت خلاف، آیت آخوند خراسانی، مرزا محمد تقی شیرازی شیخ الشریعہ کی وفات کے بعد اور بڑے بڑے اساتید کی وفات کے بعد شیخ عبدالکریم قم میں نائنی نجف میں مرجع کل بنے شیخ عبدالکریم حائری قم میں اور نائنی کی نجف میں وفات پانے کے بعد اپ پورے عالم اسلامی کے مرجع کل بنے اس وقت انگریز عراق پر مسلط ہوئے تھے ۱۳۴۱ھ کو عراق میں رسمی طور پر انتخابات کیے گئے آیت اللہ اصفہانی اور آیت نائنی کو ایران سے نکل گئے اور ۱۳۴۲ کو ان کو دوبارہ واپس نجف میں بلایا۔

آیت اللہ بروجردی: مجلّہ نور علم شمارہ ۱۲، ۱۴۰۶ سنہ صفحہ ۸۵، آپ ۱۲۹۲ کو بروجرد میں پیدا ہوئے ۱۳۱۰ حوزہ اصفہان میں داخل ہوئے ۱۳۲۰ کو نجف روانہ ہوئے درس آخوند خراسانی سید محمد کاظم یزدی متوفی ۱۳۲۹ شیخ شریعہ ۱۳۳۹ کع دروس میں شرکت کی، ۱۳۲۸ھ کو واپس بروجرد آئے اور درس شروع کیا تالیف وتصانیف شروع کی، ۱۳۴۴ کو عراق سے واپسی پر مشہد میں زیارت کی واپسی پر رضا خان نے آپکو گرفتار کر لیا اور فوجی چھاؤنی میں حراست مین رکھا پھر مشہد میں جلاوطن شہر ہوئے۔ ۱۳۶۴ کو تہران میں علاج کے لیے آئے رضا خان جب ایران سے فرار ہوئے ان کے بیٹے محمد رضا کمزور ہوئے اس دوران ان کے مراجع نے حوزہ کی از سرِ نو اٹھانے کے لیے آپکو قم میں دعوت دی اس دوران آپ نے چندین کتابیں تصانیف کیں بعض کتابوں کی تصیح کی ہے۔

☆ خودساختہ روایتوں کے ایک انبار کا نام معجزات وکرامات ہے معجزات، کرامت نامی کوئی چیز نہیں ہے اللہ نے کرامت تمام انسانوں کو بخشی ہے معجزہ جسے قرآن نے آیت کہا ہے یعنی نشانی کس کی، نشانی اس ہستی کی نشانی کہ جو اللہ کی طرف سے نبی بن کر آئے ہیں لوگ اس پر اعتماد کریں بھروسہ کریں ان کے فرمان کو فرمانِ الہٰی سمجھیں لوگوں کی یقین دہانی کے لیے بطور ثبوت اللہ نے ثبوت طلب کرنے والوں کے لیے جو آیت دی ہے اسے علماء نے معجزہ کہا ہے معجزہ مادہ عجز سے اسم فاعل ہے کہ نبی دوسروں کو اس کے ذریعے عاجز گردانتے ہیں اگر میں نبی نہیں ہوں تو یہ کام جو مجھے اللہ نے دیا ہے تم کر کے دیکھاؤ اگر یہ عادی انسان کر سکتے ہیں تو تم بھی کرو، تمھاری جگہ تم اور کو بھی لاؤ بلکہ نہیں سب انسانوں کو لاؤ اور کر کے دکھادو اس کو معجزہ کہتے ہیں یہ معجزہ بھی قرآن کریم میں تین قسم کے ہیں قرآن نے تین قسم کے معجزے بتائے ہیں۔ ۱۔ ام المعجزہ خود قرآن کریم ہے۔ ۲۔ اسراء ہے معراج ہے۔ ۳۔ شق القمر ہے، شق القمر کے بارے میں مفسرین کا اختلاف ہے بعض کا کہنا ہے کہ یہ شق القمر قیامت کی آخری نشانی ہے قمر شگاف ہوگا لیکن بعض نے کہا ہے اس میں شگاف آ گیا ہے تنہا شگاف نہیں آیا

ہے یہ چاند جو ہے جو ایک چوتھائی ماتحت زمینی رکتا ہے وہ پیغمبرﷺ کے گریبان میں داخل ہوئے اور آستین سے نکل گئے تو اس کو قمر تو کوئی نہیں کہے گا، کوئی چوپایا بلی کہہ سکتا ہے اس کے علاوہ بہت سے معجزات بیان کیے ہیں معجزات حد واحساس کے بڑھنے کی فجہ سے اس کو ضخیم کتابوں میں لایا ہے سید ہاشم بحرانی نے ایک کتاب لکھی مدینۃ المعاجز کے نام سے جس میں پیغمبرﷺ اور آلِ پیغمبرﷺ کے معجزات و کرامات جمع کیے ہیں ان معجزات کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے جو روایات سے ثابت ہے معجزات کا مطلب یعنی ارادہ اذن اللہ سے پیغمبرﷺ بذاتِ خود نہیں کر سکتا ہماری عقل نہیں مانتی ہے یہ نہیں ہو سکتا یہ ممکن نہیں ہے ہم یہ نہیں کہتے ہیں ایک سلسلہ انکار معجزات کو ہم سر سید خان اور ان کے ہم نوا مردہ و زندہ روشن کے لیے رکھتے ہیں ہم قدرت الٰہی کے حضور میں کسی ذی الشعور کے خرق العادت کے لیے انکار نہیں کرتے لیکن ایک معجزہ جو حدیث سے ثابت ہے حدیث میں آیا ہے روایت میں آیا ہے اس کے لیے قرآن نے خود فرمایا ہے اگر کوئی خبر آجائے تو اس کے بارے میں تحقیق کرو۔ جو عام علماء نے کتاب معنی بیان بلاغت لکھی ہے انہوں نے بھی کہا ہے کہ ہر خبر اپنی جگہ احتمال صدق رکھتی ہے مساوی انداز میں ہر خبر احتمال صدق و کذب رکھتا ہے کہ جب تک کوئی مرجہ نہ ہو ہماری مجامعی روائی میں جہاں محمد ابن اسماعیل صاحب بخاری کو سات لاکھ میں دس ہزار، کچھ ہزار ملے ہیں اور اس میں جو ملے ہیں اس مین بھی تکرار ہے اور اس میں بھی علماء کو اعتراض ہے علمائے حدیث کو تو یہ باقی جو ہے چھ لاکھ، پانچ لاکھ احادیث کس میں گئے ہیں۔

ان صحاح ستہ سے ناصر البانی نے چودہ ہزار احادیث ضعیف نکالی ہیں اس اصول کافی میں سولہ ہزار معجزات کے بارے میں روایات کو تسلیم کریں کیا یہ دین ہے کہ معجزہ نہ ماننے والوں کو منکر سنت کہے اس سلسلے میں کتاب تجلیات ولایت بحث ہای تحلیلی ولایت تکوینی وقضایای شگفت انگیز چہاردہ معصوم تالیف علی اکبر بابازادہ نے دو جلدوں میں پیش کی ہے اس کتاب کا آغاز معصوم اول سے شروع کرتے ہیں معصوم اول پیغمبرﷺ سے شروع کرتے ہیں اور معصوم چہاردہم امام زمان کے معجزات پر ختم کرتے ہیں امام زمانہ کے معجزات کا آغاز پیغمبرﷺ نے عالم برزخ میں بادشاہ روم سے انکی بیٹی کی امام حسن عسکریؑ کے لی منگنی کی اسی کتاب کے صفحہ ۴۹۹ پر ہے۔

اب روایات میں آیا ہے کہ امام زمانؑ کو کسی نے نہیں دیکھا ہے تقیہ اتنا سخت تھا ان کے بقول صرف انکی ماں امام حسن عسکریؑ اور حکیمہ اپنے گھر والوں نے دیکھا ہے اس کو عالم پر ٹھونستا ہے ان کے پیدا ہونے کے بارے میں جو دلائل شواہد گواہ ہیں ہاشم بحرانی نے اپنی کتاب مین لکھا ہے ''حجتہ الوداع'' اس میں آپکے دیکنے والے یہودی، مجوسی، نصرانی، ڈاکٹر انکی ایک لمبی فہرست ہے جو خیانت کار تھے خائن تھے اعتماد نہیں کرتے تھے بھروسہ نہیں کرتے تھے انہوں نے دیکھا لیکن کسی مومن شیعہ نے ان کو دیکھا یہ نہیں ملتا کوئی پانچ صحابی نہیں چار صحابی نہیں ہیں جنہوں نے آپکو پیدا ہونے کے بعد دیکھا ہو صاحب عشری روایت کرتے ہیں کہ ہم چالیس آدمیوں نے امام مہدیؑ کو دیکھا ہے تو اس میں مدعی ہے چالیس میں کسی کا نام نہیں ہے بعد میں علماء لکھتے ہیں صاحب عشری ان علماء میں سے ہے جس نے کسی امام کو دیکھا ہی نہیں ہے کسی بھی امام کو امام مہدیؑ کو چھوڑ و خود امام حسن عسکریؑ کو بھی نہیں دیکھا، نواب اربعہ میں کسی نے دیکھا ہو یہ ثابت نہیں ہے لے دے کر عثمان

کے بارے میں کہتے ہیں امام حسن عسکری کے اصحاب میں سے تھے لیکن ان کے بیٹے نے دیکھا ہوتو اس کا ذکر نہیں ملتا تو ایک امام اگر کوئی وصیت کرے منصب پر وصیت کا اعلان کرتے وقت اس سے متعلقہ افراد کو لا کر بتانا ہوتا ہے کہ میرے بعد یہ امام ہے تع بتا دیں کہ امام حسن عسکریؑ نے ایسا کیا ہے تو مفہوم در مفہوم کے نام پر معجزات کے معجزات بیان کریں گے تو اس دین کا سوفسطا ازم کریں گے کی دین اہلِ بیت انھی کے صدقہ ہے اب اس پر کتاب کتاب کہتے ہیں کتابوں کے موضوعات بنانے سے معجم بنانے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کسی چیز کو ثابت کرنے کے لیے دس بیس بیس احادیث کافی ہیں صحیح احادیث بیس ہوں تو یہ کافی ہیں اس لیے آپ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس ثات سو احادیث ہیں پانچ سو احادیث ہیں چھ سو احادیث ہیں یہ بذاتِ خود انسان کو شک میں ڈالتا ہے لیکن ہم یہاں دعوت دیئے بغیر رمضان کے موقع پر افطار پر نہیں بیٹھ سکتے ،شاید نا انصافی ہوگی کہتے ہم اس کو نہیں مانتے ،ہم اس کو نہیں مانتے ،ہم اکیسویں صدی والوں کو نہیں مانتے اس کو نہیں شریعت کو نہیں مانتے لیکن امام زمانؑ کو مانتے ہیں یہ ان کے پاس تحقیق شدہ ہے یا پھر تقلید شدہ ہے تقلید ان کے پاس ثابت ہے۔

روایات ومرویات: ہمارے برصغیر میں روایات کا معنیٰ تہوار سے کرتے ہیں جو جہاں قدیم تاریخ سے، جو یہاں آباؤ اجداد سے چلی آ رہی ہے یہاں تین قسم کے آباؤ اجداد تھے ۔۱۔ دورِ اسلامی ہے جب سے خلافتِ اسلامی اموی اور عباسی نے یہاں اماراتِ اسلامی قائم کی ہے ان کی آمد کے بعد شروع ہونے والی روایات کو روایات اسلامی کہتے ہیں ۔۲۔ روایات ہندو اگر چہ یہاں اسلام آئے بلکہ مسلمانوں نے بڑی امپراطوری قائم کی جیسا کہ مغلوں نے کیا ،مغلیوں کو اپنے اقتدار سے واسطہ تھا وہ اگر کسی مذہب کے بارے میں اگر کوئی خدمات انجام دی ہے تو ان کی کچھ حد تک مجبوریاں تھی جو یہاں کے مسلمانوں کو خوش کرنے کیلیے تھی چنانچہ وہ خود روایات ہندو کے پابند تھے اس کی واضح مثال اسلام میں زواج مومنہ و کافر نہیں ہے یا زواج کافر و مومنہ نہیں تھے یہ نصِ قرآن کی صریح خلاف ورزی ہے سلاطین مغلی ہندوا راجوں کی لڑکیوں کو اپنے عقد میں لیتے تھے لہذا ان سے اس دور کی روایات کو ہندو روایات کہتے ہیں چنانچہ ہماری اس وقت کی بہت سی روایات ان سے ملتی ہیں ۔۳۔ روایات مغربی جب سے انگریز نے یہاں حکومت قائم کی ۱۸۵۷ سے انہوں نے انی روایات کو، تصورات کو بطور جبری، قاہری انکو ٹھونسی گئی ،چنانچہ یہ سلسلہ رکا نہیں بلکہ جاری وساری رہا۔ ہر آئے دن ابھی ہمارا اٹھنا بیٹھنا کروٹ لینے تک بھی روایات مغربی رائج ہیں ایک مسلمان اللہ رسول پر ایمان لانیوالے قرآن وسنت پر ایمان رکھنے والے وہ بڑی بغیر کسی تکلف احساس شرمندگی کے وسعت نظری ،شرح صدر، وسعت قلبی کے نام سے، وسیع نگری کے نام سے تمام کفریات مغرب کی روایات کو دین سکھانے والے علماء خود کہتے ہیں ان روایات مین سے جو زیادہ تر مسلمانوں کے لیے باعث ضیان ،نقصان ،زوال ،پستی خیرات سے خالی شروعات سے پرے منطقی بے عقلی، بے ہودگی ،بچگی ،زنانگی ،پر مشتمل روایات ہمارے ہاں رائج ہیں سالگرہ اور برسی ہیں دیکھیں سالگرہ اور برسی ہمارے ہاں اسلامی روایات بنی ہوئی ہے یہ کب سے شروع ہوئی کس نے شروع کیا اس کی سند شرعی کیا ہے ہمارے کالج ،یونیورسٹی ہمین لکھنے والے تحقیقات کرنے

والوں کے پاس مغربی روایات، ہندو روایات کی تاریخ ان کے پاس موجود ہے اس کا تجزیہ وتحلیل کرتے وقت ویلنٹائن ڈے، پتنگ ڈے وغیرہ کا ان کو پتہ ہے کہ کب سے اور کس نے شروع کیا لیکن یہ جو برسی ہے سالگرہ ہے یہ کہاں سے کس نے کب شروع کی ہے کتنا اسراف وتبذیر خسارہ، نقصان، فتنہ فساد، جھگڑا، خون ریزی سے بھرے ہوئے ان روایتوں کی اسناد کیا ہے کیا قرآن کریم میں کوئی اشارہ ملتا ہے کہیں اس سلسلہ میں نبی کریم ﷺ کا کوئی فرمان ہے اس سلسلہ میں نبی کریم ﷺ جیسا عظیم وحی سماء سے بات کرنے والے غلطیاں اشتباہات کی محفوظ ہونے کے لیے اللہ نے ضمانت دی ہو قوم کو جہالت، بت پرستی، بدبختی سے نجات دی ہو، عرب بدو کو سرور وآقا روم وفارس بنایا ہو اپنے دور میں جب آ] پ وفات پائے تو خلفاء نے یار قدیم، یار جوانی ابوبکر نے، عمر نے، اپنے داماد عثمان نے اپنے پروردہ علیؑ نے آپکی کوئی سالگرہ اپنائی تھی تاریخ ولادت آپکے روز وفات کو برسی منائی تھی کوئی، کسی تاریخ میں ملتا ہے بنی امیہ کا دور من مانی، انانی، آپ جاہلیت کا دور کہتے تھے، جاہلیت پرست عیاش، تواش، غلام وکنیز سے لگاؤ رکھنے والے بادشاہان میں سے کسی کی سالگرہ بعد والوں نے منائی ہے حکومت بنی امیہ معاویہ کی کوئی برسی ہے اسکی کوئی سالگرہ ہے دولت مرانیہ اپنے دور میں مرد شجاعت ہیں مرد فیصلہ کن ہیں تو اس نے عبداللہ بن زبیر کے بارے میں کہا کہ ان کے تمام فضائل ایک طرف لیکن نہ انکو سیاست آتی ہے نہ انکو شجاعت آتی ہے اس کا دوران کے فرزندوں نے کیا منایا تھا ہارون الرشید جیسے سلطان جس نے اس بادل سے خطاب کیا کہ تم جہاں جائیں وہاں سے مجھے خراج آئیں گی امین ومامون نے انکی برسی منائی تھی سالگرہ منائی تھی بدترین، منحرف ترین خلفائے بنی عباسی نے یہ نہیں کیا تو سمجھ لیں جتنے بعد کی پیداوار ہیں اس میں زیادہ نقصان دہ ہے گویا پہلے والوں کو شرم آئی ان کے خطوراتِ قبیح میں بھی یہ بات نہیں ائی کہ ہم ان کی برسی منائیں گے سالگرہ منائیں گے اس سلسلہ میں تاریخ بتاتی ہے کہ اس کا آغاز کیسے ہوا کب سے ہوا کس لفافے میں لپیٹ کردے دیا ہم ذیل میں اس کا کوئی پسِ منظر بیان کرتے ہیں عیدین فطر والاضحیٰ کے نام جعلی احادیث پیغمبر ﷺ سے منسوب کرکے دنیا کی ہر قوم کے لیے ایک عید ہے میری قوم کے لیے عید ہے آیا پیغمبر ﷺ دنیا کی قوموں کے نمائندے تھے ان کے متوازی کوئی حکومت بنی ہوئی تھی یا اللہ کی حکومت، لیکن حدیث بعد میں گھڑی ہے پیغمبر ﷺ نے نہیں فرمائی ہے اگر پیغمبر ﷺ نے فرمایا ہوتا تو خلفای بیان کرتے بنی امیہ کے لوگ بھی کرتے، کہ کس نے گھڑی ہے؟ یہ بنی عباس نے گھڑی ہے بنی عباس نے اس کو ناروز مہرجان فاسدانہ، مشرکانہ، جابرانہ، بادشاہ پرست رسومات کو رواج دینے کے لیے مسلمان معاشرے میں عیدین کا کور لگاتے اس عیدین کو لفافہ بدعت بنا کر پیش کیا ہے یہ پہلی بدعت ہے جو بنی عباس نے شروع کی۔ دوسرا کتاب انبیاء وملک الموت صفحہ ۳۰۶ پر آیا ہے سب سے پہلے چوتھی صدی کو بدعت مولد سالگرہ فاطمین نے کی ہے انہوں نے اپنے حاکم بامراللہ جس نے دعوی ربوبیت کیا تھا جس سے اہل مصر تنگ تھے اس کو اٹھانے کے لیے پانچ اور مولود اس میں اضافہ کرکے پیش کیا تھا مولود نبی ﷺ، مولود علیؑ، مولود فاطمہؑ، مولود حسنؑ، مولود حسینؑ کیا یہ موالد امام صادقؑ نے بنائے تھے۔ امام محمد باقر نے منائی تھی ان کے بعد انکے لشکر کے رئیس نے اس کو ختم کیا دوبارہ حاکم بامراللہ ۵۲۴ کو اس نے دوبارہ اس کو زندہ کیا پھر چھٹی صدی کواردبین کے حاکم مظفرالدین نے

اس کو اس انداز ے میں قائل کیا منایا کہ کتنے ایکڑ زمین پر منبر بنایا، منبروں کی منازل بنائی دنیائے رقاص وگانا گانوں، شوخیا نوطرب والوں نے اس کو بلایا عیاشی کی نوا شی کی ان کو پیسہ دیا دولت دی مال دی، وہاں سے یہ سلسلہ شروع ہوااور اس سلسلہ کو جاری رکھنے کے لیے یہ پیغمبرﷺ سے وفاداری آئمہ سے وفاداری اور روکنے والوں کو پیغمبرﷺ اور دشمن آئمہ کہنا اور ادھر سے وہابی ان کے مخالف اور انکی زد میں انکو تنگ کرنے کے لیے اس کو جاری رکھے ہوئے ہیں اور اس ملک میں اس وقت خاک وخون میں غلطان ہیں گلیاں آشیانے بنے ہوئے ہیں ہمارے قبرستان آباد ہوئے ہیں گھر ویران ہوئے ہیں وہ اس روایات برسی وسالگرہ سے ہوا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں آج انگریز کی حکومت نمائندگی کرنے والے کی سالگرہ مناتے ہیں اس کی برسی مناتے ہیں اور اس پر ملک تعطیل پر ہے اور ادھر سے نیچے آتے آتے ہر شخص نے اس ملک پر ظلم وجنایت کی ہے اس کا سالگرہ ہے اور اس کو چھپانے کے لیے اور اس کو جواز بنانے کے لیے گویا ایک شیطان کی قبر پر تلاوت قرآن کرنا ہے ابولہب کی قبر پر ابوجہل کی قبر پر تلاوت کرنے کے برابر ہے وہاں فاتحہ پڑھنے جیسا ہے اور اس کے کتنے مندرجات ہیں شمار حد سے باہر ہیں

☆ **خودساختگیوں ایک مصدر خضر ہے:** حدیث کی خودساختگی کا آغاز حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد منصب کے بارے میں جواز خلافت معاویہ سے شروع ہوتا ہوا ہر آئے دن اس مادرِ غیر شریعہ نے نئے نئے فرزند جنم دیے ہیں انہی فرزندان میں سے ایک فرزند خضر ہے، خاص کر کے اوراق ''اذکار''، جعلی نمازیں، معجزات کرامات وغیرہ وغیرہ چیزوں کا مصدر خضر سے ملتا ہے لہذا ہر صاحب حقیقت جو مصادر اصلی کا طالب ہو تحقیق طلبی کی کوشش کرتا ہے کہ وہ خضر ہے کیا جھوٹ ہو اس جھوٹ کو چھپانے کی لیے ایک دو جھوٹ نہیں ہزار ہا جھوٹ بھی بناتے ہیں معقولہ ہے کہ جھوٹ اتنا بولو کہ لوگ اس کی سچائی پر یقین کرسکیں خضر بھی ایسا ہے بڑے بڑے نامور علماء محققین اپنی کتابوں میں جب خضر کا ذکر کرتے ہیں تو یقیناً کہ یہ حقیقت ہے ہماری یا فلاں کی کیا حیثیت ہے ان بزرگ علماء کا بالاتر نہ مانیں چنانچہ احادیث خودساختگی کی علمیہ ہے کہ علمائے حدیث نے لکھا تھا یہ روایت اپنے آغاز نسبت سے لے کر انتہا تک کے راوی ہر حلقے میں عادل وضابط ہونا چاہیے کہیں بھی کوئی راوی فاسد وفاسق ہو جائے یا کوئی راوی گر گیا ہو آگے گر گیا ہو یا پیچھے گر گیا ہو وسط میں گر گیا ہو تو ایسی روایات کو روایات ضعیف، مردود، خودساختہ گنا جاتا ہے لیکن خودساختگان نے ایک نئی طریقہ ایجاد کیا ہے ایک بڑے عالم سے اس حدیث کو اپنی کتاب میں نقل کراوتے ہیں جو وہ نقل کرتے ہیں تو یہ ایک سند بن جاتی ہے کہ فلاں بزرگ عالم نے اس کو اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے پھر روایات کی راوی کی تحقیقات کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے چنانچہ ایک عرصہ سے علماء نے کتاب تفسیر امام حسن عسکریؑ، تفسیر قمی کو مجہول، غلاۃ سے پر رد کیا ہے اب اس کے مقابل والوں نے بعض علماء سے کتب تفاسیر میں ان روایات کو نقل کروایا تو وہ دوبارہ ایک تحقیق شدہ صحیح حدیث منوایا گیا خضر بھی اس طریقے سے ہے مثلاً خضر کی روایات سے استناد، دعا، اوراق، اذکار پر مشتمل محدث قمی نے مفاتیح الجنان پر کی ہے اور ہر جگہ آپ

کوخضر،خضرملیں گے۔اب خضر کو چھپانے کے لیے خود شیخ عباس چھپانے کے لیے اس کومحقق کا درجہ دیا ہے۔
محقق نامدار،ان بائیوگرافی،ان کوعلم الرجال میں نامور بنایا کس کی مجال ہے اگر اس حقیر،چھوٹے قد کو اس روزگار کا سامنا ہونا کہ اسباب ،عوامل پرغور کریں گے خود اپنے گریبان میں جھانک تو خود کو پتہ چلے گا یہ سب اپنی کارکردگی کا نتیجہ ہے کہ بڑوں کی شان میں جسارت ہوئی ہے ہزاروں جھوٹ ایک مقدس کے لیے قربان ہوجاتا ہے،معاف ہوجاتا ہے۔خضر بھی اس طریقے سے ہے لیکن ہماری بدبختی ہے کہ اتنی بڑی ہستی اسکی اور معلومات حاصل کرنا چاہیے اب تک پہنچنا چاہیے اس سلسلے میں میرا طویل عرصہ گزرگیا چنانچہ اس سلسلہ میں ایک کتب باسلسلہ انبیاء جمع کیا تھا جس میں نے انبیاء قرآن لکھنا شروع کیا انبیاء سے متعلق کتابوں کا ایک سلسلہ مصادر جمع کیا تھا ان میں ایک انبیای وملک الموت جسے شیخ علی ابن احمد عبدالعالی تائی نے لکھا ہے اس کتاب میں ایک عنوان ہے وہ یہ ''انبیاء المقلد وں'' وہ انبیاء جو ابھی بھی زندہ ہیں ان سے بحث کرتے ہوئے ان میں ایک خضر ہے خضر ہیں جو پیدا ہونے سے ابتک زندہ ہیں تو ذہن میں آتا کہ اب تک اگر زندہ ہیں تو تاریخ پیدائش تو ہونگے،عمر کا اندازہ تو ہوگا تو پتہ ہونا چاہیے ک اب تک کتنی عمر ہوچکی ہے تو اس سلسلے مین اس کتاب میں انکا نام جو لکھتے ہیں آپ قارئین ملاحظہ کریں۔۱۔یہ آدم کے بیٹے ہیں۔۲۔یہ ابن قابیل ہے اسکا نام خضرون ہے۔۳۔کہتے ہیں نہیں یہ نوح کا بیٹا ہے۔۴۔حیس بن اسحاق کا بیٹا ہے۔۵۔ابن ارسیہ بن خلقیا کا نام ہے۔۶۔ابن فرعون کا نام ہے۔۷۔فرعون کی بیٹی کا بیٹا ہے فرعون کے نواسے ہیں۔۸۔نہیں یہ ہارون کا بیٹا ہے۔۹۔معمر ابن مالک بن عبداللہ بن اذب کا نام ہے۔۱۰۔نہیں یہ خود عیسیٰ یسیٰ ہے۔۱۱۔نہیں ان کی ماں رومیہ ہے ان کا باپ فارسی ہے۔یہ اصل ایرانی ہیں اب آجاتے ہیں کہ وہ اب تک کوئی نبی زندہ نہیں ہے تو یہ کیوں زندہ ہیں اس کے لیے آیا ہے کہ اس نے چشمہ آبِ حیات سے پانی پیا تھا اس لیے چشمہ حیات گھڑی ہے قصہ کہانیاں گھڑی ہہیں جسے ابن عربی نے سہیلی نے اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے بعض نے کہا ہے کہ خضر جو ہے ان کے ماں باپ فارسی تھے اور یہ ایک غار میں پیدا ہوئے تو اس کو ایک گوسفند نے دودھ دیا پھر کسی اجنبی مرد نے اس کو تربیت دی ہے پھر اس نے آب حیات پیا ہے آبِ حیات اس کو کہاں سے پتہ چلا کہ یہ آب حیات ہے کہ اس نے آسمان میں ملائیکہ کے درمیان گفتگو سنی ہے چشمہ حیات کے نام سے ابھی کہاں ہے خضر بروبحر میں دریا میں جہاں کشتی غرق ہورہی ہو وہاں رہنمائی کرتے ہیں اور میدانوں میں خضر رہنمائی کرتے ہیں۔
ابھی تک ہزاروں جہاز گرے ہیں کسی کا پتہ نہیں تو خضر کہاں تھے اس وقت؟ کس نے گرایا کہاں ہے ان کے جنازے کہاں کسی کو پتہ نہیں ہے۔اگر آپ ان روایات کی تحقیق کرنا چاہیں تو یہ کن کتابوں میں ملیں گے ان کا ذکر صرف صوفیوں کی کتابوں میں ملے گا،کتاب انبیاء و ملک الموت صفحہ ۱۶۴ پر لکھتے ہیں کہ اس کا سب سے پہلے عالم کتب وروایات میں اس کا نام جس نے بنایا ہے اور ذکر آیا ہے وہ حکیم ترمذی کیا ہے اس نے اپنی کتاب میں ختم اولیاء میں اس کا ذکر کیا ہے اس نے خضر کی تعریف کی ہے انکی دعا مسکجاب ہے ان سے معجزات نکلے ہیں پانی پر چلنے کا ذکر کیا ہے اور ان سے مل کر باتیں کرنے کی توفیق حاصل ہوئی ہے انکو اس مادرزاد کی برگشت حکیم ترمذی کی طرف ہے۔

خودساختگیوں کی ایک جنگلات، تلاوت قرآن، قرائت قرآن تفسیر حروف مقطعات قرآن، تفسیر آیات، تکونیات قرآن یہ روایات، اسرائیلیات ساختہ، زنادقہ، ملحادہ، زہادِ بے علم، مدائش، کی ہیں جب انسان کی ناموس کی ہتک عزت بار بار بے حرمتی ہوتی ہے تو وہ خاندان رفتہ رفتہ بے غیرت ہوتا ہے چنانچہ ملک کے سربراہوں کی خواتین، بیٹیاں دوسرے ملکوں کے سربراہوں کے ساتھ ہاتھ ملانا، ساتھ تصاویر کھینچنا ان کے لیے کوئی مسئلہ نہیں ہوتا ہے قرآن کریم کو جو سرمائے اصلی اسلام و مسلمین ہے شاید صدق نبوت محمدﷺ ہے آئین تغیر ناپذیر اسلام ہے صحیح احادیث کی خودساختگی سے تمیز کرنے کی واحد سانچہ، ایک سرا ہے اس کے فہم وادراک کو یکسر اں طاق نسیان میں چھوڑ کر ایک ہزار سے زائد عرصہ مراکز اسلامی میں حفظ قرآت سکھایا جاتا ہے آیات محکمات کو چھوڑ کر آیاتِ متشابہات سے تمسک سے متعلق روایات کو اصل تفسیر گردانتے ہیں۔

ترجمہ وتفاسیر قرآن کے نام سے خدمت بہ قرآن کے نام سے تنسیخ قرآن کی، ابطال قرآن کی، قرآن سے دور کرنے کی حیواشی لگاتے ہیں حروف جس کے لیے علماء علوم عرب سب کا اتفاق ہے کہ حروف کا کوئی معنی نہیں ہوتا ہے اس کے باوجود قرآنی حرف کے معنی بتانے سے موثر ہوتا ہے قرآن فہمی کے نام کی خاطر بہانے علم ونہو وصرف کو مسلمانوں کے سر پر چڑھانے کے بعد قرآن کو اور قرآنی آیات میں اختلاف قرئات پیش کرکے اس کو حجت سے گرایا ہے بچی کچھی جو کوئی آیات محکمات ہو تو ان کو تحریف قرآن کے نام سے بے دخل کیا ہے۔ اتنی بے دردی بے رحمی، شقاوت اور کفاوت سے قرآن سے کیلنے کی وجہ سے مدارس وحوزات میں اس کے فہم وادراک پر پابندی لگانے کی وجہ سے دنیائے کفروشرک کو یہ جرات ملی ہے تو قرآن کے ساتھ اہانت وجسارت کرے جس طرح محمدﷺ کو چھوڑ کر اہل بیت، اصحاب کی حرمت و بزرگی کو اٹھا کر محمدﷺ کو بے رونق چھوڑنے پر بے ذکر چھوڑنے پر دشمنان محمدﷺ کی حوصلہ افزائی ہوئی ہے روایات بگیر تفسیر قرآن، فہم قرآن ناممکن کہنے والے ذرا باہر آکر اجتماع میں بالا منبر یہ بتائیں گے کہ تفسیر روائی کی وہ کونسی موصوعہ ہے۔ جس میں تفسیر آیات قرآن کے متعلق روایات کا ذخیرہ ہے آیا نور الثقلین حوزی کی تفسیر ہے جس کے راویان سارے غلاۃ منافقین ہیں یا تفسیر برہان کے امام الغالی ہاشم معروف کی مرسلات ہیں اگر شرم وحیا نہیں تو ذرہ ان روایات کے بارے میں بتائیں کہ کس کی روایات ہیں ہم تفسیر روائی کے خلاف نہیں ہیں ہم ایک جاہل انسان ہیں اجنبی ہیں کم علم ہیں یقیناً جس ماحول میں قرآن نازل ہوا ہے ان سے خطاب کیا ہے وہ عربی بدو اس کے معنی کو سمجھتے تھے اس وجہ سے پیغمبرﷺ سے مزاحمت کی ہے اصحاب کرام علی، آئمہ ان قرآن کو سمجھتے تھے اگر انہوں نے کوئی آیات کی تفسیر کی ہے تو کس کو کیا اعتراض ہوگا لیکن بتائیں کہ ہمارے پاس موجود ہے یا کیا ہیں ہم تک نہیں پہنچے ہیں کیوں علماء کی قیل وقال پر مشتمل فقہی موضوعات بناتے ہیں ضخیم ترجمے شرح بناتے ہیں قرآن کے ساتھ کیوں ناروا سلوک ہے کیوں قرآن کا نام لینے والے کو مجرم بناتے ہیں ہم نہیں کہتے ہیں علماء نے کہا ہے اس سلسلہ میں علوم قرآن عند المفسرین جز دوئم ناشر مرکز الثقافت والمعارف القرانیہ صفحہ ۲۴۱ سے ۲۸۷ تک اور ۳۰۱ کے علاوہ موضوعات احادیث پر قلم اٹھانے والے خودساختہ روایات کی نشاندہی کرنے والے علما کا اقوال سنیں۔

کتاب الموضاعات ابن جوزی صفحہ ۱۷۳ جلد اول پر قرآن کے سوروں کے فضائل یوسف بن دخیل نے ابو جعفر محمد بن عمرو العقیلی سے، انہں نے علی بن حسن بن عامر سے، محمد ابن بکار سے بدیع بن حبان، ابو خلیل سے علی بن زید بن حدعان مطا بن ابی میمونہ سے زر بن حبش انہوں ابی بن کعب انہوں نے رسول اللہ سے نقل کیا ہے اگر کوئی فاتحہ الکتاب پڑھیں گے اس طرح ہر سورے کا ذکر کیا ہے آخر تک ان کے فضائل ذکر کیے ان تمام سوروں کے فضائل جو بیان ہوئے ہیں وہ سب خود ساختہ ہیں حتی سورہ قل ھواللہ حفظ قرآن والوں کا ثواب، قرآن تلاوت کرنے والوں کے ثواب، قرآن تلاوت کرنے والوں کے ثواب، قاری قرآن کے درجات، یہ سب خود ساختہ احادیث ہیں صرف قرآن کل کی بطور آئین و نظام کے نافذ ہونے سے روکنے کے لیے، بے مقصد بے ہودگیوں میں مصروف رکھنے کے لیے، یہ سب صوفی بنانے کے لیے بنائی ہے رجوح کریں کتاب موضوعات۔

کتاب موضوعات: جلد ا صفحہ ۱۳۸، از ابن جوزی ھبۃ اللہ بن محمد بن الصین نے ابو طالب بن غیلان سے انہوں نے ابراہیم مزکی، انہوں نے محمد بن اسحاق بن خزیمہ سے انہوں نے محمد بن احمد بن زبدا سے انہوں نے عمرو بن عاصم سے انہوں نے حسن بن رزین سے انہوں نے ابن جریح سے انہوں نے عطا سے انہوں نے ابن عباس سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہوئے کہا ہے کہ پیغمبر ﷺ ہر سال خضر اور الیاس سے ملتے تھے پھر ایک دوسرے کے بال کاٹتے تھے یہ دعا بڑھتے تھے ابن عباس نے کہا کہ اگر کوئی شخص صبح و شام یہ دعا پڑھیں گے تو غرق ہونے سے، جلاؤ سے محفوظ رہیں گے شیطان، بادشاہ، سانپ، افراد سے محفوظ رہیں گے اسی عبدالوھاب بن مبارک نے محمد ابن مظفر سے انہوں نے احمد ابن محمد سے انہوں نے یوسف بن دخیل سے انہوں نے جعفر عقیلی سے انہوں نے محمد ابن حسن سے خضر ابن داؤد سے، انہوں نے محمد ابن احمد زیدہ سے انہوں نے عمرو بن عاضم سے حسن ابن رزین سے انہوں نے جرتح سے انہوں نے عطا سے انہوں نے ابن عباس سے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے پہلے کی طرح ایک دوسرے کو ملتے تھے اور جب الگ ہوتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے۔ محمد ابن عبدالملک نے ابوبکر احمد بن علیل سے انہوں نے عبدالعزیز بن علی رزجی سے انہوں نے محمد بن علی بن عطیۃ حارثی سے انہوں نے ابن الحسن جھضمی سے انہوں نے علی ابن ابی طالب سے انہوں نے جبرائیل سے کہ پیغمبر ﷺ ہر ہفتے کے دن جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور خضر سے ملتے تھے۔ جب الگ ہوتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے ابن جوزی لکھتے ہیں یہ حدیث باطل ہے پہلی حدیث میں عباللہ بن نافع ہے یحیٰ ابن معین نے کہا کہ اس کی حدیث پر اعتبار نہیں علیل ابن مدینی نے کہا یہ غلط احادیث نقل کرتے ہیں نسائی نے کہا کہ یہ متروگک حدیث ہے اس میں کثیر بن عبداللہ ہے احمد ابن حنبل نے کہا کہ ان سے حدیث نقل نہ کرو ایک دفعہ کہا کہ ان کی حدیث کی کوئی قیمت نہیں۔ یحیٰ ابن معین نے کہا ہے کہا اسکی حدیث کی کوئی قیمت نہیں مت لکھو۔ نسائی، دارقطنی نے کہا کہ ان کی حدیث کی کوئی بھی نہیں لیتا۔

شافعی نے کہا کہ یہ ارکانِ کذب میں سے ہے ابو حاتم بن حیان نے اپنی باپ سے کہا یہ حدیث جعل کرتے ہیں انکی حدیث کو کتاب میں نقل

نہیں کرنا چاہیے قارئین کرام اس وقت دنیا میں فلکیات میں، ستارہ اور نجوم میں، حیرت انگیز انکشافات ہونے کے بعد انکے مدارجات معین ہونے کے بعد قرآن وسنت پیغمبرصلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف عوام، عالم دانشور کس حد تک اس فرسودہ فکر میں مبتلا ہیں کہ فلاں دن قمر درعقرب ہے فلاں دن عروسی کے لیے صحیح ہے فلاں دن سفر کے لیے صحیح ہے اس کے بتانے والے بڑے شخص بنا رکھے ہیں۔

کتاب موضوعات ابن جوزی صفحہ ۴۷۳ میں ان ایام کے بارے میں جو کہا ہے منحوس ہے یہ سب احادیث جعلیات پر مبنی ہے ضعیف راوی مجہول راویوں پر مشتمل ہے کوئی کہتے ہیں بدھ نحس دن ہے کوئی کہتے ہیں پیر منگل نحس ہے کوئی کہتا ہفتہ مکروہ ہے تو یہ امت کیسے ترقی کریں گے ان کا دین کیسے اوپر آئے گا اوراس کو دین بنا کر زنجیر پابنا کر دینا کیسے ترقی کرے گی نہ عالم کو اس دین پر رحم آتا ہے نہ مسلمان کو رحم آتا ہے نہ نام نہاد دانشوروں کو دین کے نام سے بے دینی کو پھیلا رہے ہیں۔

آفتہ الحدیث: کتاب قواعد التحدیث من فنون مصطلح الحدیث، تالیف محمد جمال الدین قاسمی صفحہ ۲۲۹

حدیث کو عارض آفت موجب رے وشک احادیث کا فرمان رسول گا اپنے الفاظ میں ترجمہ کرنا ہے اس پر ایک بڑا انحراف مداخلت در حدیث کا دروازہ کھلا ہے اصل نص کلام کو نقل کرنے کی بجائے اس کا ترجمہ نقل کیا ہے یعنی ترجمہ نہیں بلکہ نقل بمعنی یہ کیا ہے اکہ اپنے مفہوم کو اس کے معنی میں نقل کیا ہے کہتے ہیں کہہ اس کی اجازت دینے والوں میں عل، ابن عباس، انس ابن مالک، ابوداوٴد، وائل بن الاسقع اور ابو ہریرہ ہیں۔

تابعین میں سے بہت ہیں ان میں سرفہرست حسن بصری، شعبی، عمرو ابن دینار، ابراہیم نخفی، مجاہد، عکرمہ ہیں۔

ابن سیرین نے کہا ہے کہ میں نے حدیث کو دس آدمیوں سے سنا ہے سب کے ایک معنی ہیں الفاظ ہر ایک کے مختلف ہیں جس طرح اصحاب رسولؐ سے نول کرتے وقت الفاظ بدل کر پیش کرتے تھے بعض عین کلمہ کو نقل کرتے تھے بعض معنی پیش کرتے تھے اور بعض مختصر پیش کرتے تھے بعض دو لفظوں میں فرق کے ساتھ پیش کرتے تھے کسی نے بھی اس جھوٹ بولنے میں تاعمد نہیں کیا ہے سب نے سچ بولنے کی کوشش کی ہے تو اس میں بعض علماء نے اختلاف کیا ہے کہ پیغمبرصلی اللہ علیہ وسلم کے کلمہ کو چھوڑ کر اپنے الفاظ میں پیش کرنا جائز نہیں بعض نے اس کو جائز گردانا ہے

کتاب قواعد التحدیث قاسمی صفحہ ۱۵۵: حقیقت اور واقفیت یا معنی حقیقی اور فواقعی حدیث موضوع اس گھڑے گئے جھوٹ کو کہتے ہیں جسے راوی نے حدیث پیغمبرصلی اللہ علیہ وسلم کہ کر پیچ کیا ہے علماء نے کہا ہے ایسے شخص کی روایت نقل کرنا حرام ہے اوراس کی روایت کے بارے کہا ہے اگر کوئی شخص جانتا ہے کہ اس نے احادیث کو گھڑا ہے پھر اس کی نقل حرام ہے چاہے وہ حدیث احکام ہو یا قصص المواعظ میں ہو۔

حدیث موضوع کی شناخت: محدیثین نے حدیث موضوع کی شناخت کے لیے کچھ امور کلیات وضع کیں ہیں جعل کیں ہیں اس کے ذریعہ

حدیث کی ساختگی کا پتہ چلاتا ہے۔

اس میں بڑے بڑے وعدے اور وعید دی گئی ہو یعنی بہت ثواب اور بہت عقاب بیان کیا ہے جو لوگوں کے سمجھنے سے اور عقل سے باہر ہو، لوگ اس کے لیے مسخرہ کریں بعض احادیث فی نفسہ باطل ہیں بعض ایسے کلام ہیں جو کلام انبیاء سے بلکہ علما سے بھی شبہات نہیں رکھتا ہے بعض کلام عتبہ سے شواہد رکھتا ہے۔

حدیث کے بارے میں اعتراض: صفحہ ۱۵۸، قواعد التحدیث قاسمی یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک شخص مسلمان خود اپنے دین میں احادیث جعل کرے تو اس کا جواب سادہ ہے بعض غفلت میں وضع کرتے ہیں اس کو پتہ نہیں چلتا ہے اس کے کتنے ضرر وضیان ہے بعض کے عمر کے آخر مین انکی عقل میں خلل آ گئی فرسودہ ہو گئی بعض نے پہلے غلط کیا، جوانی میں بغیر تحقیق بات کی ہے اب سمجھ میں آیا ہے کہ غلط ہے لیکن شرم آتا ہے کہ کیسے کہیں کہ وہ بات ہم نے غلط کہی تھی بعض نے لوگوں کو دین کی طرف رغبت دینے گناہ سے ڈرنے کے لیے وضع کیں ہیں بعض نے اپنے مذہب کی بول بالا کے لیے بعض سلاطین امراء کو خوش کرنے کے لیے بعض نے انبیاء کو خوس کرنے کے لیے احادیث وضع کیں ہیں صاحب کتاب لکھتے ہیں کہ میں خود مسجد حسینی میں ایک شخص کو دیکھا اس کے ہات میں ایک چھوٹا سا پرزہ تھا اس میں ایک دعا تھی وہ کہتے تھے کی یہ دعائے حضرت موسیٰؑ ہے ہر شخص اس کو پڑھے گا یا اپنے تعویز بنائیں گے باندھیں گے تو اس سے واجب نماز کی چھوٹ ہو جائے گی بعض زنادقہ عمداً وہ مسلمان ہی نہیں تھے کافر تھے ملحد تھے وہ دین مین فساد پھیلانے کے لیے دین سے کھیلنے کے لیے حق و باطل میں لفظ کرنے کے لیے، انہوں نے عمداً خلق کیا انہوں نے اذہان کو خراب کیا ہے صفات سیاہ کیے ہیں۔

صاحبِ کتاب تجلیات ولایت با اولیا، با انبیاء: دریچہ طلسمی اغفال، چشم بندی، زبان بندی دروازے سے داخل ہونے کے لیے کلمانت حق کو اپنے مفہوم عزائم کے لیے پلہ بنایا ہے لکھا ہے کہ انبیاء توحید الٰہی کو پہنچاننے کے لیے جامع میں توحید کو برپا کرنے کے لیے آئے ہیں توحید سے مراد توحید ذات، توحید صفات، توحید عبادت، توحید افعال ہے توحید افعال میں خداوند عالم واحد خالق ہے وہ واحد حاکم ہے اطاعت صرف اسی کی ہوگی جعل تشریعی کرنے کا حق صرف اسی ذات کو ہے ربوبیت اسی کے لیے مختص ہے ملکیت انہی کے لیے مختص ہے وہ ہی تمام قدرت کا سرچشمہ منبع ہے ذات باری یہاں سے وہ صفحہ ۷۴ سے شروع ہوتے ہیں کہ اللہ یہ قدرت اپنے بعض بندوں کو دیتا ہے تمام بندے اللہ کی قابلیت، لیاقت، صلاحیت، کے حوالے سے یکساں نہیں ہیں آپس میں ایک دوسرے سے فرق رکھتے ہیں انبیاء الٰہی، اولیاء راہ حق کے لیے اللہ نے اپنی قدرت کا خزانہ کھولا ہوا ہے جو اللہ کی عبودیت کرتا ہو تقویٰ کو اپناتا ہو، جو قدرت انکو دی ہے وہ عام انسانوں کو نہیں دی ہے حتیٰ اس کی عطا مین انبیاء سب ایک سے نہین ہیں انبیاء میں بھی فرق ہے یہاں سے صاحب کتاب میں ایک لنک روڈ کھولا ہے معجزے میں اس نے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ قدرت جو اللہ نے دی ہے جن بندگان کو یہ انکی اپنی صلاحیت واہلیت ہے انکی صلاحیت واہلیت کی بنیاد پر انکو اللہ نے دی ہے تو اس سے یہ انبیاء خارج ہوئے کیونکہ انبیاء کے پاس قبل از نبوت کوئی صلاحیت نہیں تھی موسیٰ پیغمبر

آخر وقت تک چرواہا بنے ہوئے تھے موسیٰ کے پاس کونسی صلاحیت وقابلیت تھی عیسیٰ بچے تھے اس نے کونسی صلاحیت وقابلیت تھی حضرت محمد ﷺ کے پاس صلاحیت ہوتی تو باہر ہوتے کیوں غار حرا میں گئے اس کا معنی ان کی کوئی صلاحیت تھی جو آپ کہتے ہین لیکن اس کا کوئی مظہر نظر نہیں آتا آپ نے معجزے میں ایک طفرہ، ایک چھلانگ ماری ہے اور اسکو الہیت سے نکال کر انسانیت میں پابندگی میں منتقل کیا ہے ہمارے پاس دو چیزیں ہیں کہ اللہ اسے انتخاب کرے اور لوگ سے کہے کہ یہ ہمارے منتخب ہیں ان کو مان لو جبکہ ان کے مطابق کہ ہماری کوشش ہے ہم نے یہ صلاحیت پیدا کی ہے لہذا آپ ہمیں منتخب کریں ایک اللہ کے انتخاب پر چھوڑا ہے ایک انتخاب ہے بندوں پر دو چیزیں ہیں یہ جو تمہید باندھی کہ صلاحیت ہمارے پاس ہے آپ انتخاب کریں یہ مقدمہ غلط ہے۔

علل واسباب طبعی کا دخل ہے اثر ہے کوئی چیز وجود میں نہیں آتی جب تک اس کے وجود میں آنے کے اسباب فراہم نہ ہو وہ اسباب اپنی جگہ اثر گزار نہیں ہیں اثر انداز نہیں ہیں جب تک اللہ اس کے اثر کرنے کیا اذن نہ دے دے یہاں بھی ایک طفرہ لگایا ہے آپ نے کہا کہ علل طبعی اثر نہیں کرتے جب تک اللہ اجازت نہ دے دے اللہ نے خلقت کرتے ہی اسکو اجازت دی ہے آگ کا جلانا اللہ نے اجازت دی ہے آگ کو، آگ کی طبعیت میں ہی بہانے بہنے کو بنایا ہے یہاں اجازت کی نہیں ہے بات۔ اور روکنے کو آپ نے اجازت کی بات کی ہے یہ الٹا ہے۔

ایک یہ کہ یہ قدرت جو ہے حاصل کرنے کے طریقے کیا ہیں یہ اولیاء یہ اوصیاء، یہ آئمہ کیسے ایسی خارق العادت معجزے کا حاصل کرتے ہیں ایسی قدرت کو حاصل کرنے کے لیے ہمیشہ عبودیت، پرستش واقعی اور کمالات معنوی حاصل کرنے کی ضرورت ہے جب تک امتیازات اپنے لیے حاصل نہیں کریں گے اس مقام پر کوئی فائز نہیں ہوسکتا ہے یہاں انہوں نے امام باقرؑ سے نقل کیا ہے یہ مقام یہ منصب جو ہے آسانی سے حاصل نہیں ہوتا ہے وہ تقرب واطاعت سے حاصل ہوتا ہے یہاں بھی کچھ طلب کرے اطاعت مولا کا حق ہے مالک، مربی کا حق ہے کہ بندہ اس کو اطاعت کرے اگر غلام مولا کی اطاعت کرے تو ہر اطاعت پر اس کو جائزہ نہیں دیا جاتا ہے لیکن اطاعت کے مقابلے میں، بدل میں قدرت الٰہی اس کو دے دے یہ کونسی منطق ہے سزا جو ہے جزا، انعام مساوی ہونا چاہیے آپ چند رکعت نماز پڑھیں اور کائنات کا تصرف لے لیں ایک دو بات جان لیں اور کل مملکت کا سربراہ بن جائیں یہ کہاں ہے انہوں نے اس سلسلہ میں اس روایت کو لیا ہے روایت کی سند عدۃ الدعی مکتب اسلام سال ۲۹، شمارہ ۳، صفحہ ۵۹ شجرہ طوبہ صفحہ ۳۸، تجلیات ولایت صفحہ ۶۹۔

☆ خودساختگیوں کی ایک انبار کا نام خواب ہیں:- جس سے صوفیوں نے کتنی خودساختہ مزارعین بنائی ہین اوران میں سے اپنے کاروبار کے علاوہ مریدین اور ووٹر بنائے ہیں فقہا نے اس سے بہت سی فق بنائی ہے خطباء نے اس سے بہت مسائل بنائے ہیں لیکن اسکی اصل مصدر یا فارمولا کیا ہے تصور کیا ہے اس سلسلہ انہوں نے اس خودساختگی کو سند دینے کے لیے مثالیں پیش کرنے کے لیے بہت سی کتابیں لکھی ہیں

ان سب کی برگشت جا کر محمد ابن سیرین سے ملتی ہے اہل خواب نے اس کی سند مین بہت ہی خوابیں زکر کی ہیں لیکن اسل تسور کے لیے کچھ آیات سے استناد کیا ہے ان آیات میں سے ایک سورۃ اسراء کی آیت نمبر ۶۰ ہے ایک سورۃ صافات میں ابراہیم کی ذبح اسماعیل ہے ایک آیت رویاء یوسف ہے ایک روایت، روایت زندان یوسف ہے ایک روایت بادشاہ مصر ہے جب انکی روایت خوابیں حقیقت بنی ہیں تو عام لوگوں کی خوابیں کیوں بے حقیقت ہیں ان سے کیوں انکار کرتے ہیں ایک کو ماننے اور دوسرے کو نہ ماننے کا کیا منطق ہے یہ انتہائی انکی استدلال ہے لیکن واضح ہے ایک نبی کو دیکھنے کی خواب جو ہے یا اس نبی سے مربوط روایت کو عام روایتوں سے جوڑنے کا جو اللہ ایک نبی کی نبوت کے تمہید کے طور پر بنایا ہو عام لوگوں کی خواب سے چھوڑنا کہ جس روایت کے بارے میں یوسف کہیں کہ اللہ نے مجھے علم تعبیر دی ہے محمدﷺ نبی بننے کے بعد ان کو یہ روایت ہوئی ہیں اگر ہر شخص کی روایت کو مان لیں گے تو دنیا میں کوئی حقیقت باقی نہیں رہے گی اگر خوابوں کی ایک حقیقت ہے تو حقیقت سے متعلق کتاب تعبیرات خواب صرف ابن سیرین تک کیوں محدود ہوئی اور اصحاب کا ذکر کرتے ابو بکر کا ذکر کرتے کہ میں نے پیغمبرﷺ کو دیکھا کہتے حضرت علیؑ کا کہتے ایک سو سال گزرنے کے بعد ابن سیرین آجائے اور خوابوں کی تعبیر پیش کرے۔

☆ اسنادِ کرامات صوفی:- صوفی خود کو انبیاء سے افضل و برتر سمجھتے ہیں لیکن ان کیلیے اس سلسلے میں کوئی دلیل منطق نہیں ملتی جس سے اس فضیلت برتری کو ثابت کریں وہ اس سلسلے میں فقیر، درویش گدا گر درِ انبیاء کھٹکھٹاتے ہیں یا وہاں جا کر چوکھٹ پر بیٹھتے ہیں کہتے ہیں انہیں جو مقام و منصب حاصل ہے وہ اس تسلسل میں حاصل ہے جہاں اللہ نے انبیاء کو معجزات عنائیت کیے ہیں ان معجزوں کا فارمولا ہمیں بھی حاصل ہے وہ اپنے آپ کو تسلسل انبیاء گردانے کے لیے مجبور ہیں معجزاتِ انبیاء اور کرامات کے فارمولے کو ایک گردانے۔ لہذا انہوں نے معجزات اور کرامات کے فارمولے کیلیے اسم اعظم کا اختراع کیا ہے اسم اعظم کیا ہے اسمِ اعظم کے بارے میں، اسم اعظم کی توضیح وتشریح کے بارے میں ’کتاب تجلیات ولایت از علی اکبر بابا زادہ جلد اول صفحہ ۸۴ میں فصلِ نہم اس عنوان پر ہے‘ انہوں نے اسم اعظم کو اس طریقے سے اٹھایا ہے اللہ کے اسماء مبارک کے درمیان کچھ اسماء اسم اعظم کے نام سے معروف ہیں جس کسی کے پاس یہ اسم اعظم ہو وہ اپنے تمام مقاصد میں آسانی سے پہنچتا ہے آسانی سے حاصل کر سکتا ہے۔ کہتے ہیں یہ اسم اعظم کہاں ہیں بعض نے اس کو سورہ حمد میں کہا ہے کہ اس کے اندر ہے بعض نے آل عمران میں کہا ہے بعض نے آیت الکرسی میں کہا ہے ان کا کہنا ہے کہ اسی اسم اعظم کے ذریعے ہی آصف بن برخیا نے ملکہ سباء کے تخت کو سلیمان کے سامنے حاضر کیا تھا لیکن احادیث میں جو آئمہ معصومین سے وارد ہوئی ہیں اس میں اس کی بیشتر وضاحت کی گئی ہے صاحب تجلیات ولایت نے اصول کافی جلد اول صفحہ ۲۳۰ حدیث نمبر ۱ سے امام محمد باقر سے اسم اعظم نقل کرتے ہیں کہ اسم اعظم، یہ ستر حروف پر مشتمل ہیں آصف ب بن برخیا کے پاس اس میں سے ایک یہ حرف تھا اسی ایک حرف سے اس نے تخت بلقیس کو سلیمان کے پاس حاضر کیا اس میں سے اللہ کے پاس مخصوص حروف میں سے ۲۷ حروف ہمیں دیں ہیں اور صرف اللہ کے پاس ایک حرف ہے اس حدیث سے

استفادہ ہوتا ہے اسم اعظم میں ۲۷حروف آئمہ کے پاس ہیں اور ایک ناقص ہے اور یہ ایک آصف بن برخیا اور اللہ کے درمیان باقی ہے۔
دوسری حدیث امام علی الھادی سے، آپ نے فرمایا اسم اعظم ستر حروف پر مشتمل ہے آصف بن برخیا کے پاس ایک ہی تھا ہمارے پاس ۲۷ ہیں یہ حدیث بہار جلد ۲۷ صفحہ ۲۶ حدیث ۳ میں ہے
تیسری حدیث امام صادق نے فرمایا ہے حضرت عیسیٰ کو دو حروف دیئے تھے جسے وہ جو کچھ کرنا چاہتے ہیں کرتے تھے موسیٰ بن عمران کو چار حروف دیئے تھے ابراھیم کو آٹھ حروف دیئے تھے نوح کو پندرہ دیئے تھے آدم کو پچیس دیئے تھے جس نے کئی چیز نہیں کی اس کو زیادہ دیئے تھے لیکن اللہ نے سب کو ایک ہستی کے لیے، محمد اور اہل بیت کے لیے جمع کیا وہ پورے کے پورے ۲۷ ہیں ایک اللہ نے اپنے لئے رکھا ہے متحملان اسم اعظم۔ کہ اسم اعظم کو کوئی عام انسان رکھ سکتا ہے یا نہیں۔ عام انسان استعمال کر سکتا ہے صاحب تجلیات ولایت اس سلسلے میں لکھتے ہیں کہ ہر شخص کے پاس اس کی قدرت نہیں کہ اس کو برداشت کرے ایک حدیث وسائل ودرجات صفحہ ۲۱۰ بحار الانوار جلد ۲۷ صفحہ ۲۷ حدیث ۶ میں نقل کیا ہے عمر ابن حنظلہ کہتے ہیں کہ امام باقر سے کہا مولا میرا کوئی مقام ہے آپ کے پاس امام نے فرمایا کہ ہاں ہے تو عمر ابن حنظلہ نے کہا میری ایک حاجت ہے ایک نیاز ہے فرمایا کہ وہ کیا ہے کہا کہ مجھے اسم اعظم سکھائیں امام نے فرمایا کہ برداشت کرو گے تو کہا ہاں کروں گا امام اس کو کمرے میں لے گئے کمرے میں داخل ہوئے امام نے اس کو ہاتھ سے پکڑ لیا اور زمین پر رکھا کمرہ تاریک ہو گیا اور عمر کانپنے لگے پھر امام نے کہا کہ سکھاؤں تو عمر نے کہا کہ نہیں امام نے ہاتھ اٹھا لیا تو پہلے جیسا تھا
☆ شناخت خودساختگی:- احادیث صحیح کونسی ہے اور ضعیف کونسی ہے حسن کونسی ہے اور خودساختہ کونسی ہے کیا ان چیزوں کی ایک دوسرے سے تمیز کرنے کیلیے کوئی سانچہ ہے کوئی میزان ہے کوئی فیتہ ہے حدیث کس چیز سے سانچے گے کیسے پتہ چلے گا علماء کو جب حدیث ضعیف اور خودساختہ احادیث کا سامنہ ہوا تو انہوں نے خودساختہ احادیثوں کو اور ضعیف حدیثوں کو جمع کرنے کے بعد ان کی تقسیم بندی کیا اور ہر ایک کے لیے کسوٹی بنائی ان کسوٹیوں میں سے ایک کسوٹی یہ ہے احادیث خودساختہ خلاف عقل ہے عقل اس کو مسترد کرتی ہے اس سلسلے میں ہم آپ کو بعض روایات تفاسیر سے پیش کریں گے سورہ اعراف آیت نمبر ۱۷۲ میں آیت ذر ہے جس کو آیت ولایت بھی کہتے ہیں اس آیت میں آیا ہے کہ اللہ نے عالم ذر میں جمادات، پہاڑ، دریا، ستارے، حیوانات، انسان، سب کا ایک مشترکہ اجتماع کیا ان سے اللہ نے خطاب کیا کہ اے میرے محبوب کیا تم میری الوہیت کا محمد کی نبوت کا علی کی، اہل بیت کی ولایت قبول کریں گے تو یہاں سے موجودات تقسیم ہو گئے بٹ گے جس پہاڑ نے ولایت علی کو قبول کیا وہ بلند وبالا ہو گیا سرسبز وشاداب ہو گیا جس نے انکار کیا وہ خشک ہو گیا ریگزار ہو گیا جس دریا نے ولایت علی کو قبول کیا وہ شیرین ہو گیا جس نے قبول نہیں کیا وہ کڑوا ہو گیا جن درختوں نے قبول کیا وہ پھل دار ہو گئے اور جن درختوں قبول نہیں کیا وہ خشک ہو گئے جن حیوانات نے قبول کیا وہ حلال گوشت ہو گئے اور جن حیوانات نے قبول نہیں کیا وہ حرام گوشت بن گئے کہتے ہیں اسی سلسلے میں مچھلیوں میں یہ جو بغیر چھلکے والی ہیں انہوں نے ولایت علی کا انکار کیا تھا اس لئے حرام گوشت ہو گئے آئیں اس روایت اصول

شریعت سے مطابقت رکھتی ہے اصول شریعت یہ ہے کہ یہ دین اطفال نابالغ پر لاگو نہیں ہے دیوانے پر لاگو نہیں ہے مفقود العقل پر جا گو نہیں ہے تو کیسے یہ موجودات جو عقل نہیں رکھتے ہیں ان پر کیسے تکلیف آ گئی جہاں اللہ فرماتے ہیں عقل ہی سے تکلیف آتی ہے جن کے پاس عقل نہیں تکلیف کہاں سے آئی کسی عقیدے کی بھی کسوٹی ہوتی ہے کونسے عقیدے کو صحیح گردانے گے اور کونے سے عقیدے کو غلط یقیناً وہ عقیدہ غلط ہوگا جو خلاف عقل ہوگا وہ عقیدہ صحیح ہوگا عقل جس سے اتفاق کرے گی وہ عقیدہ صحیح ہوگا جو اپنی صحت پر دلیل عقلی رکھتا ہو

☆موضوعات غیب گوئیاں، پیشگوئیاں:- نبی اکرمؐ، انبیاء یا ہمارے نبی جب کہیں کسی جنگ میں یا امت زیادہ پریشان ہو جائیں متزلزل ہو جائیں مضطرب ہو جائیں تو، تو ان کے مستقبل کامیابی و فتح و فتوح کی خبر دی ہے تا کہ شکستہ دل کو جوڑیں گری ہوئی ہمت کو بحال کریں لیکن امت کے مستقبل کو تاریک، بدتر، بدبخت، شقاوت، کساوت، فتنہ فساد تفرقہ انتشار جیسی پیش گوئیاں کرنا کسی بھی حوالے سے نبی کی صفات گردانا نہیں جاتی صفات مستحسن، جس کو صفات مستحسن نہیں کہا جا سکتا یعنی اخبار شوم تو کہا جا سکتا ہے ان پیشگوئیوں کے ذریعے آنے والوں کا راستہ روکتے ہیں موجودہ لوگوں کا دل برداشتہ ہوتا ہے ممکن ہے کوئی اس دین سے نکل کر ایسے دین میں جائیں جس میں یہ چیزیں نہ جائیں چنانچہ اس دین میں فتنہ پردازیاں، فتنہ جوئیاں دشمنان نے ہر حوالے سے اس دین کو مفلوج مجروح مطعون بنانے کے لیے بہت سی پیشنگوئیاں کے اخبار جعل کیں ہیں جس کو علماء نے ملاحم وفتن کہا ہے

کتاب موضوعات جلد۲ صفحہ ۳۶۳

۱۔ دین فروشی۔ عبدالوھاب حافظ نے محمد ابن مظفر سے، انہوں نے عتیقی سے، انہوں نے یوسف بن احمد سے، انہوں نے عقیلی سے، انہوں نے محمد بن موسیٰ ابن حماد سے، انہوں نے عقبہ بن مکرم سے، انہوں نے یوسف بن بکیر سے، انہوں نے زیاد ابن منظر سے، انہوں نے نافع ابن حارث سے، انہوں نے انس سے، انہوں نے رسول اللہؐ سے نقل کیا کہ کہا دن رات زیادہ نہیں گزریں گے قائم قیام کریں گے اور کہیں گے کون ہے اپنے دین کو ایک درہم میں فروخت کرے اپنے دین کو درہم کے لیے فروخت کرنے والا کون ہے ابن جوزی لکھتے ہیں یہ حدیث صحیح نہیں ہے اس حدیث کو گھڑنے والے زیاد ابن منظر ہے یحییٰ نے کہا کہ یہ جھوٹے ہیں اللہ کے دشمن ہیں اس کی خبر کی قیمت ایک فلس بھی نہیں ہو سکتی

۲۔ لوگ آخر زمان میں متغیر رہیں گے۔ عبدالاول بن عیسیٰ نے ابوسہیل بن عیسیٰ نے، انہوں عبدالرحمٰن ابن ابی شعیب سے، انہوں نے ابو سہل ابن ابراھیم بن یزید قاضی سے، انہوں نے قاسم بن عباد سے، انہوں نے محمد ابن معاویہ سے، انہوں محمد ابن سلمیٰ حیرانی سے، انہوں نے کثیف سے، انہوں نے مجاھد سے، انہوں نے ابن عباس سے انہوں نے رسول اللہ سے کہ قال رسول اللہؐ! پیغمبرؐ نے فرمایا آخر زمان میں ایسی بہت سی اقوام آئیں گی ان کے چہرے انسانوں کے چہرے ہونگے ان کا دل بھڑیوں کا دل ہوگا ان کے دل میں رحمت نہیں ہونگے یہ خون بہانے والے ہونگے کسی برائی سے وہ بعض نہیں آئیں گے اگر ان کی بیعت کریں گے وہ آپکو ضرر دینگے اگر انکو امین بنائیں گے وہ

آپ سے خیانت کریں گےان کے بچے نقصان دہ ہونگے ان کے شیخ امر بالمعروف ونہی عن المنکر نہیں کریں گےان سے عزت طلب کرنا ذلت تصور ہوگا مومن ان کے اندر ضعیف ،سنت ان کے پاس بدعت ، بدعت ان کے پاس سنت ،اللہ ان پرحشرار نازل کرے خیار ان پر مسلط کرے وہ دعا کرے گے قبول نہیں ہوگیا بن جوزی کہتے ہیں یہ حدیث پیغمبرؐ سے گھڑی گئی ہےاس حدیث میں محمد ابن معاویہ معروف ہےاحمد دارقطنی نے کہا یہ کذاب ہےنسائی نے کہا یہ متروک الحدیث ہے

۳۔مہینوں میں رونمائی ہونے والی نشانیاں ۔ ہرمہینے کے لیےایک نشانی بتاتی ہے کہ فلاں مہینے میں یہ پیش آئیں گے مینہ نے خالد سے،انہوں نے منہ خراش سے انہوں حماد ابن زید سے انہوں نے ایوب سے،انہوں حسن ابن سحر سے،انہوں نے ابن قدامہ سے، انہوں نے پیغمبرؐ سے کہ پیغمبرؐ نے فرمایا ایک صدی کے بعد کوئی مولود اگر پیدا ہو جائے تو خدا اس کا محتاج ہے یہ کون تھے احمد ابن حنبل تھے ایک امت کا ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہونا یہ بھی حدیث ہےان میں سے ایک صدی بعد ایک مجدد آئیں گے۔

☆ **خودساختہ احادیث کا ایک عنوان امام مہدی ہیں:-** ۱۔ امام مہدی کے لفظ ہی میں خودساختگی پائی جاتی ہے کیونکہ مہدی کا معنی قواعد عربی کے حوالے سے ھدایت یافتہ کو کہتے ہیں جبکہ مراد ھدایت دینے والا مراد لیا جاتا ہے

۲۔ امام مہدی سے مراد وہ امام ہیں جو پس پردہ غیب سے لوگوں کی ھدایت ورہنمائی کرتے ہیں حالات پرنگرانی کرتے ہیں نظارت رکھتے ہیں

۳۔ لوگوں کو، ماموم کو پریشان نہیں ہونا چاہیےان کی آمد کا ضرور انتظار کرنا چاہیے جلدی کرنے کی بات نہیں آئیں گےضرور چاہے ایک دن کے لیے ہی۔

۴۔ امام مہدی،اس لفظ کا استعمال کب سے شروع ہوا اور کس نے شروع کیا یہ بھی بحث طلب ہے

۵۔ امام مہدی کے اصل وجود کے ہونے یا نہ ہونے کو نظر انداز کر کے فرعی مسائل میں، الجھنوں میں، مباحثوں میں، مناظرات میں مصروف کیے ہوئے ہیں

۶۔ دین اسلام میں کوئی ایسا موضوع اصول عقائد، یا فروع دین ایسا نہیں ہوگا جتنے امام مہدی کے بارے میں وارد روایات ہیں جس کی تعداد چار سو سے زائد بتاتے ہیں

۷۔ امام مہدی کے بارے میں لکھی گی کتابیں اتنی زیادہ ہیں جو کسی اور امام کے بارے میں، نبی کے بارے میں نہیں ہیں۔

۸۔ امام مہدی کی آمد کے بارے میں روایات تھوڑے سے فرق کے ساتھ شیعہ،سنی دونوں کی مجوعہ روایت میں پائی جاتی ہیں

۹۔ ایک مہدی کی، ایک نجات دہندہ کے انتظار میں امیدیں باندھ کر رکھنے اوران کے نام سے فراڈ، دھوکہ بازی، اورلوٹ مار، جمع دولت، طلب اقتدار کی مثال اگر تاریخ میں تلاش کریں تو اس کا مصداق جلی سامری ہوگا

۱۰۔ اتنی کثر کتب اورروایات ہوتے ہوئے امام مہدی کے بارے میں معتقدین امت اسلامی میں بہت محدود تعداد میں پائے جاتے ہیں بعض امت میں ایسے تصور ناپید ہیں ہی نہیں بعض اپنے اماموں کا انتظار کرتے ہیں بعض اس کے مصادیق میں اختلاف کرتے ہیں

۱۱۔ امام مہدی کے معتقد، منتظرین، مستعفدین کا سراغ اگر لگایا جائے ان کی جمع شدہ دولت بود و باش خواہشات کا اندازہ لگائیں گے تو سب سے زیادہ عیش طلب، راحت، مالی سہولیات میں محو اور مستغرق پائیں گے

۱۲۔ امام مہدی کے معتقدین ہمیشہ تاریخ میں لوگوں کو، ان کے ماننے والوں کو یکجا نہیں کرسکے اس امام کے وفات پانے کے بعد لوگ دو گروہوں میں تقسیم ہوتے رہے ۱۔ ایک نے کہا کہ یہ وفات پائیں ہیں ان کے وفات پانے کے بعد ہمیں کسی اور کو منتخب کرنا ہے ۲۔ یہ وفات نہیں پائے ہیں وہ آئیں گے ان کے آنے تک وہ اور ہمارے درمیان یہ واسطہ ہیں جس کو انہوں نے باپ کا لقب دیا ہے ایک واسطہ جعل کیا ہے وہ سہولتیں جو امام کو حاصل تھی وہ ان کو دی ہیں چنانچہ نواب اربعہ یا بواب اربعۃ عشر امام مہدی کے بارے میں بعض نے پہلے باپ کا دعویٰ کیا پھر تھوڑے عرصے کے بعد خود مہدی ہونے کا اعلان کیا۔

۱۳۔ امام مہدی اس کو کہا گیا ہے جس کے وجود کے بارے میں کوئی گواہ صدق، شاہد نہ ہو نہ کوئی قرائن شواہد ان کے وجود کے بارے میں ملتے ہوں کسی قسم کے شاہد و گواہ نہ ہوں وہاں ایک امام مہدی کا تصور کیا جاتا ہے یعنی اس کے وجود کے بارے میں ان کے پاس کسی قسم کے دلائل نہیں ملتے ہیں شواہد نہیں ملتے ہیں وہ دوسروں کو قانع نہیں کرسکتے ہیں وہاں امام مہدی کا تصور آتا ہے اب آتے ہیں ہم ہیں کہ یہ سارے موضوعات ہیں تمہیدات ہیں امام مہدی کے بارے میں۔

امام امیرالمومنین کی شہادت کے بعد آپ کے کسی فرزند نے، آپکے کسی عزیز نے، آپ شناخت شدہ کسی اصحاب نے، امت میں کسی نے بھی نہیں کہا کہ آپ نہیں مرے ہیں لیکن ایک گروہ فاسد، بے دین، ملحد، یہودی نے یہ اعلان کیا کہ علی قتل نہیں ہوئے ہیں علی مثل عیسیٰ ہے علی کو کسی نے قتل نہیں کیا علی غائب میں گئے ہیں غیب میں جانے کا ذکر کیا ہے انہوں نے ان کو امام نہیں کہا ہے چنانچہ یہ فرقہ غیض وغضب امت قرار پایا اور وہ مستحق سزا قرار پائے وہ اور اس کا فرقہ مبغوض ہونے کے بعد اگلے اس فکر کے بانی مختار ابن ابی عبیدہ ثقفی گمنام ہے جس کی اسلام میں کوئی تاریخ نہیں حوس اقتدار سے لبریز تھا منصب اسلامی سے خارج تھا وہ از خود کسی منصب کے حاصل کرنے میں دینی پہلو، اجتماعی پہلو نہیں رکھتے تھے لہذا انہوں نے محمد ابن حنفیہ کو امام قرار دیا اور محمد ابن حنفیہ کی وفات کے بعد ان کے امام ماننے والے، ان کے گرد وہی افراد جمع ہوئے ہیں جو فرقہ سبائیہ، سب ان کے گرد جمع ہوئے انکو کسانیہ کہا گیا ہے مختار کے قتل اور محمد ابن حنفیہ کے بیٹے ابوھاشم کی وفات کے بعد یہ فرقہ ختم ہوا اور امام مہدی امام محمد ابن حنفیہ کے غیب میں جانے کا اعلان کیا کہ آپ غیبت میں گئے ہیں اس کے بعد اگلا مرحلہ یہاں سے اندازہ کریں امام مہدی یعنی اقتدار طلبان، اقتدار خواہاں کا نام ہے چنانچہ عبداللہ محض نے بیک وقت اپنے دو فرزندوں کو امام بنا کر ایک کو مدینہ دیا حجاز، ایک کو بصرہ عراق دیا دونوں کو الگ الگ علاقے میں امام بنایا نفس ذکیہ اپنے قد و قامت، شکل وصورت، رہن

وسہن، کے حوالے سے ایک ایسے منصب کے لیے موضوع تھے وہاں سے انہوں نے امام مہدی کے تصور کو اٹھایا ہے وہاں سے انہوں نے حدیث بنائی ہے کہ پیغمبرؐ نے فرمایا کہ ایک مہدی آئیں گے اس امت کو نجات دلانے کے لیے وہ مہدی یہ مہدی ہیں اور ان کے تمام حلیات ،صفات،نصب کے لیے انہوں نے احادیث جمع کیں ہیں جب نفس ذکیہ کا قتل ہوا تو ان کے قتل کے بعد محمد باقر کی وفات کے بعد انہوں نے امام محمد باقر کو غیب میں جانے کا دعویٰ کیا اور بعض انکی غیبت کے قائل رہے اور اکثر و بیشتر امام جعفر صادق کے گرد جمع ہوئے لیکن امام جعفر صادق ان کی وہمیات وفاسق عقائد کے،خواہشات کے سراسر خلاف تھے ایک وسیع پیانے پر مہدی کا تصور جو پھیلا ہے وہ امام صادق کی وفات کے بعد پھیلا ہے وہ ابھی تک وہی تصور باقی ہے اس وقت بھی۔امام صادق کی وفات کے بعد ابوالخطاب اسدی محمد ابن مقلاص نے جو تحریک جو کوشش جو فکر بنائی کہ اسماعیل امام صادق کے بعد امام ہونگے اور اتفاق سے امام صادق سے پہلے اسماعیل وفات پائے اگر زندہ ہوتے امام صادق کے بعد،تو دنیا میں کیا بر پا ہوتا یہ تو اللہ ہی جانتا،لیکن جو فکر باطل کی بنیاد رکھی وہ فکر مری نہیں وہ فکر اپنی جگہ زندہ رہی یہاں سے خطابیین کا امام مہدی کے بارے تصور کٹ گیا بعض نے خود امام صادق کو امام مہدی قرار دیا کہ آپ غیبت میں گئے بعض نے خود اسماعیل کو امام مہدی قرار دیا کہ وہ مرے نہیں ہیں وہ غیبت میں گئے ہیں بعض نے ان کے فرزند اسماعیل کو امام مہدی قرار دیا کہ وہ امام مہدی ہیں تو بیک وقت اسماعیلی تین اماموں کے امام مہدی کے قائل ہیں اس وقت بھی شیعوں میں امام مہدی کا تصور، جو چرچا ہے وہ اندر سے چار گروہوں میں تقسیم ہے ایک امام مہدی وہ جو ملحد زندہ ہے اور تین امام جو ہیں وہ امام صادق مراد ہیں یا اسماعیل مراد ہیں یا ان کے بیٹے اسماعیل محمد امام مہدی۔ اگلا جو حصہ ہے انہوں نے جو ان کو نہ ماننے والے ہیں ان کو جمع کر کے عبداللہ کے پیچھے لگایا جب وہ وفات پائے تو موسیٰ بن جعفر کے پیچھے لگایا اور لاتے لاتے آگے جا کر امام حسن عسکری جب لاولد دنیا سے گزرے چنانچہ کتاب فرق شیعہ نوبختی اور فرق مقالات سعد عشری میں آیا ہے اور دیگر فرقوں کے متعلق کتابوں میں، کہ امام حسن عسکری جب لاولد اس دنیا سے گئے تو ان کے ماننے والے پندرہ فرقوں میں بٹ گئے ان پندرہ فرقوں میں سے ایک فرقہ ہے جو کہتا ہے کہ امام مہدی کے پیدا ہوئے ہیں اور وہ غیبت میں گئے ہیں اب نہ ان کو کسی نے پیدا ہوتے ہوئے دیکھا ہے نہ وہ غیب میں جاتے ہوئے کسی کو جانشین، وکیل،نمائندہ کہتے ہوئے گئے ہیں اب جو انکے نوابین نے دعوی نیابت کیا ہے ان کی نیابت بھی طریق شرعی، قانونی، عقلی سے ثابت نہیں ہے اگر اس وقت امام مہدی کے نام سے کوئی صدا، چیخ و پکار،شور وزور ہے وہ سب طاقت کے بل بوتے پر ہے یہاں سے آپ قارئین مسلمانوں کو وہ عبرت لینی چاہیے عقل سے ناخن لینے چاہیے ہزار سال گزر گئے ہیں اس کا معنی کیا ہے کہ ایک انسان غیب میں ہے اور وہ آئے گئے وہ ہزار سال سے غائب میں ہیں وہ ہماری ھدایت کررہے ہیں وہ ہماری رہبری کررہے ہیں حتیٰ ابھی تک امام مہدی کا ایک قول بھی ہم تک نہیں پہنچا ہے کہ جو ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا ہے ہاشم بحرانی نے جو ضخیم کتاب لکھی ہے انہوں نے ان کو یہودی، مسیحی، مجوسی، وغیرہ نے دیکھنے کا ذکر کیا ہے اور گواہ عادل نہ ہونے کی وجہ سے جب بات آتی ہے تو کہتے ہیں اس وقت تقیہ میں تھے امام اس کو ذکر نہیں کر سکتے تھے امام اظہار نہیں کر سکتے تھے غور کریں اگر امام تقیہ

میں ہوں جس نے ھدایت کرنی ہے تو پھر دوسروں کا کیا حکم ہے؟ اگر وہ تقیہ میں تھے تو ہمیں تمام اصولوں کو بالا طاق رکھ کر ان کو ماننا چاہیے اس وقت عقل بیٹھ جائے قرآن بیٹھ جائے شواہد و گواہ کے اصول ختم ہو جائیں ایسا ماننے کی کیا منطق ہے۔؟

تصور مہدی۔ تصور مہدی ایک تصور غیر اسلامی، غیر قرآنی، مفاد پرست، دینی مافیہ کے ایجنٹ یا کارنامے یا ان کے اختراع ہونے کے بہت سے شواہد و گواہ ہیں

۱۔ اس نظام کائنات میں انقلاب ہمہ گانی، جہانی، ہمہ جہتی پیدا کرنے والے اس مہدی کے بارے میں آیات محکمات نہ ہونے کی وجہ سے اس گروہ نے صیغہ منافیقین پر چلتے ہوئے بہت سی آیات متشابہات پیش کیں ہیں جیسا کہ ھاشم بحرانی نے ایک سو بیس آیات سے استناد کیا ہے آیات متشابہات سے استناد کارِ منافقین ہونے کی وجہ سے بہت سے علماء کو شرم وحیاء آ کر انہیں یہ کہنا پڑھا ہے کہ مہدی کے بارے میں ہمارے پاس آیت قرآن نہیں ہے جس قرآن میں زوجہ مطلقہ کی نفقہ کا ذکر ہو عورت کی ماہواری کا ذکر ہو آخر کیوں امام مہدی نجات دہندہ بشر کا ذکر نہ ہو تورات میں محمدﷺ کے آنے کا ذکر آیا ہے تو کیوں قرآن میں امام مہدی کا ذکر نہیں۔ مرحوم سید محمد باقر، حکیم آیت اللہ محمد حسین فضل اللہ، اور دیگر بہت سے عمائدین نے واضح انداز ے میں کہا ہے کہ ہمارے پاس آپ کے بارے میں نہ دلیل عقلی ہے نہ آیات قرآنی ہیں بس ہمارے پاس روایات ہیں ان کے اعتراف کے بعد ہم رہیں گیا ور روایات رہیں گئیں روایات کے لیے علماء نے کہا ہے جس ایکسرے سے، جس سانچے سے، صحیح غلط روایات جانچنے کا اصول ہے اس سے گزاریں اگر آپ چور نہیں ہیں فراڈ نہیں ہے تو کیوں ڈرتے ہیں کم از کم آپ کے پاس چار سو روایات ہیں ان میں سے دس بھی صحیح نکلیں گئیں تو وہ ہی کافی ہونگیں

۲۔ بڑے بڑے علماء پائے کے شہید مطھری، شہید الصدر، نے امام مہدی پر استدلال کرتے وقت آیت سے استدلال کرنے کے بجائے کتاب لکھتے وقت فرمایا کہ تصور مہدی بین الاقوامی تصور ہے اقوام وملل کا تصور ہے کمالِ احترام تجلیل کے ساتھ ان بزرگان کی خدمت میں خاضعانہ، خاشعانہ، ذلیلانہ، عرض خدمت ہے یہ اقوام وملل جن کا تصور ہے وہ کل اقوام وملل ہے یا اقوام وملل کے مفاد پرست، منافق، اس ٹولے کا ہے اگر اقوام وملل کا تصور ہے تو اس ممالک اسلام میں، دنیا میں بسنے والے ایک ارب مسلمان میں سے پچاس کڑوڑ کیوں نہیں مانتے ہیں اس کو۔ کیوں تمام شیعہ بھی نہیں مانتے ہیں اس کو، صرف ایک ٹولہ کیوں مانتا ہے اس کو۔

۳۔ اب تک جتنے تصور مہدی غلط ہونے کے، کارِ شیطانی ہونے کے ثبوت میں سے ایک یہ ہے اس کے دعوی کرنے والے بہت سے لوگوں کا چہرہ اس دنیا میں واضح ہوا ہے وہ ملحدین ومنافقین وکافرین ومشرکین کے نمائندے نکلے ہیں امثال قادیانی غلام احمد، محمد علی باب، بہائی، بہاؤالدین وغیرہ

ہاشم رفسنجانی اپنی کتاب امیر کبیر میں لکھتے ہیں اس وقت بہت سے جوگوں نے دعوی امامت کیا ہے اسی انقلاب اسلامی کے بعد اب تک بہت

سے امام مہدی کے دعوی داروں کو گرفتار کر کے بعض کو زندان، بعض کو موت کے گھاٹ اتارا ہے کیا شبہ قتل پہلے والے قاتل کو قتل نہیں کیا جا سکتا ہے امام مہدی کے دعویدار کو قتل کر سکتے ہیں کیوں انقلاب اسلامی ان کو قتل کرے

۴۔ ایران سے لے کر، عراق سے لے کر اس ملک میں جہاں بہت سی ایسی جگہ ملے گی جو امام زمان سے منسوب ہے وہ مرکز فحشاء ہے مرکز قباحت خانہ ہے اگر واقعی صحیح معنوں میں ایک ایسی ہستی اس کی واقعیت رکھتی ہو تو ان علماء کو شرم وحیاء آنی چاہیے تھی ان مراکز فحشاء کے بارے میں، کیوں ان مراکز کو ہمارے اس امام سے منسوب کیا ہے جہاں گناہ کبیرہ کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا کیا ہم مسلمان صرف مفاد پرست مافیہ ہیں یا کوئی دین واسلام وقرآن ومحمدؐ کے ماننے والے بھی کوئی ہیں اگر ہیں تو ان کو ان چیزوں پر خاموش نہیں رہنا چاہیے ھیھات من الذلہ کہنے والے کیوں ذلت برداشت کرتے ہیں کیوں خار ہوتے ہیں

☆ تصور امام مہدی شیطانی ہونے کا ایک ثبوت گواہ وہ روایات کثیرہ متضاد ومتناقض ہیں ایک روایت میں کہتے ہیں کہ امام کا نام حرام ہے اور دوسری روایت میں عملاً ان کا نام لیتے ہیں ایک روایت میں کہتے ہیں آپ کی معرفت کے بغیر موت جاھلیت کی موت ہوگئی دوسری روایت میں کہتے ہیں معرفتِ امام ناممکن ہے کہتے ہیں اگر کسی نے آپ کو دیکھنے کا یا آپ سے ملنے کا ملاقات کرنے کا دعوی کیا تو اس کو جھٹلاؤ کہ تم غلط کہتے ہو تم نے نہیں دیکھا دوسری طرف سے علامہ حلی سے لے کر سید البحر العلوم سے لے کر حسن ابطحی تک ایک لمبی فہرست ہے اور بہت سی کتابیں لکی ہیں جنہوں نے آپ سے ملاقات کی ہے ایک طرف کہتے ہیں آپ کا ظہور کب ہوگا کسی کو پتہ نہیں یہ اللہ جانتے ہیں خود امام جانتے ہیں کبھی کہتے ہیں کہ خود امام کو بھی پتہ نہیں صرف اللہ جانتا ہے جبکہ حوزہ علمیہ قم آیت اللہ بہجت نے دس سال تک امام کی ظہور کی بشارت دیتے دیتے اپنے اکاؤنٹ میں ایک ملین تمان جمع کیا تھا لیکن خود دنیا سے گئے اور امام کا ظہور نہ ہوسکا ہمارے ملک کے گوشہ وکنار میں بھی علماء نے امام زمانہ کے ظہور کے ظاہر ہونے کے بارے میں خوشخبریاں دی ہیں امام آئیں تو ان کے بسانے کے لیے شہر سازی شروع کی کسی نے مہدیہ سٹی بنائی کسی نے قائم سٹی بنائی کسی نے منتظر سٹی بنائی لیکن آخر میں جب شرمندہ ہوئے ظہور ہوتے ہوئے نظر نہیں آیا تو کراچی کینٹ کے اسٹیشن ماسٹر کی طرح کہ تیز گام اور تیز رو ۱۲ گھنٹے لیٹ ہے انہوں نے کہا کہ انجن خراب ہونے کی وجہ۔ آپ لوگوں نے کہا کہ ہماری نیت خراب ہونے کی وجہ سے امام کا ظہور غیر معینہ مدت تک ملتوی ہے کیا یہ چیزیں نہیں ہوئی ہیں اگر غلط ہوئی ہیں تو کسی نے روکا ہے کسی نے کیا کہ باطل گوئی مت کرو اور لوگوں کو دھوکہ مت دو۔

☆ حدیث مرفوع:۔ اس حدیث کو کہتے ہیں جسے نبی کریمؐ کی طرف نسبت دی گئی ہو جس کو صرف نبی سے نسبت دی گئی ہو اور جسے نبی کے قول وفعل سے استناد کیا گیا ہو اس تعریف کے تحت حدیث متصل السند، منقطع السند، صحیح، حسن، ضعیف، موضوع، قبول، مردود سب حدیث مرفوع ہیں جو لوگ حدیث مرفوع کو حدیث مرسل کے مقابلے میں گنتے ہیں ان کی مراد صرف حدیث متصل ہے

☆ حدیث موقوف:۔ حدیث موقوف اس حدیث کو کہتے ہیں جو صرف اصحاب تک استناد کرے اصحاب سے اوپر نہیں جیسے قال عمر، عمر نے

کہااس کوموقوف کیوں کہاہے کہ یہ صحابی پررک گئی اوپرنہیں گئی اس لیےاس کوموقوف کہتے ہیں ابن صلحہ اور علمائے حدیث نے کہاہے کہ کہ یہ حدیث موقوف اپنی جگہ استناد متصل صحابی سے ہے اس کوموقوف موصول کہتے ہیں اور جس کی استناد متصل نہیں اسے موقوف غیر موصول کہتے ہیں بعض نے حدیث موقوف کی جگہ اثر استعمال کیا ہے

☆ حدیث مقطوع:- حدیث مقطوع اس حدیث کو کہتے ہیں جو کسی تابعی سے استناد کی گئی ہے اس کی جمع مقاطع ہے قاطع وہ جو غیر منقطع ہے یہ حدیث مقطوع اپنی جگہ صحیح بھی ہے حسن بھی ہے ضعیف بھی ہے حدیث مقطوع اپنی جگہ تمام اقسام کی حامل ہے حدیث موقوف حدیث مقطوع کے مصادر کیا ہیں اس سلسلے میں مندرجہ ذیل یہ کتب ہیں

مصنف عبدالرزاق بن عمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ

مصنف ابی بکر بن شیبہ متوفی ۲۳۵ھ

اسی طرح کتب تفسیر، تفسیر ابن جرحی ، یہ تفسیر آیات کریمہ، اقوال صحابہ وتابعی تک محدود ہے صحابی کا کاذکرکر کے ختم کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ تفسیر میں آیا ہے

حدیث موقوف، مقطوع کے بارے میں احکام:- علماء میں اختلاف ہے وہ احادیث جو صحابہ کی طرف سے ثابت ہے

حدیث موقوفہ آیاان سے احکام شرعی ثابت ہوتے ہیں یانہیں رازی نے حنفیوں سے، فخرِ اسلام سے، متوخرین علماء نے مالک سے، احمد سے نقل کیا ہے کہ یہ بھی حجت ہے اصحاب سے نقل بھی حجت ہے کیونکہ اصحاب سنت پر عمل کرتے ہیں اور تبلیغ شریعت کرتے ہیں جبکہ بعض حنفی اور شافعی کا کہنا ہے کہ حجت نہیں ہے ممکن ہے صحابی نے خود اپنا اجتہاد کیا ہو اور ممکن ہے صحابی نے غیر رسول اللہ سے سنا ہوا گر حدیث موقوف میں ایسے لفظی معنوی قرائن شواہد موجود ہوں جو اس بات پر دلیل کرتے ہوں یہ رسول اللہ سے ہیں اس صورت میں اسکا حکم حدیث مرقوف کا حکم ہے اس سے استناد کرسکتے ہیں اس کے بارے میں کچھ مسائل بھی ہیں نماز کے بعد شرعی مقالیل، احوال اغرب گزشتہ گان کے قصے جو صحابی سے لیے ہیں اہل کتاب سے نہیں لیے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ صاحب شریعت سے لی ہیں ان میں سے ایک تفسیر شان نزول ہے جو صحابی سے لی ہے صحابی دوران نزول قرآن موجود ہیں ایسی حدیث حکم مرفوع ہے نہ کہ وہ تفاسیر جو آیت کے معنی کو بیان کرتی ہیں۔

نسبت رسول اللہ سے نہیں دی ہے نسبت دور رسول اللہ سے نہیں دی ہے پیغمبر کے دور سے نسبت دی ہے ان میں اختلاف ہے۔

متن احادیث:- غریب احادیث یعنی وہ احادیث جن کے الفاظ بہت غامض ہیں پیچیدہ ہیں انکے معنی سمجھنا بہت مشکل ہے معلوم نہیں کہ اس حدیث میں کیا مطالب بیان ہوئے ہیں کہا کہنا چاہتے ہیں علماء نے کہاہے کہ یہاں واجب ہے اس میں زیادہ بحث ودقت کریں کہا کہ کہیں ایسانہ ہو کہ حکم شرعی میں تحریف نہ ہوجائے خدااور رسول کی طرف غلط نسبت نہ دے دیں احمد بن حنبل سے حدیث غریب کے

بارے میں پوچھا گیا تو احمد بن حنبل نے کہا حدیث غریب جاننے والوں سے پوچھو مجھے کراہت لگتی ہے کہ پیغمبر کے ایسے قول کے بارے میں گمان سے معنی کروں ہوسکتا ہے کہ میں غلطی کروں ابو قلابہ عصمی سے پوچھا وہ ماہر لغوی ہیں کہ پیغمبر کے اس قول کا معنی کیا ہے تو انہوں نے کہا کہ میں احادیث کی تفسیر نہیں کرتا۔ ابوعبیدہ بن قاسم نے اپنی کتاب میں غریب احادیث کے بارے میں کہا ہے کہ میں نے اس کتاب کو چالیس سال میں جمع کیا یہ میری عمر کا خلاصہ ہے۔

روایات یعنی تہوارات عرب (روایات):- اسلام آنے سے پہلے عربوں میں رائج روایات کی تین قسمیں ہیں دینی ہیں، اجتماعی ہیں، تجارتی ہیں۔ انکی اپنی بنیاد ہے ایک تاریخ ہے ایک پس منظر ہے عام طور پر تین تہوار ہیں

۱۔ ایک تجارتی کاروباری اصل میں تجارت ہے نمائش ہے لیکن اس کو میلے کی شکل دی گئی ہے دیگر امور کو بھی اس میں شامل کر کے اس کو ایک تہوار کی شکل دی ہے۔

۲۔ دینی ہے عرب میں بت پرستی، شرک ہر ادیان میں موجود تھے یہ تصورِ دینی ہے

۳۔ اجتماعی ہے یعنی ظلم ہے پسماندگی ہے جہالت ہے غارت ہے ان چیزوں کو لوگوں نے یاد رکھا ہے مثلاً بازار عکاظ یہ تقریباً پانچ سو سال چلا ہے

حج، حضرت ابراہیم سے لے کر پچیس سو سال چلا ہے

کتاب مواسم العرب جلد ۱ صفحہ ۸

اسلام جب آیا ان روایات، تہواروں میں سے بعض کو بے حرج، جائز گردانا اور ان میں موجود شرک، وطن پرستی وغیرہ کو مسترد کیا انہی میں ایک تہوارِ حج ہے جو کہ اسلام کے ارکان میں استعمال ہوا تہوار حج کو دائم رکھنا، باقی رکھنا ممکن نہیں تھا جب تک اس کیلیے دو عنصر، کردار ادا نہ ہو جائیں ایک تہوارِ حج کو باقی رکھنے کی لیے امن کی ضرورت تھی کہ لوگ آنے اور واپس جانے تک حفظ و امن میں ہوں۔ غارت گری لوٹ مار کا نشانہ نہ بنے یہ ایک ضمانت شدہ قواعد ضوابط کے تحت ہونا چاہیے یہ ضرورت تھی کہ عرب جو ہیں مہینے سال کا حساب جان لیں عرب اس مہینے کو حساب کرتے ہیں ان کے حساب سے ان ایام کے انعقاد معین ہو جائیں آپکے پاس زمانہ جو ہے تہوارات جو ہیں مختلف اندازے میں ہوتے ہیں ایک فصل کے حوالے سے ہوتے ہیں سردی کا مہینہ، گرمی کا مہینہ، یا خزان کا مہینہ، ایک ایسا وقت چاہیے تھا جو پورے عربوں کے لیے سزاوار ہو مناسب ہو ہر جگہ اور ہر ملک کے لیے، اپنے تمام اختلاف کے باوجود عقائد، دیانت اور یہ اس صورت میں ہوتے ہیں کہ موسم گردش میں رہے عرب نے اس موسم کو مستقل رہنے کی کوشش کی تھی ایک موسم میں کیونکہ جنگ، غارت گری ان کی طبعیت فطرت بن چکی تھی۔ ان کے لیے اس کو چھوڑنا آسان نہیں تھا دوسری طرف تہواران کے لیے ضروری تھے تو انہوں نے کیا کیا کہ مہینے کا حساب چاند سے کرتے تھے لیکن چاند گردش میں رہتا تھا تو انہوں نے ایک مہینہ لیٹ کیا مثلاً محرم کا جو مہینہ ہے وہ اشروع حرم میں ہے اس پر انہوں نے

ذیقعد کے مہینے میں جنگ کو جاری رکھتے ہوئے محرم تک لے جاتے تھے صفر تک لے جاتے تھے دوسرے سال اس کو ہٹاتے تھے
کتاب مواسم العرب صفحہ ۷۷
روایاتِ دینی یا آیات:- روایات اجتماعات کی بنیاد، تجارت، کاروبار، نمائشِ تجارت تھی اصل بنیاد یہ تھی لیکن اس میں زیادہ فوائد حاصل کرنے کے لیے اس کو وہ ایام حج میں، ایام عبادت میں، عید کے دن کے نزدیک، عید سے پہلے یا بعد میں رکھتے تھے یہ ایک مظہر ہے دوسرا مظہر بنیاد حج ہے لیکن اس موقع پر استفادہ حاصل کرنے کے لیے میلے رکھتے تھے ہماری بحث اس وقت آیات میں سے ہے آیات سے مراد وہ دن ہے جس میں وہ بازاروں میں آکر یا اجتماعات میں آکر خوشی کا مظاہرہ کریں عرب اجتماعات پہلے دن سے ہی اپنے لیے بعض بت، الہ، معبود انتخاب کیے ہوئے تھے ان کا خیال تھا کہ یہ جو معبود ہیں کائنات کو یہی چلاتے ہیں یہ صاحب وامر ونہی ہیں ان کی خوشی روایات پر چلتی ہے اس حوالے سے وہ ایک معبود ہوائی کو اپنائے ہوئے تھے، ایک معبود بارش، ایک معبود نور، ایک معبود ظلمت وتاریکی، ایک معبود ربی، ایک معبود جنگ، اس طرح بہت سے معبود انہوں نے گھڑ لیے تھے ان کی پرستش کرتے تھے ان کے لیے خانے بنائے ہوئے تھے اور ان کے لیے جائے نزرورات پیش کرتے تھے اور اس کے لیے سال میں ایک دن معین کرتے تھے اور ان کے لیے رسومات، طور طریقے، تعظیم کرنے اور ان کو بہتر کرنے، تروتازہ کرنے کی تمام افکار کو انہوں نے گھڑ لیا تھا اور اس اجتماع کو باہیبت بناتے تھے تاکہ لوگ زیادہ جمع ہو جائیں اور عبادتیں کرتے تھے اس میں خوشبو چلاتے تھے کھانے پینے کا بندوبست ہوتا تھا۔ شراب ہوتا تھا رقص ہوتا تھا غنا، خوشی یہ تمام چیزیں اس عبادت کے نام سے انجام دیتے تھے یہ رفتہ رفتہ گزشتہ زمان کے ساتھ ایک عید موسمی کی شکل اختیار کر چکا تھا۔ ان آیات میں سے گزشتہ زمان کے ساتھ بعض آیات دنیا میں زندہ ہیں باقی ہیں آیات دینی بھی پھیلتی رہی اس میں سماوی بھی اور غیر سماوی، بعض ادیان سماوی نہیں چاہتے تھے کہ ان آیات کو ختم کریں بلکہ ان آیات کو بہتر بنایا۔ اس کو اپنے حال پر رکھا اس کو ایک دینی رنگ دیا ان میں سے ایک عید خصیس ہے یہ عید ہمیشہ سے یہود کرتے آئے ہیں بعد میں اس کو نصاریٰ نے بھی اپنایا۔ یہ درحقیقت ایک عید موسمی ہے گزشتہ زمانے سے رائج ہے ظاہری طور پر نصاری اس کو عید ربید کے نام سے کرتے ہیں لیکن حقیقت میں عید، اس عید کی برگشت عید یہود ہے یہود اس دن کو مصر کے فرعون سے نجات لی کر مصر کا دریا پار کر کے اس کی یاد میں یہ دن مناتے ہیں خصیس کے معنی عبرانی ہے اس کے معنی گزرنے کو، عبور کرنے کو کہتے ہیں یعنی گزر گیا، نکل گیا یا نجات فرعون، فرعون سے نجات ملنے کا دن۔ یہ عید یہودیوں کی ہے لیکن جب مسیحت پھیل گئی بہت سے یہود مسیحی ہو گئے۔ جب مسیحی ہو گئے تو انہوں نے اپنی عید کو باقی رکھا۔

۲۔ یہ جو کہتا ہے ہم نے قرآن کو محمد سے لیا ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہوسکتا ہے یہ ساخت محمد ہے۔

۳۔ قرآن فرماتا ہے نبی مبین وشارح قرآن ہے اسکا مطلب یہ ہے سنت بیان قرآن ہے یہ جو کہتا ہے قرآن ظنی الدلالۃ ہے یہ درست نہیں

یہ حدیث سازوں کی گڑی ہوئی ہے آیات حکمات کا معنی یہ ہے کہ اس کا دوسرا معنی تصور ہو ہی نہیں سکتا ہے۔
۴۔معاذ بن جبل کو جب نبی کریم نے یمن کے لئے قاضی بنایا اوران سے کہا آپ وہاں کیسے قضاوت کریں گے تو آپ نے جواب دیا پہلے قرآن میں دیکھیں اگر قرآن میں نہیں ملے تو سنت رسول میں تلاش کریں گے اگر اس میں بھی نہیں ملے تو اپنی اجتہاد کروں گا۔
۵۔ائمہ اربعہ نے کہا پہلے کتاب اللہ میں اور سنت رسول اللہ پھر اپنی رائے استعمال کروں گا۔
اس کے باوجود علماء کا اصرار ہے قرآن کریم میں احکام سے متعلق صرف پانچ سو آیات ہیں پھر آیات کو پیش کرتے وقت ان سے بھی اس کو بھی روایات سے باندھتے ہیں استدلال موقع پر احادیث سے ہی شروع کرتے ہیں بلکہ اُنکا اصرار ہے قرآن میں ہر چیز کا بیان نہیں ہے اس طرح چندین نقص وعیب کلام الٰہی کو چسپان کر کے جس طرح عدالتوں کے رجسٹر چندین دفعات یا وجوھات لگا کر درخواست احکام میں اس سے استدالال ممنوع یا مجروح گردانا ہے۔
قرآن کو ننگا بتانا استجواب کرنے والوں کو لاجواب چھوڑنا یہ بھی قرآن اقانیم بنانے استدلال نہیں کرتے ہیں یا کی سازش چکر ہے' کاش اس پر ہی اکتفاء کرتے تو مسلمان تمام تر توجہ احادیث میں تحقیق کرنے میں وقت گزارتے ہیں لیکن انہوں نے اپنا مذموم عزائم کو کامیاب بنانے کی خاطر احادیث کی جگہ فتاوی کو رواج دیا تھا تا کہ انسان مسلمان حدیث تک بھی نہ جاسکے اس طرح اسلام کے دونوں مصدر کو بے دخل کیا ہے۔مسترد کرتے ہیں اسلام کو کنارے پر لگانے کے مراحل تدریجی:
۱۔قرآن کے بجائے حدیث پر انحصار کرنا ہے۔
۲۔حدیث رسول کو ترجمہ کر کے پیش کرنا۔
۳۔آیت کو حذف کر کے تحقیق کے دروازے کو بند رکھنا ہے۔
۴۔احادیث کی جگہ فتویٰ مفتیان کو جاگزین کرنا۔
۶۔فتواءکے ضد میں فتویٰ دینے کی حوصلہ افزائی کرنا' تا کہ یہ دین حقیقت سے دورفسطائیزم سے قریب ہوجائے۔
۷۔اجتہاد کو بند کر کے تقلید کے گدھا گاڑی پر سوار کرنا' اجتہاد ومجتہدین کو قرآن اور سنت کی جگہ فتاویٰ مجتہدین میں تحقیق واجتہاد پر لگا تا ہے۔
۸۔آخر میں دنیا کفر والحاد سے رشتہ محکم واستوار کرنا ہے۔
اگر کوئی اپنے دین ومذہب کیلئے اپنے وطن کی استقلال کے لئے سوچ رکھتے ہیں اس کو چاہیے کہ وہ جتنا ہوسکے طوق تقلید کو گردن سے اتار پھینکے اور اس کی حوصلہ شکنی کریں اور امت کو بیک قرآن اور سنت محمد کی اتباع کی طرف دعوت دیں۔
سورہ عبس سے متعلق قبلہ نجفی نے اپنے انداز تفسیر سے ہٹ کر آیات کے سیاق وسباق سے جوڑ کر جو تفسیر پیش کی ہے وہ اپنی جگہ مستحسن لیکن جو

حاشیہ آپ نے لگایا ہے کہ اللہ نے نبی کریم کے ذ یعے سمجھا ہے دین اسلام کی ترویج و اشاعت کے لئے فدا کار قربانی یہی ناروا انداز ہی کریں گے یہ متکبر ین فرعون حقات کبھی باز نہیں آئیں گے آپ نے کیوں اپنایا تو اور عنایت ان کی طرف کیا ہے لیکن سیدی عمل میں پاکستان کے مقتدر علماء سوائے مرحوم آغا عارف کے آپ بمعہ آپ کے ساتھی آغا ساجد نے وڈیروں سرمایہ داروں سیاستمداروں الحادی صفت دانشوروں کی پرستاری میں اپنے سے نیچے سطح کی علماء کی جو تذلیل وتحقیر کی ہے اس کو کوئی مثال نہیں بنتی ہے۔

ابتداء تدوین رجال اس وقت ہوا جب لوگوں نے روایت ہر کس و نا کس سے نقل کرنا شروع کیا یہ صورت اس وقت بھی ہمارے ہاں کم وبیش پایا جاتا ہے مدارس دینی میں ایک دو سال گزرنے کے بعد کسی مسجد پر قبضہ کرنے پر اکتفاء نہیں کرتے بلکہ وہ دین وشریعت کے ترجمان بن جاتے ہیں وہ اپنی بحران مایہ علم دین کو پر کرنے کے لئے دیگر علماء کی زبان سے سنی باتوں ترسیل مرسلات ائمہ اصحاب حتی رسول اللہ سے کرنا شروع کیا ہوا کبھی عصر حاضر کی کسی بڑی شخصیت سے نسبت دینے لگتے ہیں یہی صورت حال اس وقت بھی کم وبیش شروع تھا تھوڑا فرق کے ساتھ اس وقت یہود وصلیب ومجوس دین اسلام کے اصول وفروغ وتاریخ کو مسخ کرنے کے لئے احادیث جعل کرنے لگے تھے یہاں سے ذمہ دار شخصیات نے جن سے روایات نقل کی جاتی تھی ان کا فہرست مرتب کرنا شروع کیا نیز ان رواۃ کے بارے میں معلومات کس کا بیٹا ہے کہاں رہتے ہیں کتنی عمر ہے کیا کاروبار کرتے ہیں جھوٹا ہے یہ عمل اپنی جگہ روایات کے ساتھ کھیلنے کی سلسلہ کو کنٹرول کرنے میں مددملی تھی اس وقت کے ترتیب شدہ فہرست کے مطابق انہوں نے راویوں کو چند گروہوں میں تقسیم کیا تھا:

۱۔راوی صادق عالم عادل ہے

۲۔راوی ضعیف غیر قابل اعتبار ہے۔

۳۔راوی مجہول الحال ہیا س نام کے کوئی شخص ہے نہیں یا ہے لیکن اس کے دین وایمان عدالت کا علم نہیں اس کو مجہول الحال کہا ہے۔

۴۔شخص ہے اس کا توثیق تائید حتیٰ مجہول الحال بھی نہیں ہے اس کو انہوں نے مہمل کہا ہے۔

۵۔اس کا نام ہی کتب روایات میں نہیں ہے یا معروف کتب رجال میں ان کا نام نہیں آیا ہے اس سلسلہ میں اس وقت ہمارے دسترسی میں موجود کو ہم ترتیب سے بیان کرتے ہیں۔

۱۔رجال نجاشی متوفی ۴۵۰ھ ق

۲۔رجال طوسی ۴۶۰ھ ق

۳۔رجال شہر ابن آشوب

ان کتب رجال کی مثال اگر ہم فی زمانہ پیش کرنا چاہیں وہ تذکرہ امامیہ تالیف جناب دانشور محترم عارف نقوی ہے اس میں آپ کو صرف نام ان کے سرگرمیاں ملیں گی۔ثبت حدیث سے منع ہے چاہیے رسول اللہ نے کہا تھا اگر ثبت حدیث سے منع رسول نے کیا تھا تو جس کسی نے

ابتداء کی ہو چا ہے اسے اہل بیت میں علی نے کی ہو یا سلسلہ عمرو بن عبدالعزیز نے کی ہے ابتداء دور بنی عباس نے کی ہو یہ خلاف مصلحت و اندیش رسول اللہ تھے وہ غلط تھے یہ جس جرات کس نے کی ہے اگر عمر نے کی تو کیوں آواز بلند نہیں ہے کیوں چہ می گوئیاں نہیں ہوئی ہے۔

حاضر صفحات ایک سعی و کوشش ہے اگر اللہ اپنا لطف و کرم شامل حال نہ کرے تو یہ سعی نا کام میرے لئے مزید روز گار سیاہ کا باعث بن سکتا ہے ان خطرات و خدشات کے باوجود اقدام عمل اس لئے کیا ہے اسلام کو اٹھانے مسلمانوں کی روز افزون اسباب و علل سقوط و زوال سے پردہ ہٹاوں اس آیت کریمہ پر بھروسہ کر کے جس میں اس نے وعدہ دیا ہے کہ ہم رہنمائی کریں گے ہم مدد کریں گے اس ذات عالم سر و خفی مالک ان تبدو ما فی انفسکم او تخفوا کو گواہ رکھ کر عرض کرتا ہوں وہ راز دو نکتوں میں خلاصہ ہے مسلمانوں کی دنیا و آخرت کی سعادت و حیات کے لئے اللہ کے دو چشمہ فوران و فیضان غیر طغیان ختم ناپذیر ہے وہ اللہ کی کتاب قرآن کریم نطاق و بحاث کتاب ہے جس سے قادر مطلق نے خزانہ غیب سے امین وحی کے ذریعہ نبی کریمکو پہنچاتی ہے نیز آپ کی سنت ہے۔

دوسرا نکتہ ان دو چشموں سے محروم رکھنے دور رکھنے اور اس پر عمل ناممکن بنانے مراتب و مراسل سے پردہ اٹھانا ہے اس نکتہ کو پہنچانا چاہیے تھا اور ہمیں پہچنا چاہیے تھا لیکن بد قسمتی سے ہزاروں صفحات سیاہ کرنے کے بعد اس راز پنہان کا پتہ چلا دشمنی اس حد تک پہنچے کی راستے کو موانع کی طبقات بندی سے چھپایا ہے اما اینکہ پہلا نکتہ یہ ہے۔

۱۔ چشمہ اولی ہمارے سامنے رکھ کر طلسمانی دیواروں اور طبقات کی چھتوں سے چشم بندیاں کیا ہے اب سے مسلمان سوال ترنم و نغنم کس قسم کی استفادہ سے استعانہ سے محروم کیا ہے کسی بھی شخص یا گروہ کے لئے ممکن نہیں رہا ہے اس چشمہ کو قابل افادہ و استفادہ کریں اگر کوئی کوشش کریں گے تو وہ عنصر مطلوب معطون مذموم بلکہ بھی ہو جاتا ہے اس سے کوئی بھی فرقہ مستثنیٰ نہیں ہے۔

۲۔ اما دوسرا شمہ سنت و سیرت نبی کریم ہے سنت مشکوک و مخدوش بلکہ موضوع سے پر ہے ہماری ذخائر حدیث ملت کی درد و الم کی دوا علاج کی کتنی احادیث ہے ان مدوا اولیٰ احادیث کو ہزاروں بلکہ لاکھوں کے درمیان میں گم کیا ہے اس کے بارے میں قارئین کو آگاہ کرنا ہے ان احادیث مشکوک و مخدوش و موضوع پر کفایت کرتا تو شاید تلاش صحیح کرنے والوں کے لئے مسافت کم ہو جاتے شاید بہت ذہین و فریسی کسی نہ کسی دن اس چشمہ فرات تک پہنچ جاتے ہیں اما عناوین موضوعات کچھ اس طرح سے ہیں:

۱۔ کسی نے صبح شام، جلوسوں مظاہروں کو راہ نجات و خلاص گردانا ہے اس کے علاوہ باقی بے معنی مردود گردانا ہے۔

۲۔ بعض نے کو کسیٹ کر خلق اللہ فضل اللہ حروفی کے لشکر میں نام نویس کرایا ہے۔

۳۔ بعض اعیاد و ماتم کو کل دین گردانا ہے کہ باقی سے معذرت معافی مانگا ہے۔

۴۔ بعض امام مفقود یا معدوم کے لشکر بنا کر ایک طرف لوگوں سے مال لوٹتے ہیں دوسری طرف انسانوں کو گمراہ کے راستہ پر گامزن کیا ہے۔

قارئین کرام کو مستعمرات ابالیس و شیاطین کے نیچے دبے چشمہ حبابئیہ سعداء کی طرف متوجہ کرنا ہے اللہ کی کتاب سنت رسول سے خود سیراب

ہو جائیں دیگر عطاشوں کو سیراب کرائیں۔

تحقیق درروایات:

روایاتوں میں تحقیق کی ضرورت اس وقت پڑھتی ہے جب اس روایت پر مخالفین دین ومذہب اعتراض واشکال کا نشان بنتے ہیں یا خود اصل دین ومذہب والوں کو اس روایت کے مضمون میں سقم نظر آتا ہے یہ روایت عقل یا شرع یا امزاج شریعت سے متصادم نظر آتا ہے بطور مثال یہ روایت معروف ومشہور ہے کہ نبی کریم نے فرمایا میں عرف تفسیر فقد عرف آیت حالانکہ ہزاروں ماہرین نفس جہاں علم نفس میں اعلی اسناد حاصل کئے ہیں وہ ملحد ومنکر دین نظر آتے ہیں یہاں سے روایت اور خارج میں عدم مطابقت تضاد نظر آتا ہے یہاں سے اس کے سند میں تحقیق کرنے کی ضرورت ہے طریقہ تحقیق آتا ہے مراحل سے گزرتے ہیں:

۱۔اس کتاب میں یہ روایت آئی ہے اور اس کتاب کے مولف سے اس کو کہاں سے نقل کیا ہے۔

۲۔ممکن ہے اس کتاب میں اس کا حوالہ نہیں دیا ہو یہ بات بہت سے کتابوں کا حوالہ دے اہے ان کتابوں کو دیکھنا ہوگا۔

۳۔ممکن ہے ان کتابوں کسی اور کتاب سے نقل کیا ہو لیکن اس کتاب میں راوی کا ذکر نہیں کیا ہے تو ان کتابوں کو دیکھنا ہوگا اگر راوی کا ذکر کیا ہے تو دیکھانا ہے راوی کا تو ذخر ہے لیکن روایت مرسلہ ہے تو روایت محبت ہے گر جائیکی یا راویوں کا تسلسل سے دیا ہے تو ان تمام راویوں کے نام کتب رجال میں تلاش کرنا ہوگا۔

۴۔آپ کے پاس راویوں کو تلاش کرنے کے چندین ذرائع ہے۔

۱۔راوی اگر اصحاب ہے تو الاصحابہ فی تمیز صحابہ اسد الغابہ وغیرہ میں تلاش کریں گے اگر راوی تابعین میں سے تابع کے بارے میں لکھیں کتابوں میں تلاش کریں گے۔

۲۔اگر دوسری تیسری صدی کے راوی ہے سوابجد کے حوالے سے لکھی گئی کتب میں اس کا نام تلاش کریں گے۔

۵۔کتب رجال میں راویوں کا ذکر چند طریقہ سے کرتے ہیں:

۱۔اس راوی کے نام پر توثیق کرتے ہیں یہ ثقہ معتبر ہے فلاں فلاں توثیق کی ہے۔

۲۔قدح وجرح کی ہے۔

۳۔مہمل چھوڑا ہے۔

۴۔پھر اس کے راوی کے بارے میں کتب جرح وتعدیل میں دیکھیں گے ممکن ہے کسی نے جرح کیا ہو لکھا ہے۔